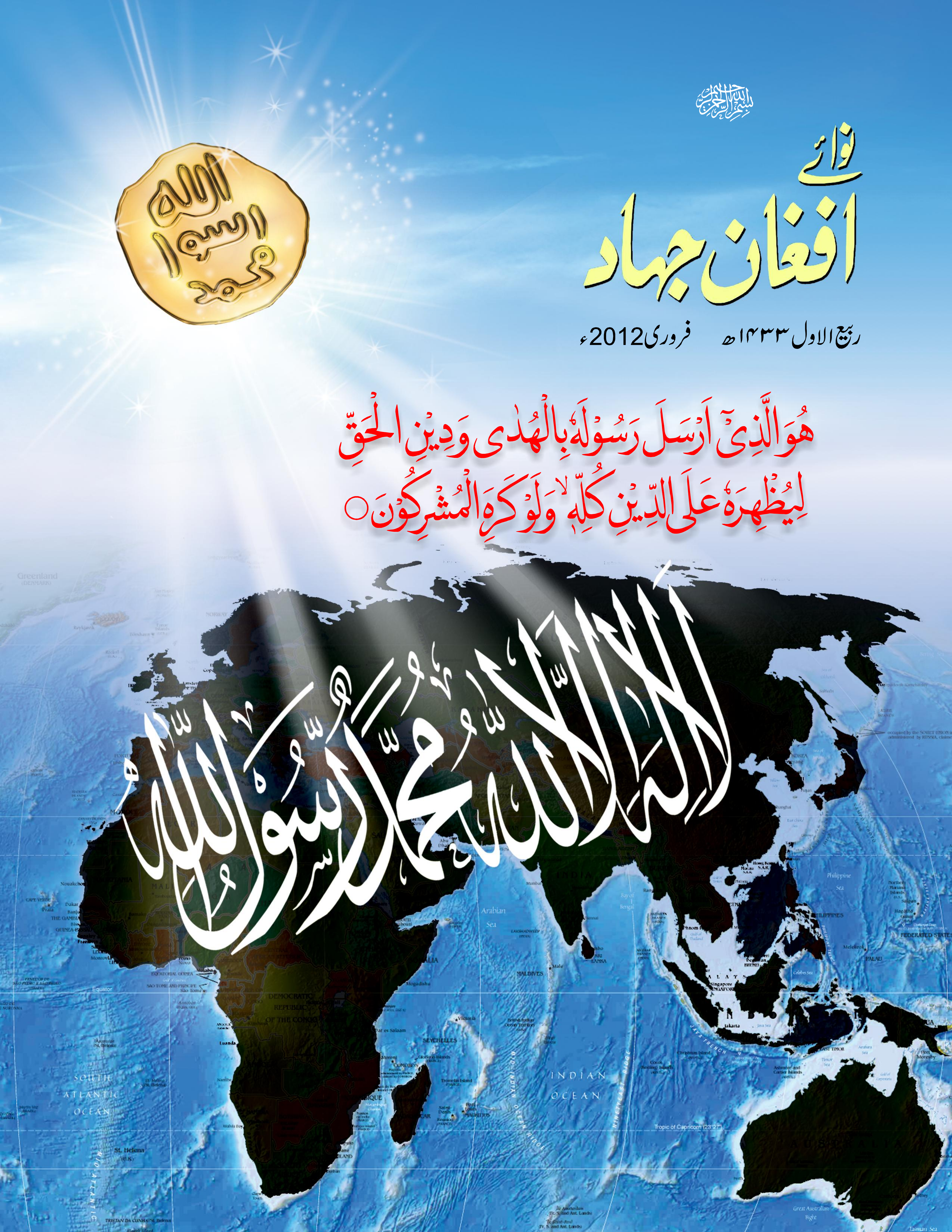


بسم اللہ الرحمن الرحیم
نوائے
افغان جہاد
ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
فروری 2012ء
هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○
اللہ
رسول
محمد
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
INDIAN
OCEAN
SOUTH
ATLANTIC
OCEAN
Arabian
Sea

شاہانِ حمیر کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوبِ مبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے حرث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان ذو رعین، معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہانِ حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اُس اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا قاصد ہمارے پاس اُس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری، تمہارے قاصد سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا۔ تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر ہمیں معلوم ہوئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

اب تمہارے لیے ضروری ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مالِ غنیمت تم کو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی زمینوں میں عُشر اور چاہی میں سے نصف عُشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے دو سالہ اونٹنی اور تیس میں سے ایک نر اونٹ اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک جذعہ (عمر کے چار سال مکمل کرنے اور پانچویں سال میں داخل ہونے والی گائے ادا کرو)۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو۔ بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں، یہ اللہ کا فریضہ ہے جو اُس نے مسلمانوں کے لیے قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اُس کے لیے بہتر ہے، جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلے میں مدد کرے گا، اُس کے لیے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لیے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو اُن کے لیے ہیں، اللہ اور رسول کی اُس کے لیے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اُس پر جزیہ ہے۔ ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز۔ پس جو یہ جزیہ رسول اللہ کو ادا کرے گا اُس کے لیے اللہ اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ اللہ اور رسول کا دشمن ہے۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، ص ۷۷۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۵، شمارہ نمبر ۲

ربیع الاول ۱۴۳۳ھ — فروری 2012ء

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ''جس شخص نے کسی غازی کو سایہ دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنا سایہ نصیب فرمائیں گے'' (بیہقی)۔



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

……جسؐ نے ورثے میں امت کو شمشیر دی

ربیع الاول کا مہینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات کا مہینہ ہے……اسی مہینے کی مناسبت سے ہمارے معاشرے میں عشقِ نبی اور محبت رسول کے اظہار کے لیے مختلف النوع طریقے اپنائے جاتے ہیں۔کہیں چراغاں ہے، کہیں میلاد کے اکٹھ ہیں، کہیں بازاروں کی رونق افروز گہما گہمی ہے، کہیں گلیوں کی سجاوٹ ہے اور کہیں عشق نبی کے نام پر رچائی جانے والی محفلوں کی آڑ میں موسیقی کے دھنوں پر ناچ گانا ہے……یہ سب اعمال گمراہی اور ضلالت کی علامات ہیں……خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی اوٹ لے کر نفسانی خواہشات کی تکمیل کی سبیلیں تلاش کی جاتی ہیں۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی ذات بابرکات پر وارفتگی اور فداکاری کی اعلیٰ ترین مثالیں جن ہستیوں نے قائم کیں، اُن کے ہاں ایسی خرافات کا تصور بھی محال تھا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین، صلحائے امت اور اولیاء اللہ سے بڑھ کر کون ہوگا جو دعویٰ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کر سکے؟ یہ پاک باز افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو حرزِ جاں بنا چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ کے طریقوں اور نقوش ہائے قدم کی پیروی ہی کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی سرفرازیوں سے نوازے گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اِنہی سنتوں میں سے عظیم ترین سنت' جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے شریعت کا نفاذ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورثے میں اپنی امت کے لیے بھی جنگی اسلحے کے علاوہ اور کچھ نہیں چھوڑا۔محدثین نے صراحت سے بیان فرمایا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو حجرۂ مبارک میں جلنے والے چراغ کا تیل بھی ہمسائیوں سے عاریتاً لیا گیا تھا لیکن اس حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کی دیواروں پر نو تلواریں اور زرہ لٹک رہی تھیں۔ یہ جہادی ساز و سامان امت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ورثہ میں ملا……آج اسی ورثہ سے دست برداری اور اعراض برتنے کی رِیت چل نکلی ہے……اور ڈھول تماشوں کے ذریعے عشق رسول کا اظہار کیا جا رہا ہے……ایسے حالات میں یہ حقیقت سمجھنے کی ضرورت ہے کہ محبتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین تقاضا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے یعنی جہاد فی سبیل اللہ پر پوری استقامت سے گامزن ہونا ہی ہے۔امت کے لیے دنیا کی ذلتوں اور خواری سے نکلنے کا واحد راستہ یہی ہے اور آخرت میں نجات بھی سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مضمر ہے۔

غربتِ اسلام کے اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے چند بندوں کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ نبوی راستے پر گامزن ہوں اور دنیا بھر میں توحید و سنت کی عمل داری کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے منہج کو اختیار کریں۔یہی مجاہدین عراق میں صلیبی افواج کے بھاگ نکلنے کے بعد دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہو رہے ہیں۔عراق بھر میں کفار کے فطری حلیفوں پر عرصۂ حیات تنگ کیے ہوئے ہیں اور اُن پر پیہم ضربیں لگا رہے ہیں۔یہی ابطالِ امت یمن میں زنجبار شہر میں استحکام حاصل کرنے کے بعد آگے سے آگے بڑھ رہے ہیں اور کفریہ ذرائع ابلاغ اُن کی پیش قدمی دیکھ کر بوکھلائے ہوئے دہائیاں دے رہے ہیں……افغانستان میں بھی طالبان مجاہدین کامل ایک دہائی تک متحدہ کفر کا مقابلہ کرنے کے بعد اُسے خاک چاٹنے پر مجبور کر چکے ہیں……اب امریکہ اور اُس کے اتحادی افغانستان سے ''محفوظ انخلا'' کے لیے دن رات جتن کر رہے ہیں……فراری مذاکرات ہوں، بجھتے چراغ کی لَو کی مانند مجاہدین کے خلاف آخری زور صرف کرنا ہو، شہدا کے جسود کی بے حرمتی کرنا ہو یا مجاہدین کے مابین اختلافات کی فضا کا تاثر عام کرنا……وہ سرزمین افغانستان سے ''باعزت واپسی'' کے لیے تمام پاپڑ بیل رہے ہیں……لیکن مجاہدین اپنے قائد امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت و سیادت میں پوری طرح متحد ہیں اور امیر المومنین نصرہ اللہ کی مذاکرات کے بارے میں اولین شرط (یعنی' کفار کی افواج کا افغانستان سے مکمل پسپائی کا اعلان') سے کسی صورت دست بردار ہونے کو تیار نہیں۔

نظامِ پاکستان اس ساری صورت حال کے باوجود صلیبی لشکروں کی صف اول سے نکلنے کو تیار نہیں……امریکہ نے اشفاق کیانی اور فوج کے ''جرأت مند موقف'' کو گھاس تک ڈالنے سے عملی طور پر انکار کرتے ہوئے ڈرون حملوں کا دوبارہ آغاز کر دیا ہے اور پاکستانی فوج کا ''جرأت مند موقف'' دُبکا اور سہا ہوا ایک کونے میں سمٹا بیٹھا ہے……نیٹو سپلائی جو کہ ۲۶ نومبر ۲۰۱۱ء سے بند ہے، دوبارہ بحال ہونے جا رہی ہے اور پاکستانی عوام چند دنوں میں کسی صبح آنکھ کھلتے ہی 'بریکنگ نیوز' سنیں گے کہ ''وسیع تر ملکی مفاد'' کے تحت نیٹو سپلائی کی بحالی کا فیصلہ ہو گیا……یہ ''وسیع تر ملکی مفاد'' کس چڑیا کا نام ہے……اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر زندگی کا واحد مقصد ہی خود کو ''برائے فروخت'' قرار دے کر ملک و قوم کو جنسِ بازار بنا دینا ہو تو کرائے کے ٹٹو بننا اور وہ بھی دوگنا قیمت پر کامیابی ہی تصور کیا جائے گا۔لیکن دوسری طرف ایسی ''کامیابیوں'' کو دنیا اور آخرت کی رسوائی قرار دینے والے مجاہدین' نظامِ پاکستان کو نبوی منہج (جہاد و قتال فی سبیل اللہ) کے ذریعے زیر کرنے کے لیے پہلے سے زیادہ مستعد ہیں……ان مجاہدین کی ڈھارس اور تقویتِ قلوب کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں خوش خبریوں، بشارتوں اور اپنی نصرتوں سے نواز رہا ہے۔حال ہی میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی جانب وزیرستان بھیجا گیا وفد بھی ایسی ہی بشارتوں کا ذریعہ ہے۔اس وفد نے مجاہدین کے تمام ذمہ داران اور قائدین سے ملاقاتیں کیں اور اُنہیں امیر المومنین کی جانب سے بھیجے گئے ہدایہ پہنچائے۔ساتھ ہی اُن کی جدوجہد کی توثیق کرتے ہوئے اتحاد اور یگانگت کو مضبوط تر کرنے کے لیے پانچ رکنی شوریٰ بھی تشکیل دی۔سوا گر کفر کا سردار اوباما ڈینگیں مارتے ہوئے کہتا ہے کہ ''یمن سے لے کر پاکستان تک ہر شدت پسند کا پیچھا کریں گے'' تو یمن سے لے کر پاکستان تک مجاہدین فی سبیل اللہ کفر کی درگت بنانے میں جانفشانی اور استقامت کی تاریخی مثالیں پیش کر رہے ہیں۔

آج ایک جانب تو عشقِ رسول کے زبانی کلامی دعوے کرنے والے اور اُن دعوؤں کے ثبوت میں لایعنی اور شریعت سے متصادم افعال و اعمال سرانجام دینے والے ہیں……جب کہ دوسری جانب مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں، جنھوں نے نبی الملحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے مطابق دشمنانِ خدا کے مقابل صفیں آراستہ کیں……ایمانی بصیرت سے مامور قلب رکھنے والا کوئی بھی مسلمان ان دونوں گروہوں میں سے اہلِ حق کو پہچاننے میں ذرا سی مشکل کا بھی شکار نہیں ہو سکتا۔لہٰذا شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ کے الفاظ ''اِلْحِقْ بِالْقَافِلَة'' قافلے سے جا ملو'……آج امت کے ہر پیرو جواں کو منہج نبوی اپنانے کی دعوت دے رہے ہیں۔کیونکہ اسی جہادی قافلے کے لیے جنتوں کے اعلیٰ ترین درجات ہیں اور یہی مجاہدین' محبانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی کردار ادا کرنے والے ہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

از شمائل ترمذی

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے، نہ کوتاہ قد، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اس لئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں۔ عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بھی بڑا تھا۔ اور اعضا کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا''۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ''میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں تک رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قد''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے نہ پستہ قد بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے چونا کی طرح، نہ بالکل گندمی کہ سانولا بن جائے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پُر نور اور کچھ ملاحت لئے ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا) چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے (اس میں کلام ہے جیسا کہ فوائد میں آتا ہے)''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے، نہ زیادہ طویل نہ پست، نہایت خوبصورت معتدل بدن والے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا) نیز آپ گندمی رنگ کے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ چلتے تو آگے کو جھکے ہوئے چلتے''۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت سے اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تا کہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں۔ (اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سات سال کی تھی۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا) ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے شان دار تھے۔ اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مہہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن لمبے قد والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے (یہ مشہور ترجمہ ہے اس بنا پر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے ثابت ہے۔ اس اشکال کے جواب میں علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کو ابتدائے زمانہ پر محمول کیا جائے کہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہتمام نہیں تھا، لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اس لئے مشکل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی، اس کے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی، اس لئے اچھا ترجمہ جس کو بعض علما نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے اور اگر کسی وجہ سے بسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے، کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے)''۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے

16 دسمبر: کابل شہر.................. پولیس اسٹیشن پر فدائی مجاہدین کا حملہ.................. درجنوں پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی۔

ہوئے تھے، ایڑی مبارک پر بہت کم گوشت تھا''۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ''میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بالآخر میں نے یہ ہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم چاند سے کہیں زیادہ جمیل وحسین اور منور ہیں''۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براء سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بدر کی طرح روشن گولائی لیے ہوئے تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر صاف شفاف حسین وخوبصورت تھے کہ گویا کہ چاندی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے خم دار گھونگریالے تھے''۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ''مجھ پر سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پیش کئے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ذرا پتلے دبلے بدن کے آدمی تھے گویا کہ قبیلہ شنوئیہ کے لوگوں میں سے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں عروہ بن مسعود ان سے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے میں خود ہی ان کے ساتھ مشابہ ہوں، ایسے ہی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ان لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں وہ دحیہ کلبی ہیں''۔

سعید جریری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے۔ ملاحت کے ساتھ یعنی سرخی مائل اور معتدل جسم والے تھے''۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے یعنی ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا۔ (جس سے سینہ مبارک چوڑا ہونا بھی معلوم ہو گیا) گنجان بالوں والے، جو کان کی لو تک ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سرخ دھاری کا جوڑا یعنی لنگی اور چادر تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی''۔

ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے، نہ زیادہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے۔ بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ مبارک میں تھی (یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے (یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو پنڈلیاں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہ تھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں، جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے تھے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے کہ اس طرح دوسروں کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے، بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف رخ فرماتے۔ بعض علما نے اس کا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو تمام چہرہ مبارک سے فرماتے، کن اکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے۔ اور سب سے زیادہ سچی زبان والے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

16 دسمبر: میدان وردگ .... ضلع جغتو .... بارودی سرنگ دھماکہ .... امریکی ٹینک تباہ .... 5 امریکی فوجی ہلاک

فضیلت والے اعمال

شیخ خالد الحسینان حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدالله رب العالمين حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ، واشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد !

اس ملاقات میں ہماری گفتگوان شاء اللہ اعمال کے فضائل کو حاصل کرنے کے متعلق ہوگی اللہ جل وعلیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

''نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو''۔

اللہ جل وعلیٰ ہمیں تاکید کررہا ہے کہ ہم خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ

''اورسبقت لے جانے والے کیا ہی سبقت لے جانے والے ہیں''۔

یہ کون لوگ ہیں؟ علمانے ذکر کیا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اعمال صالحہ اور آخرت میں جنتوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔ یہاں اعمال کے فضائل سے مراد ہے مثلا قیام اللیل کی فضیلت، نفلی روزے کی فضیلت، قرأت قرآن کی فضیلت، سنن رواتب، فرض نمازوں کی مقرر سنتیں کی فضیلت، اذان کی فضیلت، صدقے کی فضیلت بہت سی فضیلتیں ہیں۔

چنانچہ میں آپ میں سے ہر ایک کو تاکید کروں گا کہ وہ ان اعمال میں ضرور حصہ لے یعنی آپ پڑھیں میں یہ نہیں کہتا کہ ہرروز پڑھیں یا ہر ہفتےیا ہر مہینے آپ ہر مہینے پڑھیں مہینے میں سے ایک یا دو گھنٹے کے لیے اعمال کے فضائل پڑھیں خواہ کسی بھی کتاب سے پڑھیں مثال کے طور پر سب سے خوبصورت اور ترغیب دینے والی کتاب ریاض الصالحین اس میں فضائل اعمال، فضائل دعوت، فضائل ذکر اور بہت سے دیگر فضائل مثلا حسن اخلاق کے فضائل آپ ریاض الصالحین سے پڑھیں یا کتاب صحیح الترغیب والترہیب سے پڑھیں یا کتاب صحیح المتجر الرابح وغیرہ کتب سے یہ تمام کتب فقط فضائل اعمال کے متعلق ہیں لہٰذا آپ ہرماہ پڑھیں خواہ ایک بار دو یا تین گھنٹے کے لیے پڑھیں (لیکن پڑھیں ضرور) اس پڑھائی کا آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ آپ کو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ پڑھائی (مطالعہ) آپ کو عمل پر اکسائے گی۔

مثلا جب آپ پڑھیں گے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اذان کی ترغیب دی ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اطول الناس اعناقًا يوم القيامة المؤذنون

''بروز قیامت لوگوں میں سب سے لمبی گردن والے موذن ہوں گے''۔

ایک دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جہاں تک مؤذن کی اذان کی آواز جاتی ہے ہر شے خواہ پتھر ہو یا درخت یا کچھ اور اس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی سے بخشش کی دعا کرتی ہیں''۔

لہٰذا آپ کوشش کریں کہ ہفتے میں یا مہینے میں ایک دو دفعہ اذان دیں تاکہ آپ کو بھی اس فضیلت کا حصہ مل جائے مثلا جب آپ تفریح کے لیے جائیں یا راستے میں ہوں یا راستے میں نماز پڑھیں اکیلے یا جماعت کے ساتھ یا گھر والوں کے ساتھ ہی ہوں تو پہلے اذان دیں لیں۔

آپ اپنے لیے اس بات کو ایک سنہرا اصول بنالیں آپ جب بھی اعمال کے فضائل میں سے کسی کے متعلق سنیں تو اپنی زندگی میں اس پر عمل کی کوشش کریں اگر چہ مہینے میں ایک دفعہ ہی ہو یا دو مہینے یا تین مہینے میں ایک دفعہ ہو۔

مثلاً آپ نماز جنازہ کا شوق رکھیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب انسان جنازہ پڑھتا ہے تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو جنازے کے ساتھ جاتا ہے اور تدفین تک ساتھ رہتا ہے اسے دو قیراط اجر ملتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے اللہ آپکو اپنے فضل وکرم اور مہربانی سے احد پہاڑ کے برابر نیکیاں اور اجر عطا فرمائے گا چنانچہ آپ اعمال کی فضیلتوں میں سے ہر ایک سے حصہ حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ بہت سی اور عظیم فضیلتوں کے حریص رہیں اور یہ مطالعہ کیے بغیر ممکن نہیں ہے آپ اعمال کے فضائل کا مطالعہ کریں ہر ماہ کریں جیسا کہ میں نے کہا ہر ہفتے یا روزانہ نہیں مہینے میں صرف ایک بار اعمال کی فضیلتیں پڑھیں۔

اور جیسا کہ آپ سے میں نے کہا کہ اعمال کی فضیلتیں بے شمار ہیں اس مختصر ملاقات میں ان سب کو بیان کرنا ناممکن ہے لیکن چند فضائل کی جانب ہم اشارہ کردیتے ہیں تاکہ مسلمان اپنی استطاعت کے بقدر فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اگر آپ بہت سی فضیلتوں میں ہر مہینے کسی ایک فضیلت پر اپنے نفس کی تربیت کرنے لگیں مثلا آپ ذکر کی فضیلت کی عادت ڈالیں ایسے ہی ہر روز آدھا گھنٹہ یا ۱۰ منٹ کے لیے اپنے نفس کو تلاوت قرآن کی تربیت دیں ہرروز صرف ۱۰ منٹ تو یہ بڑی خیر و برکت اور نعمت ہے اگر آپ روزانہ ایک پارہ پڑھ لیں تو اس کا مطلب ایک مہینے میں ۳۰ پارے۔ (بقیہ صفحہ ۹ پر)

آخرت کے بیٹے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

اتباع ھویٰ کے نقصانات:

فرمایا: ایک تو مجھے سب سے خطرے کی چیز یہ نظر آ رہی ہے اور دوسری چیز ہے 'اتباع ھویٰ' یعنی خواہش کی پیروی کرنا۔

ہماری خواہش نفس کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی شریعت کا مسئلہ یا شریعت کی کوئی بات ہماری خواہش نفس کے مطابق ہوگی تو ہم عمل کریں گے ورنہ کہہ دیں گے کہ "اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے!" بس نفس کی خواہش پوری ہونی چاہیے، اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوتا ہے یا نہیں؟ اس چیز سے ہمیں بحث نہیں......بس ہماری خواہش نفس پوری ہونی چاہیے۔

طولِ امل کا نقصان:

فرمایا کہ: ان دونوں کے خطرناک ہونے کی وجہ یہ کہ 'طول امل' امیدوں کا لمبا ہونا، آدمی کو آخرت بھلا دیتا ہے۔ آرزوؤں میں پڑ کر آدمی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، آخرت کا کام کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

اتباع ھویٰ یعنی خواہش نفس اور اس کی پیروی کرنا یہ آدمی کو حق سے روک دیتا ہے۔ جو شخص بھی اپنی خواہش نفس پر چلتا ہو، وہ حق کو قبول نہیں کر سکتا۔ اس کے سامنے کتنے ہی اخلاص کے ساتھ، کتنی ہی ہمدردی کے ساتھ اور کتنی ہی محبت کے ساتھ اور کیسی ہی نرمی کے ساتھ حق بات پیش کیجیے...... چونکہ وہ حق بات اس کی خواہش کے خلاف ہے، اس لیے وہ اسے قبول نہیں کرے گا بلکہ جواب دے گا کہ "جاؤ جی مولوی صاحب! اپنا کام کرو! تم نہیں جانتے ان معاملات کو"۔ یہ ہے اتباع ھویٰ! جو آدمی کو حق سے روک دیتا ہے۔ خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جب کوئی حکم سامنے آجائے تو اپنے نفس کی خواہش کو چھوڑ دو، یہ ہمارا نفس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہمارا خیر خواہ نہیں۔

دنیا جا رھی ھے اور آخرت آرھی ھے:

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ: دنیا جا رہی ہے، آخرت آ رہی ہے اور دونوں کے بیٹے ہیں۔

آخرت کے بیٹے بنو:

کچھ بیٹے ہیں دنیا کے، کچھ بیٹے ہیں آخرت کے......آپ کو معلوم ہے کہ بیٹا جس باپ کا ہوتا ہے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ بیٹا تو ایک ہی باپ کا ہوتا ہے، دو کا تو نہیں ہوتا، ایک باپ کے دو بیٹے تو ہو سکتے ہیں مگر ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہو سکتے، باپ تو ایک ہی ہوگا۔ تو بعض لوگ ایسے ہیں جو ابناء الدنیا ہیں، دنیا کے بیٹے ہیں، ان کا اور کوئی باپ نہیں ہے اور کچھ ہیں جو ابناء الآخرۃ ہیں، آخرت کے بیٹے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاًO الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعاًO (الکھف: ۱۰۳، ۱۰۴)

> "کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں"۔

دنیا کے بیٹے ابنائے آخرت کا مذاق اڑاتے ھیں:

دنیا والے مُلّاؤں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ دنیا کا کام نہیں جانتے، اللہ والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، غریب غربا کا مذاق اڑاتے ہیں، فقیروں کا مذاق اڑاتے ہیں، جن کے پاس دنیا نہیں ہے ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم ہنرمند ہیں، تعلیم یافتہ ہیں۔ آج کل اسی کو تعلیم یافتہ کہتے ہیں جو دنیا کمانا، حرام کمانا زیادہ جانتا ہو۔

تمھیں کمزوروں کی برکت سے رزق ملتا ھے:

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص اپنے چھوٹے بھائی کی شکایت لے کر آئے، بڑا بھائی کماتا تھا اور چھوٹا بھائی کماتا نہیں تھا، تمہاری اصطلاح میں "صوفی" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا، تو بڑے بھائی نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ یہیں پڑا رہتا ہے، کوئی کام دھندا نہیں کرتا۔ وہ بے چارہ تو خاموش رہا، آخر بڑے بھائی کو کیا جواب دیتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> هل تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم (مشکوۃ)

> "تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق دیا جاتا ہے وہ ان کمزوروں کی وجہ سے دیا جاتا ہے"۔

تم سمجھتے ہو کہ میں کما رہا ہوں، تم نہیں کما رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حصے کی دے رہا ہے، گھر میں جو سب سے کمزور آدمی ہے اور جو بے چارہ کمائی میں سے پھسڈی ہے، اللہ

18 دسمبر: صوبہ زابل......ضلع شاہ جوئی......امریکی وافغان فوج کے مشترکہ کارروان پر مجاہدین کا حملہ......دو ٹینک اور 3 سرف گاڑیاں تباہ......متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے

تعالیٰ اس کی برکت سے تمام گھر والوں کو پال رہے ہیں۔ یہ ابناء الآخرۃ یعنی آخرت کے بیٹے ہیں، لیکن دنیا نہیں کما سکتے، کیا کریں؟ تم کبھی ان کا مذاق اڑاتے ہو کہ خیرات کی روٹیوں پر پلتے ہیں، کبھی کچھ کہتے ہو، کبھی کچھ کہتے ہو، کہتے رہو بھائی! ہمارا کچھ نہیں بگڑتا، تم اپنا ہی نقصان کرتے ہو۔ لیکن تمہاری یاد دہانی کے لیے کہتا ہوں کہ جن کو تم کہتے ہو یہ خیرات کی روٹیوں پر پلتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ تم ان کی وجہ سے پل رہے ہو، اللہ تعالیٰ تم کو ان کی وجہ سے پال رہا ہے، وہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نہ پالتا، تم ان کو نہیں پال رہے بلکہ ان کا ضعف، ان کی کمزوری...... یہ تمہیں پال رہی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ رہی ہے۔

آج عمل اور کل حساب ہوگا:

تو ارشاد فرمایا کہ: دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے اور دونوں کے بنون ہیں، بیٹے ہیں، سو تم ابنائے دنیا نہ بنو، ابنائے آخرت بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے، حساب نہیں کرلو جو کرنا ہے، ایک ساتھ ہی حساب کریں گے۔ ایک آقا ہوتا ہے وہ ملازم سے ایک ایک بات پوچھتا ہے، یہ کیوں کیا؟ یہ کیوں نہیں کیا؟ اور ایک آقا بلند نظر ہوتا ہے، وہ ایک ایک بات پر نہیں الجھتا، ملازم غلطی کرتا ہے، کرنے دو، ایک ماہ تو پورا ہونے دو، پھر اندازہ ہوجائے گا کہ یہ کیسا ہے؟ ہمارے ساتھ چل سکتا ہے کہ نہیں چل سکتا؟ ایک ایک بات پر نہیں الجھتا، ہدایتیں دیتا ہے، اخلاص کے ساتھ، محبت کے ساتھ...... تو حق تعالیٰ شانہ ایک ایک بات پر تم سے نہیں الجھتے، ایک ایک بات پر مناقشہ نہیں فرماتے، عمل کی مہلت دے دی، عمل کرلو، حساب بعد میں کرلیں گے۔ لیکن آج کا دن ختم ہوگا، کل کا دن آئے گا تو عمل نہیں ہوگا، حساب ہوگا۔ اس کو کہا جائے گا پورا کرو حساب! کہے گا کہ: کہاں سے پورا کروں؟

میدانِ حشر میں ابنائے دنیا کا حال:

ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ:

''ایک آدمی قیامت کے دن ذلیل و رسوا کرکے اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس بندے سے پوچھیں گے کہ: میں نے تو بہت سا مال دیا تھا تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ: یا اللہ! میں نے خوب بڑھایا تھا (ایک کی دو دکانیں بنالی تھیں، ایک کی چار بسیں بنالیں تھیں، ایک کی چار فیکٹریاں بنا لی تھیں وغیرہ وغیرہ) بہت زیادہ میں نے کاروبار کو بڑھالیا تھا، بڑی ترقی دی تھی کاروبار کو۔ اگر آپ کو چاہیے تو مجھے واپس بھیج دیجیے میں لاکر آپ کو دے دیتا ہوں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: نہیں! مجھے ضرورت نہیں ہے، وہ تو تمہیں یہاں بھیجنے کے لیے دیا تھا، تمہارے کام یہاں آیا''۔ (مشکوٰۃ)

حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا اور آج عمل ہے حساب نہیں ہے۔

قبر والے کچھ نہیں کرسکتے:

شرح الصدور میں حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ

''ابن ابی قلابہ کہتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ کی طرف جارہا تھا کہ راستہ میں رات کو ایک قبرستان میں اتر کر وضو کیا، دو رکعت نفل ادا کی اور قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبر والا مجھ سے شکایت کررہا ہے کہ رات بھر آپ نے مجھے (قبر پر سر رکھنے کی وجہ سے) ایذا دی، پھر کہنے لگا کہ: تم نہیں جانتے اور ہم جانتے ہیں، مگر عمل نہیں کرسکتے، بے شک دو رکعتیں جو تو نے ادا کی ہیں، دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو جزائے خیر دے، آپ ان کو میرا اسلام کہیے اور ان کو بتلایئے کہ ان کی دعائیں ہماری قبروں میں نور کے پہاڑوں کی طرح داخل ہوتی ہیں''۔ (شرح الصدور ص ۳۰۵ طبع بیروت)

یعنی ایک بزرگ قبرستان کے پاس سے جارہے تھے، وہاں معلوم نہیں ان کو کیا خیال آیا کہ انہوں نے ایک قبر کے قریب کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کا ثواب قبر والے کو بخش دیا۔ چند لمحات کے لیے بیٹھے تھے کہ ان کو نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قبر والے سے ملاقات ہوئی اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، ہم تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کا نام سننے کو ترس گئے تھے، آج تم نے دو رکعتیں میری قبر کے پاس پڑھی ہیں اور مجھے ان کا ثواب بخشا ہے، دنیا بھر کے خزانوں کی قیمت اس کے بدلے میں کچھ نہیں، مجھے اس سے اتنی مسرت ہوئی ہے۔ اور پھر وہ صاحبِ قبر کہنے لگے کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں، مگر کچھ کر نہیں سکتے اور تم سب کچھ کرسکتے ہو مگر جانتے نہیں ہو۔

حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے، دنیا بقدرِ ضرورت منع نہیں، حلال سے لو حرام سے نہ لو۔ اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کی تلافی کرتے رہو، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، بندوں کے حقوق اپنی گردن پر لے کر نہ جاؤ اور یہ سوچتے رہا کرو کہ ہم نے اپنی قبر کے لیے، اپنے حشر کے لیے اور اپنی آخرت کے لیے کیا سامان بھرا ہے؟ کیا توشہ بھرا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

صبر اور یقین سے اس دین میں امامت ملتی ہے، جہاد ایک طویل راستہ ہے، اور صبر کا محتاج ہے، اور اس کے لیے عبادت ضروری ہے، جو آپ کو اس راستے پر لے جاتی ہے جس میں کڑواہٹ اور تھکن کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ پورا راستہ ہی رکاوٹوں اور کانٹوں بھرا ہے، اس پر کٹے پٹے اعضا اور خون کا قالین بچھا ہے اور اس کے اردگرد نیکوکاروں کی روحیں ہیں۔ پس اے میرے بھائیو! اس مٹھی بھر جماعت کے ساتھ مل جایئے...... (شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ)

16 نومبر: صوبہ ننگرہار...... ضلع خیوہ...... نیٹو سپلائی قافلہ پر حملہ...... 2 سپلائی کنٹینرز...... فوجی گاڑیاں تباہ

(آخری قسط)

قربانی وایثار

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

ہمیں چاہیے کہ ہم اس نعرے پر اکٹھے ہوجائیں کہ 'ہم جہاد کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اور چاہیے کہ ہم ایک اور نعرہ بھی بلند کریں ''ترکِ اختلافات'' کا نعرہ۔ بنیادی عقیدے پر تعاون اور فقہیات اور فرعیات کو ترک کردینا، کیونکہ ہم سب کے سب یہاں جہاد کی خدمت کے لیے آئے ہیں، اور اللہ عزوجل کی طرف مہاجر ہیں۔حتیٰ کہ اگر آپ نے ہجرت کے بعد اللہ کے راستے میں کسی معرکے میں شرکت نہیں کی اور آپ پشاور میں وفات پاگئے تب بھی آپ کا اجر اللہ رب العالمین کے پاس ہے۔ پس اس حالت میں مرو کہ تم مجاہد ہو، نہ کہ اس حال میں کہ تم لوگوں کا گوشت کھا رہے ہو۔ جیسا کہ ابن عسا کرنے کہا:

''علما اور لوگوں کا گوشت زہر ہے۔ اور جو کوئی لوگوں کے رازوں کو چاک کرکے یہ گوشت کھاتا ہے تو اس کے بارے میں اللہ کی سنت معروف ہے۔ اور جو کوئی مسلمانوں کے پیچھے ان کی عیب گوئی میں زبان چلاتا ہے اللہ اسے موت سے پہلے ہی دل کی موت سے دوچار کردیتا ہے۔''

اللہ سے اس حال میں نہ ملو کہ تمہاری زبان سے لوگوں کے خون سے چوسے گئے قطرے ٹپک رہے ہوں، نہ اس حال میں کہ تمہارے بھائیوں کا گوشت تمہارے دانتوں میں پھنسا ہوا ہو، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کی قسم میں تم دونوں کے دانتوں میں اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔'' جب کسی نے کہا کہ یہ شخص گناہگار ہے، فرمایا: ''تم دونوں نے اپنے ساتھی کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرا۔ خدا کی قسم میں تم دونوں کے دانتوں میں اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔''

بس تو ہمارا پہلا شعار ہے ترکِ اختلافات۔ ہم نہیں چاہتے کہ اپنے جھگڑے یہاں منتقل کرکے افغان سرزمین کی مشکلات میں اضافہ کریں۔ دوسرا یہ کہ ہم جہاد کی خدمت کے لیے اکٹھے ہوجائیں۔ ہر کسی کو جس میدان میں جو بھی کچھ میسر ہے وہ اس کے ساتھ ہی جہاد میں مشغول ہوجائے۔

ہمیں چاہیے کہ نیکیاں یاد رکھیں، کمزوریوں سے درگزر کریں، کامیابیوں اور مثبت باتوں کو پھیلائیں جن سے سینوں کو ٹھنڈک پہنچے اور دلوں میں امید جاگ اٹھے۔ لہٰذا آپ مسلمانوں کے عیب گننے میں مصروف نہ رہیں۔

''اے وہ گروہ جو زبان سے تو ایمان لائے ہو مگر جس کے دل میں ایمان نہیں اترا، مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ لگو، جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیب کی کھوج لگاتا ہے اللہ اس کے عیب کے درپے ہوجاتا ہے۔ اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ لگ جائے وہ اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کرکے چھوڑتا ہے۔'' (صحیح الجامع الصغیر)

تو اپنے اوپر اللہ کے لیے واضح دلیل بنانے سے بچو کہ اللہ تمہارے عیوب کے درپے ہوجائے، اور تمہاری پوشیدہ باتوں کو عام کردے اور تمہیں تمہارے گھر کے اندر رسوا کردے۔ لہٰذا یہ تین باتیں ہیں جن پر ہم سب متفق ہوگئے ہیں۔

۱۔ ہم اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو اس سرزمین میں آنے کے بعد ترک کردیں کیونکہ اس میں پہلے ہی کافی مصائب اور آلام ہیں۔

۲۔ ہمارا جس چیز پر اتفاق ہے اور جس مقصد کے لیے ہم آئے ہیں وہ جہاد ہے۔ چنانچہ ہم اس پر اکٹھے ہوجائیں اور اپنے باہمی جھگڑوں میں ایک دوسرے سے درگزر کریں۔

۳۔ مثبت باتوں اور نیکیوں کو پھیلائیں اور دوسروں کی کمزوریوں اور برائیوں پر سکوت اختیار کریں۔

''آدمی کے منہ سے کوئی کلمہ ایسا نکل جاتا ہے جس کی وہ پروا نہیں کرتا مگر اس کی وجہ سے وہ آگ میں گر جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

کتنے ہی پرجوش نوجوان جہاد کے لیے آئے اور پھر تمہاری گفتگو نے انہیں اللہ کے راستے سے روک دیا، کتنے ہی نوجوان اس سرزمین تک پہنچے مگر تمہارے دلوں میں پرورش پاتی برائیوں کی وجہ سے مایوس ہوکر پلٹ گئے۔ ان برائیوں کو تم سینت سینت کر رکھتے ہو اور اس میں سے کچھ بھی بھلانے کو تیار نہیں ہو اور تم اپنے اس عمل سے سمجھتے ہو کہ تم اصلاح کررہے ہو......نہیں، بلکہ تم اللہ کے راستے سے روک رہے ہو اور گمراہ کررہے ہو، اور تمہیں اس کا علم تک نہیں ہے۔

ہم اللہ عزوجل سے امید رکھتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے نہ ہوجائیں جن کے تمام اعمال اکارت گئے اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں۔

اکثر کوئی پرجوش نوجوان اختلافات کا مسئلہ چھیڑ دیتا ہے جب کہ اس کو چاہیے کہ وہ اتحاد کی بات کرے۔ وہ عالم عرب سے آیا ہے اور بھول گیا ہے کہ اس کے اپنے وطن، اسلامی سرزمین، حتیٰ کہ اسلامی دعوت وتبلیغ کے میدان میں کیا کچھ ہورہا ہے۔ اور وہ افغانستان کے ۱۰۸ سے زائد قبائل سے چاہتا ہے کہ وہ ایک قائد کے تحت اکٹھے ہوجائیں۔ (شیخؒ کی شہادت ۱۹۸۹ء میں ہوئی، اس لیے یہ امارتِ اسلامیہ کے قیام سے پہلے کا بیان ہے، اب الحمدللہ سب مجاہدین' امیر المومنین پر متفق ہیں)۔ وہ اپنے عرب اسلامی کی سرزمین کو بھول

18 دسمبر: قندھار شہر.................مجاہدین کا حملہ.....................وفاقی وزیر برائے سرحدات وقبائل اسد اللہ خالد کا نائب عبدالباقی رغبت گارڈز سمیت ہلاک

جاتے ہیں۔ جہاں سولوگ بھی نہ ہوں گے، صرف دس یا بیس لوگ ہوں گے جن کا اپنا الگ امام ہوگا۔ ہر پانچ لوگ کسی شیخ کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور وہ ان کا رہ نما بن جاتا ہے (اس طرح چھوٹی چھوٹی جماعتیں بن جاتی ہیں)۔ پھر کوئی اس جماعت میں چلا جاتا ہے اور کوئی اُس میں۔ اور پھر نکتہ چینیاں ہوتی ہیں کہ فلاں جماعت میں یہ خامیاں ہیں اور ایک مسجد کے اندر فلاں کی اتباع اور فلاں کی اتباع اور فلاں شخص کی جماعت اور فلاں فلاں کی جماعت کے بارے میں کتنے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ یہ سب بھول جاتے ہیں اور ایک ہی بات کے خواہاں ہیں کہ مختلف طبیعتوں، مختلف عادتوں اور مختلف رسوم و رواج رکھنے والے قبائل اکٹھے ہوجائیں۔ اور کہاں پر؟ ایک ایسی سرزمین پر جہاں رشتے ختم ہوگئے، بھائی چارہ ٹوٹ گیا اور لوگ اپنی سانس کی ڈوری کا ساتھ نبھانے کے لیے ایک ایک لقمے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ [جہادِ افغانستان اوّل کے حالات تھے، اب الحمدللہ بہت بڑی تبدیلی ہے]

جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے پوچھا گیا کہ یہ آیات" اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں......وہی لوگ ظالم ہیں......وہی لوگ فاسق ہیں" کس کے بارے میں ہیں تو انہوں نے کہا: "یہ ہمارے (مسلمانوں کے) بارے میں ہیں"۔ لوگ بولے "مگر یہ تو اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ ان آیات میں چونکہ ان سے گفتگو کی جا رہی ہے"۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا "ہاں، میٹھا میٹھا سب تمہارے لیے ہے کہ اگر تم اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرو تو تم کافر نہیں ہوگے، جب کہ یہود و نصاریٰ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہوگئے!"

اور اسی طرح ہم، ہمارے لیے سب میٹھا میٹھا اور افغانوں کے لیے سب کڑوا......جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

"تم میں کوئی ایسا ہے جس کو اپنے بھائی کی آنکھ کا کانٹا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا شہتیر دکھائی نہیں دیتا"۔ (صحیح الجامع الصغیر)

وہ اپنے عیوب کے بارے میں گفتگو نہیں کرتا۔ وہ عیوب جو اس قدر زیادہ ہیں کہ ان سے شرق و غرب بھر جائے، اور اس قدر کریہہ کہ سمندر آلودہ ہو جائیں۔ اپنے عیوب پر اس کی زبان بند ہے اور وہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی کسل مندیوں اور لغزشوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے......

اگر تم چاہتے ہو کہ اذیت سے بچے رہو
تمہیں تمہارا پورا حصہ ملے اور تمہاری آبرو محفوظ رہے
تو تمہاری زبان کسی شخص کی برائی بیان نہ کرے
کیونکہ تم مجسم عیوب ہو اور لوگوں کی بھی زبانیں ہیں
اور اگر تمہاری آنکھ تمہیں کسی کے عیب دکھلائے
تو اپنی آنکھ سے کہو کہ لوگوں کی بھی آنکھیں ہیں

بس نیکی کا ساتھ دو اور جو زیادتی کرے اس سے درگزر کرو اور اس سے بہترین طریقے سے علیحدہ ہوجاؤ۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: فضیلت والے اعمال

اسی طرح اعمال کی فضیلتوں میں سے ہر فضیلت کے لیے آپ یومیہ شیڈول بنائیں ان اعمال کو ترتیب دیں جو آپ نے کرنے ہوں وہ تمام اعمال جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں ان میں سے ہر عمل کی فضیلت میں آپ ضرور حصہ لیں۔

مثلاً مسجد میں (اذان سے بھی) پہلے جانا اس عمل میں لوگ بہت سستی کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر لوگ جان جائیں کہ تہجیر (مسجد میں پہلے جانا مولف نے یہی مراد لیا ہے البتہ بعض علما نے اس سے تکبیر اولی مراد لی ہے۔ واللہ اعلم) اور پہلی صف میں کیا (اجر و ثواب) ہے پھر ان کے پاس کوئی اور چارہ نہ رہے سوائے یہ کہ وہ قرعہ اندازی کریں تو وہ قرعہ اندازی کرلیں"۔

یعنی سب لوگ اس اجر و ثواب کو پانے کے لیے جمع ہو جائیں ہر ایک کہے کہ پہلے میں آیا یہاں تک کہ قرعہ اندازی کی نوبت آجائے کہ پہلی صف میں کون کھڑا ہوگا، واللہ اعلم۔ تہجیر کا مطلب ہے مسجد جانا آپ اپنے آپ کو مسجد میں اذان سے پہلے جانے کی عادت ڈالیں اگرچہ فقط ۵ منٹ پہلے پہنچیں کیونکہ اس طرح آپ اس شخص سے افضل ہو جائیں گے جو اذان کے بعد مسجد جائے۔

آپ پہلی صف میں شامل ہونے کا شوق رکھیں بہت سے لوگوں کو پہلی صف کا شوق نہیں ہوتا۔ عزیزان گرامی! یہ ایک امتیاز ہے یعنی انسان پہلی صف کا شوقین اور حریص ہو گویا وہ زبان حال سے کہتا ہے کہ میں پہلی صف کے بغیر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

یہ ہیں اعمال کے فضائل چنانچہ آپ پہلی صف کے حریص بنیں مسجد میں جلدی جانے کا شوق رکھیں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں یتیم کی کفالت کرنے کی کوشش کریں یہ بڑی فضیلتوں والے اعمال ہیں۔

میری آپ کو تجویز ہے کہ اگر آپ ہر مہینے ایک یا دو گھنٹے اعمال کی فضیلتوں کا مطالعہ کریں آپ کے لیے مشکل نہیں بلکہ شاید اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم پر اپنا فضل و کرم کردے اور ہم پر مہربان ہوجائے کہ ہم ان تمام اعمال کو کرنے والے بن جائیں اور اللہ جل و علی کے ہاں فضل عظیم اور اجر کبیر حاصل کرلیں۔

اقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم

☆☆☆☆☆

18 دسمبر: صوبہ لغمان......ضلع علینگار......امریکی بیس پر مجاہدین کا حملہ......ٹینک تباہ......امریکی فوجی بیس چھوڑ کر فرار

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ طائف سے واپس آنے کے چھ ماہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک کا حکم دیا۔ یہ غزوہ سخت گرمی میں ہوا، اس وقت منافقین کا زور بھی بڑھ رہا تھا اور اصحاب صفہ کی تعداد بھی بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر مسلمانوں کو ثواب لینے کی نیت سے اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ثواب کی نیت سے خوب خرچ کیا۔ اس دن سب سے زیادہ مال حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے خرچ کیا۔ چنانچہ انہوں نے دوسواوقیہ چاندی یعنی آٹھ ہزار درہم اللہ کے راستہ میں دیے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک سواوقیہ چاندی یعنی چار ہزار درہم دیے اور حضرت عالم انصاریؓ نے نوے وسق (تقریباً پونے پانچ سومن) کھجور دی۔ حضرت ابوعقیل انصاریؓ نے ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور لا کر دی۔ جب کوئی زیادہ لاتا تو منافقین آنکھ کے اشارے کر کے کہتے کہ یہ ریا کار ہے (دکھاوے کے لیے زیادہ لایا ہے) اور جب کوئی اپنی طاقت کے مطابق تھوڑی سی کھجوریں لاتا تو کہتے کہ یہ جو لایا ہے اس کا تو یہ خود ہی زیادہ محتاج ہے۔ چنانچہ حضرت ابوعقیلؓ ایک صاع کھجور لائے تو انہوں نے کہا کہ میں آج ساری رات دو صاع کھجور مزدوری کے بدلے پانی کھینچتا رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! ان دو صاع کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا، وہ عذر بھی بیان کر رہے تھے اور (کم خرچ کرنے پر) شرما بھی رہے تھے اور ان دو صاع میں سے ایک صاع یہاں لایا ہوں اور دوسرا صاع اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے جانے کا ارادہ فرمایا تو جد بن قیس سے کہا کہ بنو اصفر (رومیوں) سے لڑنے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! میں تو بہت سی عورتوں والا ہوں۔ (ان کے بغیر نہیں رہ سکتا) میں تو رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔ کیا آپ مجھے یہاں رہ جانے کی اجازت دے دیں گے؟ مجھے ساتھ لے جا کر فتنہ میں نہ ڈالیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّيْ وَلاَ تَفْتِنِّيْ أَلاَ فِيْ الْفِتْنَةِ سَقَطُوا (التوبة: ۴۹)

''ان میں سے کوئی تو کہتا ہے مجھے اجازت دیجیے مجھے فتنے میں نہ ڈالیے، آگاہ رہو وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں''۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد میں جانے کی خوب ترغیب دی اور انہیں اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی بہت دل کھول کر خرچ کیا اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور وہ اپنا سارا مال لائے تھے تو ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا ہاں اللہ اور اس کے رسول کو (گھر چھوڑ آیا ہوں)۔ پھر حضرت عمرؓ اپنا آدھا مال لے کر آئے، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جتنا لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ بھی بہت سا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے حضرت عثمانؓ بن عفان نے تہائی لشکر کے لیے تمام ضروری سامان دیا۔ حتیٰ کہ یہ کہا گیا کہ اب ان کو مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے یہاں تک کہ مشکیزوں کی سلائی کے لیے موٹی سوئی کا بھی انتظام کیا۔ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کے بعد عثمان کچھ بھی کر لیں ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

حضرت ام سنان اسلمیہؓ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازو بند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات رکھے ہوئے ہیں اور اس غزوہ کی تیاری کے لیے عورتوں نے جانے والوں کی مدد کے لیے جو زیورات بھیجے تھے ان سے وہ کپڑا بھرا ہوا تھا۔ لوگ ان دنوں سخت تنگی میں تھے اور اس وقت پھل پک چکے تھے اور سایہ دار جگہیں بہت مرغوب ہوگئی تھیں۔ لوگ گھروں میں رہنا چاہتے تھے اور ان حالات کی بنا پر گھروں سے جانے پر بالکل راضی نہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ زور وشور سے تیاری شروع فرمادی اور ثنیۃ الوداع میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کا پڑاؤ ڈال دیا۔ لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، کسی ایک رجسٹر میں سب کے نام نہیں آسکتے تھے۔ اور جو بھی اس غزوہ سے غائب ہونا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ اس کے غائب ہونے کا اس وقت تک کسی کو پتہ نہیں چلے گا جب تک کہ اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہو۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر شروع کرنے کا پختہ عزم فرمالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو خلیفہ بنایا تھا۔

☆☆☆☆☆

18 دسمبر: صوبہ لغمان..................ضلع علینگار..................بارودی سرنگ دھماکہ..................امریکی ٹینک تباہ..................5 امریکی فوجی ہلاک

حضرت رافع بن مالک زرقی انصاریؓ

یونس قریشی

۱۱ بعد بعثت کے موسمِ حج کا ذکر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم معمول کے مطابق تبلیغ حق کے لیے منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں حدنظر تک خیموں کا ایک شہر آباد تھا جن میں عرب کے گوشے گوشے سے حج کے لیے آنے والے مختلف قبائل کے لوگ ٹھہر ہوئے تھے۔ جمرۂ عقبہ کے قریب ایک خیمے میں چھ گورے چٹے وجیہہ آدمی مقیم تھے، یہ لوگ مکہ سے تین سو میل دور یثرب سے آئے تھے اور وہاں کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے خیمے کے سامنے پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آپس کی گفتگو میں معقولیت کی جھلک پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رک گئے، ان لوگوں کو سلام کیا اور پھر ان سے فرمایا:

''میں آپ لوگوں سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کیا آپ میری بات سنیں گے؟''

انہوں نے بیک وقت جواب دیا:''ضرور ضرور کہیے آپ کیا کہتے ہیں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور ان لوگوں کو خدائے واحد پر ایمان لانے کی ترغیب دی۔ ساتھ ہی ان کو بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور خلقِ خدا کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

ان لوگوں نے بڑے انہاک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنے اور کہا:'' آپ پر اللہ کا جو کلام نازل ہوا ہے وہ ہمیں سنایئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ابراہیم کی تلاوت شروع کر دی۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ وہ لوگ کلام الٰہی کی اثر آفرینی سے دم بخود ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بولے:

''خدا کی قسم! یہ تو وہی نبی ہیں جن کا ذکر ہم آئے دن یہودِ یثرب سے سنتے رہتے ہیں۔ دیکھنا کہیں یہودی ان پر ایمان لانے میں ہم سے بازی نہ لے جائیں''۔

پھر انہوں نے بڑے ادب کے ساتھ کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کی دعوت کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسولِ حق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے کہ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا چاہتے ہیں؟''

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریش نے میری دعوت کو جھٹلایا ہے، وہ میرے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ مجھے اپنے ہاں لے جاؤ، میرے دست و بازو بنو اور میری حفاظت کرو تاکہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک توحید کی دعوت پہنچا سکوں''۔

اب لوگوں نے کچھ دیر آپس میں مشوری کیا اور پھر عرض پیرا ہوئے کہ:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو ہماری خوش بختی ہوگی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لے آئیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وحمایت میں یقیناً اپنی جانوں کی بازی لگا دیں گے لیکن یثرب کے حالات سازگار نہیں ہیں۔ ہمارے باہمی جھگڑوں اور عداوتوں نے فضا کو سخت مکدر کر رکھا ہے۔ ایسی فضا میں وہاں دینِ حق کے پھیلنے کا امکان بہت کم ہے۔ ہم آپس کے جھگڑے طے کر لیں اور زمین کچھ ہموار کر لیں تو پھر آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم یثرب تشریف لانے کی دعوت دیں گے۔ اللہ نے چاہا تو ہم اگلے سال پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صاف گوئی پسند آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''بہت بہتر''۔ پھر ان اصحاب میں سے ادھیڑ عمر کے ایک صاحب آگے بڑھے اور عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اپنا مبارک ہاتھ لایئے میں اس پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا تو انہوں نے نہایت ادب اور محبت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ اُن کے پانچوں ساتھیوں نے بھی ان کی تقلید کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان اصحاب کی بیعت پر بہت خوش ہوئے۔ ان کو دعائے خیر سے نوازا اور واپس تشریف لے گئے۔

یہ خوش بخت یثربی جن کو سب سے پہلے قبولِ اسلام اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل ہوا حضرت رافعؓ بن مالک تھے۔

سیدنا ابو فاعہ رافعؓ بن مالک کا تعلق خزرج کی شاخ بنو زُرَیق سے تھا ان کی ایک کنیت ابو مالک بھی ہے۔ نسب نامہ یہ ہے:

رافعؓ بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زُرَیق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج

18 دسمبر: صوبہ نورستان..................ضلع کامدیش..................مجاہدین مخالف مقامی کمانڈر حاجی نظام 20 ساتھیوں سمیت مجاہدین کے سامنے تسلیم ہو گیا

حضرت رافعؓ کا شمار یثرب کے نہایت معزز رؤسا میں ہوتا تھا۔ وہ نہ صرف لکھنا پڑھنا جانتے تھے بلکہ تیراندازی اور تیراکی میں بھی مہارت رکھتے تھے اس لیے 'کامل' کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کی اہلیہ ام مالکؓ، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی اخیافی بہن تھیں۔ حضرت رافعؓ کے قبول اسلام کے بعد وہ بھی مسلمان ہوگئیں اور شرفِ صحابیت حاصل کیا۔

حضرت رافعؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوکر یثرب واپس آئے تو وہ اور ان کے مسلمان ساتھی نہایت سرگرمی سے اسلام کی تبلیغ میں مشغول ہوگئے۔ یوں چراغ سے چراغ جلنے لگے۔

اگلے سال حضرت رافعؓ گیارہ اصحاب کے ساتھ مکہ گئے اور دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان کے گیارہ ساتھیوں کے نام یہ ہیں:

حضرت اسعدؓ بن زرارہ، حضرت قطبہؓ بن عامر، حضرت عقبہؓ بن عامر، حضرت عوفؓ بن عفراء، حضرت ذکوانؓ بن عبدِ قیس، حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت عویمؓ بن ساعدہ، حضرت یزیدؓ بن ثعلبہ، حضرت عباسؓ بن عبادہ بن نضلہ، حضرت ابوالہیثمؓ بن التیہان، حضرت معاذؓ بن عفراء۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ان باتوں پر بیعت لی: ''ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائیں گے، کسی امرِ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہم خوش حال ہوں یا تنگ دست اور خواہ وہ حکم ہمیں گوارا ہو یا ناگوار اور خواہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے اور ہم حکومت کے معاملے میں اربابِ حکومت سے جھگڑا نہ کریں گے الّا یہ کہ کھلا کھلا کفر دیکھیں اور ہر حال میں حق بات کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔''

یہ بیعت لیتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: ''اگر تم نے ان باتوں کو پورا کیا تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر کسی نے ممنوع کاموں میں سے کوئی کام کیا اور وہ پکڑا گیا اور اس کو دنیا میں سزا دے دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہوگی اور اگر قیامت تک اس کے فعل پر پردہ پڑا رہ گیا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے چاہے سزا دے چاہے معاف کردے''۔

بیعت عقبہ کے بعد حضرت رافعؓ اور ان کے ساتھی مدینہ منورہ واپس آگئے تو ان کو ایک ایسے معلم کی ضرورت محسوس ہوئی جو لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے اور ان کے اندر دین کی سمجھ پیدا کرے۔ چنانچہ مسلمانانِ مدینہ کے ایما پر حضرت رافعؓ اور حضرت معاذؓ بن عفرا پھر مکہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کو ہمارے پاس مدینہ بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے۔ اس درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مدینہ روانہ کیا۔ حضرت مصعبؓ نے انصار کو نہ صرف قرآن پڑھایا اور دین کے احکام سکھائے بلکہ اسلام کی اشاعت کے لیے بھی زبردست جدوجہد کی۔ اس کام میں حضرت رافعؓ اور اُن کے رفقا نے حضرت مصعبؓ کا پورا پورا ہاتھ بٹایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کے گھر گھر میں اسلام پھیل گیا۔

۱۳ بعد بعثت میں مدینہ کے ۷۵ اہل ایمان اس قافلے میں شریک ہوکر مکہ گئے جو اس سال مدینہ سے حج کے لیے مکہ گیا۔ ان اصحاب نے عقبہ کی گھاٹی میں رات کے وقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی اور اس عہد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اُس چیز سے حفاظت کریں گے جس سے ہم خود اپنی جان اور اپنی آل واولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول فرمالی اور جلد مدینہ آنے کا وعدہ کیا۔ ان اصحاب نے بڑے ذوق وشوق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے میں سے ۱۲ نقیب منتخب کرلیے، ۹ خزرج میں سے اور ۳ اوس میں سے۔ ان نقیبوں میں ایک حضرت رافعؓ بن مالک بھی تھے، اُن کو بنوزُریق کا نقیب بنایا گیا۔ نقیبوں کے انتخاب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی قیام گاہوں کو لوٹ جاؤ۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ کو مراجعت کی۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں جتنا قرآن نازل ہوا تھا، حضرت رافعؓ اس کو لکھ کر واپسی کے وقت ساتھ لیتے آئے اور بنوزریق کو جمع کرکے سنایا۔ اس سلسلے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بنوزریق کی مسجد میں تمام مساجد سے پہلے قرآن مجید پڑھا گیا اور اس کو پڑھنے والے حضرت رافعؓ بن مالک تھے۔

۲ھ میں غزوہ بدر پیش آیا تو اس میں حضرت رافعؓ کے دو صاحب زادے حضرت رفاعہؓ اور حضرت خلادؓ بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔ قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے ''اصحاب بدر'' میں ان کے تیسرے بھائی مالک بن رافعؓ کو بھی شرکائے بدر میں شمار کیا ہے۔ خود ان کی شرکتِ بدر کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اربابِ سیر نے ان کو اصحاب بدر میں شمار کیا ہے اور بعض نے شمار نہیں کیا۔ اگر وہ اس میں شریک نہ ہوسکے تو اس کا کوئی خاص سبب ہوگا۔ ہوسکتا ہے بیمار ہوں یا اپنے صاحب زادوں کو بھیج دیا ہو اور خود گھر کی نگرانی کے لیے مدینہ میں ٹھہر گئے ہوں۔

غزوۂ اُحد میں حضرت رافعؓ اپنے صاحب زادے حضرت رفاعہؓ کے ساتھ شریک ہوئے اور کفارِ قریش کے خلاف بڑی بے جگری سے لڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے مقدر میں شہادت لکھ دی تھی، اسی غزوے میں جامِ شہادت پی کر خلدِ بریں کو سدھار گئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆☆☆☆☆

19 دسمبر: صوبہ غزنی........ ضلع ناوہ.......... بارودی سرنگ دھماکے..... ایک امریکی بکتر بند ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ..... 3 امریکی اور 6 افغان فوجی ہلاک..... 10 زخمی ہوئے

(آداب المعاشرت)

کسی کے گھر جانے کے آداب

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام میں حدیث اور فقہ کی خدمت کے حوالے سے ایک معروف شخصیت ہیں۔آپ ۱۹۱۷ء میں شام میں پیدا ہوئے۔ازہر میں آپ کے اساتذہ میں شیخ راغب الطباخ، شیخ احمد الذرقا، شیخ مصطفیٰ الزرقا شامل ہیں۔۱۹۶۶ء میں شام کی حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا، گیارہ ماہ بعد آپ رہا ہوکر ۱۹۶۷ء میں سعودی عرب منتقل ہوگئے۔آپ نے علم دین کے حوالے سے جامعہ ابن سعود (ریاض)، جامعہ ام درمان الاسلامیہ (سوڈان)، جامعہ صنعا (یمن) کے علاوہ دنیا کے اکثر مسلم خطوں میں درس وتدریس کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپ کو محدث عبدالفتاح الحلبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔مفتی محمد شفیعؒ آپ کے بارے میں کہتے ہیں ''ملک شام (حلب) کے عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو علامہ زاہد کوثری مصری کے خاص شاگرد ہیں اور علوم قرآن وحدیث میں حق تعالیٰ نے اُن کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے''۔آپ کے شاگرد رشید مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی نے آپ کی کتاب ''**من ادب الاسلام**'' کا اردو ترجمہ کیا ہے، جس کا ایک حصہ نذر قارئین ہے۔

ادب: جب آپ اپنے مسلمان بھائی سے ملنے جائیں یا اپنے ہی گھر میں داخل ہوں، تو آپ گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت نہایت مہذب انداز اختیار کریں: اپنی نگاہ نیچی رکھیں، اپنی آواز پست رکھیں، اپنے جوتے اپنی جگہ پر اتاریں اور جوتے اتار کر ترتیب سے رکھیں اور ان کو ادھر ادھر مت ڈالیں، نیز جوتے پہننے اور اتارنے کے آداب کو نہ بھولیں، پہنتے وقت داہنا جوتا، دائیں پاؤں میں پہنیں اور اتارتے وقت بائیں جوتے کو پہلے اتاریں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اذا انتعل أحدكم فليبدأ باليمنىٰ واذا نزع فليبدأ بالشمال لتكن اليمنىٰ أولهما وآخرهما تنزع (مسلم)

''جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے اور جب جوتا اتارے تو بائیں سے شروع کرے، دائیں جوتے کو پہلے پہنا جائے اور آخر میں اتارا جائے''۔

نیز اپنے یا اپنے بھائی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے کو اچھی طرح دیکھ لو۔اگر جوتے کے ساتھ راستے میں کوئی چیز لگ گئی ہے تو اسے اس سے دور کر دو اور جوتوں کو زمین پر رگڑ دو تا کہ ان کے ساتھ جو چیز لگی ہو وہ دور ہوجائے کیونکہ اسلام پاکیزگی اور تہذیب کا دین ہے۔

ادب: اپنے بھائی یا اپنے میزبان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ پر کھینچا تانی نہ کریں بلکہ وہ آپ کو جہاں بٹھائے وہیں بیٹھیں۔کیونکہ اگر آپ اپنی مرضی کی جگہ پر بیٹھیں گے تو ممکن ہے کہ ایسی جگہ بیٹھیں جہاں سے مستورات پر نظر پڑتی ہو، یا صاحب خانہ وہاں بیٹھنے سے بوجھ محسوس کرے۔لہٰذا آپ اپنے میزبان کی فرمائش کے مطابق بیٹھیں اور اس کے اکرام کو قبول کریں۔

جلیل القدر صحابی حضرت عدیؓ بن حاتم طائی کے اسلام لانے کے واقعہ میں آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اکرام کرتے ہوئے ان کو بیٹھنے کے لیے تکیہ پیش کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے۔

چنانچہ حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ لے کر چلے، جب گھر میں داخل ہوئے تو چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میری طرف بڑھایا اور فرمایا: اس پر بیٹھ جاؤ، میں نے عرض کیا: آپ اس پر بیٹھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں آپ اس پر بیٹھیں، پس میں اس پر بیٹھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے (البدایۃ والنہایۃ)۔

خارجہ بن زید، محمد ابن سیرین رحمہ اللہ کی ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابن سیرینؒ تکیہ چھوڑ کر زمین پر بیٹھے ہیں۔حضرت خارجہؒ نے چاہا کہ ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ جائیں، اس لیے ان سے کہنے لگے: آپ نے اپنے لیے جس چیز کو پسند کیا ہے، یعنی زمین پر بیٹھنا، میں بھی اپنے لیے اسی کو پسند کرتا ہوں، اس پر ابن سیرینؒ نے فرمایا: میں اپنے گھر میں آپ کے لیے وہ پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں لہٰذا آپ وہاں بیٹھیں جہاں بیٹھنے کے لیے آپ سے کہا جاتا ہے۔اسی طرح آپ میزبان کی خاص جگہ پر نہ بیٹھیں، مگر وہ خود آپ کو وہاں بٹھائے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لایؤم الرجل الرجل فی سطلانه ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه (مسلم)

''کوئی شخص دوسرے شخص کی امامت نہ کرے اس کے منصب کی جگہ میں اور نہ ہی اس کے گھر میں اس کی خاص جگہ پر بیٹھے مگر یہ کہ وہ اسے اجازت دے''۔

ادب: جب آپ اپنے بھائی یا اپنے دوست کے گھر جائیں اور وہ آپ کو کسی جگہ بٹھا دے یا سلا دے تو اپنی نگاہ کو اس طرح نہ ڈالیں جیسے کوئی شخص کسی چیز کو تلاش کر رہا ہو۔بلکہ آپ اپنی نگاہ کو نیچا رکھیں، جب آپ بیٹھے ہوں یا سونا چاہتے ہوں تو صرف اسی چیز پر نظر ڈالیں

19 دسمبر: صوبہ زابل ....ضلع شاہ جوئی..........مجاہدین کی کارروائی..........امریکی ہیلی کاپٹر تباہ..........ہیلی کاپٹر میں سوار تمام امریکی فوجی ہلاک......

جس کی آپ کو ضرورت ہے۔ کسی بند الماری کو مت کھولیں، اسی طرح کسی صندوق کو مت کھولیں یا کوئی بیگ اور تھیلی لپٹی ہوئی ہو یا کوئی ڈھانکی ہوئی چیز ہو تو اس کو نہ کھولیں۔ کیونکہ یہ اسلامی ادب کے خلاف ہے اور اس امانت کے بھی خلاف ہے جس کی بنا پر آپ کے بھائی یا دوست نے آپ کو اپنے گھر آنے اور ٹھہرنے دیا ہے۔ لہٰذا کسی کو ملنے سے پہلے زیارت کے آداب سیکھ لیں۔

ادب: آپ کو چاہیے کہ آپ ملاقات کے لیے مناسب وقت کا انتخاب کریں اور جب ملاقات کریں تو میزبان کے پاس اتنا ٹھہریں جتنا آپ کے اور اس کے تعلقات کے مناسب ہو، اور جو اس کی حالت سے مناسب ہو لہٰذا ملاقات لمبی نہ کریں اور نہ ہی میزبان پر بوجھ بنیں اور نہ ایسے وقت میں آئیں جو ملاقات کے مناسب نہ ہو۔ مثلاً کھانے کے وقت، سونے کے وقت یا آرام کے وقت ملاقات سے احتراز کریں۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب ''الاذکار'' میں سلام کے باب کے آخر میں سلام کے مسائل ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ایک مسلمان کے لیے جس مستحب کی تاکید ہے وہ یہ ہے کہ وہ نیک لوگوں، اپنے بھائیوں، اپنے پڑوسیوں، اپنے دوستوں اور اپنے رشتہ داروں سے ملتا رہے، ان کا اکرام کرے، احسان و بھلائی سے پیش آئے اور صلہ رحمی کرے، اس ملاقات کا معیار، حالات، مراتب اور فراغت کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان سے ملاقات ایسے موقع پر ہو جسے وہ ناپسند نہ کرتے ہوں اور ایسے وقت میں ہو کہ جسے وہ پسند کرتے ہوں۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث اور آثار مشہور ہیں۔

ادب: جب آپ کسی مجلس میں جائیں تو سب سے پہلے سب کو سلام کریں اور اگر سلام کے بعد آپ مصافحہ بھی کرنا چاہتے ہیں تو مصافحہ کی ابتدا اس شخص سے کریں جو سب سے افضل ہو یا عالم ہو یا بڑا پرہیزگار ہو یا عمر کے اعتبار سے سب سے بڑا ہو یا کسی ایسی صفت میں ممتاز ہو جو شرعاً قابل احترام ہے۔ اور افضل کو چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے ہرگز مصافحہ نہ کریں جو اگرچہ صف اول میں پہلا ہو یا دائیں طرف ہو مگر وہ دوسروں کے مقابلہ میں عامی شمار ہوتا ہو۔ بلکہ سب سے پہلے اس شخص سے مصافحہ کریں جو اس مجلس میں اپنی خاص صفت کی وجہ سے سب سے افضل ہو۔ اگر آپ کو معلوم نہیں کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ یا آپ سمجھتے ہوں کہ مرتبہ میں سب برابر ہیں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو اس سے ابتدا کریں کیونکہ بڑی عمر والے کی پہچان عموماً مشکل نہیں ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

کبّر کبّر (بخاری و نسائی)

''بڑے کو آگے کرو''۔

ایک اور روایت میں ہے:

کبّر الکبر فی السن (بخاری و مسلم)

''جو عمر میں بڑا ہے اسے آگے کرو''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

ابدؤا بالکبراء أقال: بالأکابر (ابویعلیٰ، طبرانی)

''بڑوں سے ابتدا کرو''۔

ادب: جب آپ کسی مجلس میں جائیں تو ساتھ بیٹھے ہوئے دو اشخاص کے درمیان نہ بیٹھیں، بلکہ دونوں کے دائیں یا بائیں بیٹھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایجلس بین رجلین الا باذنهما

''دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھا جائے مگر ان کی اجازت سے''۔

اگر اکرام کرتے ہوئے ان دونوں نے آپ کو اپنے درمیان بیٹھنے کی جگہ دے دی ہے تو آپ سکڑ کر بیٹھیں زیادہ کھل کر نہ بیٹھیں۔ نیز جب دو آدمیوں کے پاس بیٹھیں تو ان کی باتوں کی طرف کان مت لگائیں۔ الا یہ کہ وہ راز کی بات نہ ہو اور نہ ہی ان دونوں سے متعلق ہو۔ کیونکہ ان کی باتوں کی طرف کان لگانا آپ کے اخلاق کی کمزوری اور ایسی برائی ہے جس کے آپ مرتکب ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من استمع الی حدیث قوم وهم له کارهون صبّ فی اذنیه الآنک یوم القیامة۔ (بخاری)

''جو شخص دوسروں کی بات کان لگا کر سنتا ہے جس کا سننا ان کو پسند نہیں، قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا''۔

جاننا چاہیے کہ جب آپ تین آدمی بیٹھے ہوں تو دو کو آپس میں سرگوشی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس طرح آپ تیسرے آدمی کو اپنے سے الگ کر رہے ہیں اور اسے وحشت میں ڈال رہے ہیں۔ نتیجتاً اس طرح اس کے ذہن میں مختلف قسم کے خیالات آئیں گے اور یہ خصلت مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصلت کی مسلمانوں سے نفی فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

لا یتناجی اثنان بینهما ثالث (ابوداؤد)

''دو مسلمان آپس میں سرگوشی نہیں کرتے جب کہ ان کے درمیان تیسرا ہو''۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفی کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے خبر دے رہے ہیں کہ یہ ایسی صفت ہے کہ جس کا کسی مسلمان سے صادر ہونے کا تصور نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس سے روکا جائے کیونکہ یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کا غلط ہونا ایک فطری چیز ہے۔

اس حدیث کو امام مالک اور امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر تین کی بجائے چار آدمی ہوں تو (دو آدمی) سرگوشی کر سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔

☆☆☆☆☆

19 دسمبر: خوست.................ضلع علی شیر.................ایک مجاہد کا امریکی فوجیوں پر حملہ.................فائرنگ کی زد میں آ کر 6 امریکی فوجی ہلاک

(قسط چہارم)

قریظہ سے امریکہ تک.........اشرار کا ایک ہی ٹولہ، حیوانیت کی ایک ہی داستان

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

اسی موضوع کو مزید پھیلاتے ہوئے یہاں امام الشوکانیؒ کی کتاب ''السیل'' سے ان کا کلام اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود شرعی قواعد کی وجہ سے نقل کر رہا ہوں، وہ فرماتے ہیں:

''امام میں لازماً قوتِ قلب اور شدت وسختی ہونی چاہئے جو اسے دشمنوں کے ساتھ قتال اور اسلام سے خارج ہونے والوں کی کمر توڑنے کے قابل بنائے، کہ اگر وہ بزدلوں میں سے ہوا تو ممکن ہے یہ بات اسے ایسا کرنے سے باز رکھے گی، اور اس خصلت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے وہ اپنی امامت کے عظیم ترین مقاصد کو سرانجام نہ دے سکے گا۔ کیونکہ جہاں قتال کا مقام ہوگا وہاں وہ دست کشی کرے گا اور کمزوری کی وجہ سے لڑائی میں صبر کرنے سے قاصر ہوگا۔ پھر اس کی یہ بزدلی دوسروں میں بھی منتقل ہونے لگے گی اور وبائی مرض کی صورت میں پھوٹ پڑے گی اور دشمن مسلمانوں پر مسلط ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بزدلی اسے حدود وقصاص کے قوانین کے نفاذ اور زمین میں فساد پھیلانے والوں کو سزائیں دینے اور شریعت کے مطابق سزائے موت کے مستحقین کو قتل کرنے، چاہے وہ بہت بڑی تعداد میں ہوں، سے روکے رکھے گی۔ پس جو اس خصلت کے حوالے سے پہچانا جاتا ہو تو پھر اہلِ حل وعقد کا اس کی بیعت کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ اس کی بیعت کے ابتلاء میں پڑ چکے ہوں تو پھر ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کی ناکامی اور بزدلی پر اس کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں بلکہ انہیں چاہیے کہ اسے بھی ہمت دلائیں اور خود اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں، کیونکہ ایسے وقت میں جنگ سے دست کش ہونا جب کہ وہ حقیقتاً جنگ کا وقت ہو مسلمانوں کی جانوں، مالوں اور عزتوں کے لیے باعثِ ضرر ہے۔''

ذرا محمد الدرۃ کے یہودی فوجیوں کے ہاتھوں قتل، جب کہ وہ اپنے والد کے پیچھے چھپا ہوا تھا، کے حادثے پر غور وفکر کیجیے کہ دنیا نے جب یہ منظر دیکھا تو کس طرح دل گدازی کا اظہار کیا، اور پوشیدہ جذبات کھل کر سامنے آ گئے، اور لوگ مظاہروں میں متحرک ہو گئے، اور طرح طرح کے قصیدے لکھے جانے لگے، اور منبر اس موضوع پر خطبات سے لرز گئے، اور آنکھوں سے آنسو برسنے لگے، اور موقع پرست اس موقع سے فائدہ اٹھانے لگے، اور اس کے نام پر (کاروباری) اداروں کے نام رکھے جانے لگے۔ اگرچہ یہ ایک ایسا حادثہ تھا کہ اس کی طرح یا اس سے بھی زیادہ بھیانک شکل میں حادثات کی مثالیں دنیا کے باقی مسلمان ممالک میں، بلکہ خود فلسطین میں بھی، بار بار دہرائی جاتی ہیں لیکن جتنا اس حادثے کو دھیان اور توجہ، اہتمام وعنایت میسر آئے۔ اس کا عشر عشیر بھی ان حادثات کو میسر نہیں آتا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ حادثات ابلاغ عامہ (میڈیا) میں سے سرسری طور پر گزار دیے جاتے ہیں جن سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ کوئی بچہ یا بہت سے بچے کسی میزائل کے حملے یا گولیوں کی بوچھاڑ یا کسی اور طریقے سے مارے گئے۔ (اور پھر اگلی خبر آ جاتی ہے!) اور ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ خبر سنتے وقت اپنے پیالے میں سے کھانا کھانے کے بعد ڈکار لے رہا ہو اور (اس کے لیے) یہ خبر ایسی ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محض خبر سن لینا آنکھوں سے جائزہ لینے جیسا اثر نہیں رکھتا، ہر شخص کو چاہیے کہ (ایسی خبر سنتے وقت) اپنے ذہن کو جائزے اور مشاہدے سے قریب تر لے جائے اور حادثات کو ایسے تصور کرے جیسے وہ اس واقعے کے عین درمیان میں ہے بلکہ وہ خود شریکِ تجربہ ہے، تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے اور دل کی موت سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔

یہ سب اس کوشش کے ذریعے سے کیا جائے کہ دماغ حاضر رہے اور حادثے کی تمام تفصیلات ذہن میں دھیان سے منتقل کی جائیں اور ایسا کرنا انسان کو حقیقت سے قریب تر لے آتا ہے اور اس سے انسان کو یہ ادراک بھی حاصل ہوتا ہے کہ حقائق کے درمیان اصل میں موجود ہونا اور واقعات کی گہرائی میں ڈوب جانا اور عملی طور پر ان مشقوں میں داخل ہونا اور مقدور بھر ان کی تفاصیل حاصل کرنا محض واقعے کو (سطحی) تصور کرنے کی نسبت بہت مختلف نتائج رکھتا ہے، چاہے وہ (سطحی) تصور اس واقعے کی تفصیلات کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو!

دوم: جس بات کے متعلق ہم ہمیشہ متنبہ کرتے ہیں اور جس کا ذکر میں نے پہلے نکتے میں بھی کیا ہے، وہ یہ ہے کہ سیرت کے واقعات سے استفادہ حاصل کرنے کی خاطر ہمیں صرف ان کی ظاہری صورت اور ہیئت دیکھ کر اسی پر نہیں ٹھہر جانا اور اپنے آپ کو معیاری علم اور فائدہ مند فہم سے محروم نہیں کر دینا چاہیے، بلکہ ہمیں چاہیے کہ معانی ومطالب اور ان حقائق میں، کہ جن کے مدار پر واقعات گھوم رہے ہیں، غوطہ زن ہوں اور یہ وہ چیزیں ہیں کہ چاہے کتنی ہی صدیاں بیت جائیں اور حالات بدل جائیں، اس کے باوجود بھی یکساں ہی رہتی ہیں اور تبدیل نہیں ہوتیں۔ اس واقعے میں بھی جب آپ بنی قریظہ اور امریکہ (منبعِ شر) کے درمیان موازنہ کرتے ہیں تو اپنے ذہن کو فقط واقعے کے اس تصور تک محدود مت کر دیں

20 دسمبر: صوبہ قندھار......ضلع میوند......نیٹو سپلائی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ......15 سپلائی اور 2 سیکورٹی فورسز کی سرف گاڑیاں تباہ......10 سیکورٹی اہل کار......18 ڈرائیور ہلاک

کہ ایک یا زیادہ مضبوط قلعے ہیں جن میں چند مرد، عورتیں اور بچے ہیں جنہوں نے اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے اور (مسلمانوں کے خلاف) اپنی عداوت کا اعلانیہ اظہار کر دیا ہے، تا کہ جب آپ امریکہ کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ایک ایسا ملک دیکھیں جس پر اللہ نے ہر چیز (دنیاوی نعمتوں) کے دروازے کشادہ کر دیے ہیں اور جو مادی ترقی اور ٹیکنالوجی اور علم سیاسیات وغیرہ میں انتہا کی بلندی تک پہنچ چکا ہے تو آپ کو اس وقت مایوسی ہونے لگے جب آپ کو بنی قریظہ اور امریکہ کے درمیان بظاہر کوئی ادنیٰ سی مناسبت بھی نظر نہ آئے گی، کہاں چند سو اور کہاں کئی سو ملین، اور پھر آپ ایک چھوٹے سے قطعہ ارضی پر چند مضبوط قلعوں کا موازنہ وسیع وعریض ملک سے کیسے کر سکتے ہیں؟ اور پھر ایک پرانے زمانے کے قدیم فیصلے کا، جو اُن کے سادات واشرافیہ کے حکم پر نافذ کیا گیا، عصر حاضر کے جدید نظام سے کیسے تقابل کیا جا سکتا ہے جو متمدن سیاسی نظام کی بنیاد پر قیادت کی تبدیلی اور اقوام کو حق رائے دہی اور حقِ اختیار دیتا ہے؟ آپ اِن کی تعداد کا اُن کی تعداد سے، گھوڑے کا جہاز سے، اونٹ کا گاڑی سے، قلعے کا وائٹ ہاؤس سے، تیر کا گولی سے، جُبّے کا ٹائی سے، داڑھی والے کا داڑھی مونڈھے ہوئے سے، اور قلعے کی دیواروں کے اوپر سے سب وشتم کرنے کا لاؤڈ اسپیکروں اور میڈیا کے ذریعے شب وستم کرنے سے موازنہ نہیں کر سکتے! جی ہاں! اگر کوئی فرد حصاروں، دیواروں، باغات، تعداد، قبائلی سرداروں گھوڑوں، تلواروں، برچھیوں، اور ڈھالوں کے تصور میں پڑ کر رک جائے گا تو وہ منتشر الخیال ہو جائے گا! تاہم، اگر وہ ان سب چیزوں سے آگے بڑھ کر دیکھے اور معاملے کی تہہ اور اس کی جوہری اکائیوں پر توجہ مرکوز رکھے، اور غداری کا غداری سے، بدعہدی کا بدعہدی سے، قتل کا قتل سے، طعن وتشنیع کا طعن وتشنیع سے، دشمن کی حمایت کا دشمن کی حمایت سے، جنگ کا جنگ سے، جرائم کاری کا جرائم کاری سے موازنہ کرے، اور اسی طرح کے دیگر افعال واوصاف جن میں (وقت کے ساتھ ساتھ) تغیر وتبدل نہیں ہوتا......تو وہ دیکھے گا کہ قدیم تاریخ کی اوٹ میں چھپی ہوئی یہ مدھم اور اوجھل حقیقت اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے کہ ایک قوم (بنی قریظہ) ایک قطعہ ارضی (مدینہ کے جنوب مشرق) پر مقیم ہے اور اس کے اندر (اپنی ملکی حدود میں) قلعہ بند ہے اور ان کی اپنی قیادت اور صدور (کعب بن اسد اور اس کے سرداروں کی مجلس/پارلیمنٹ) ہیں جو ان کے امورِ قیادت و سیاسیات (ایک نظامِ حکومت کے تحت) سنبھالے ہوئے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کرنے اور دشمن کی افواج کی حمایت کرنے کی ملی بھگت کی ہے، لہٰذا اس جرم کی پاداش میں وہ سب (حکومت اور عوام) اس بات کے مستحق قرار پاتے ہیں کہ ان پر سزا لاگو ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ گویا اس کے جرم کے اعتبار سے کہ جس کی وجہ سے ان پر سزا لاگو ہوئی' کہ سب ایک جیسے ہوں اور جرم میں برابر کے شریک ہوں حتیٰ کہ جب اِن (مسلمانوں) کو اُن (بنی قریظہ) پر طاقت بھی حاصل ہو چکی تھی۔ (وہ سیدنا سعدؓ کے حکم پر ہتھیار ڈال کر قلعے سے اتر آئے تھے تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا لاگو کی)۔ چنانچہ اب امریکہ پر ان تمام صفات میں سے ہر ایک صفت کا اطلاق کیجیے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ نہ طیارہ بردار بحری جہاز، نہ بین البر اعظمی بیڑے، نہ مصنوعی سیّارے، نہ جدید آلات وہتھیار، نہ آسمان کو چھوتی بلند عمارتیں، نہ انتہائی مفصل نظام، نہ دور حاضر کی سیاستیں، اور نہ ہی خود ساختہ تہذیب وتمدن معاملے کی حقیقت کو تبدیل کرتے ہیں بلکہ معاملہ ویسے کا ویسے ہی رہتا ہے، اسے نہ کثرتِ تعداد، اور نہ تعداد میں برتری، اور نہ زمین کی وسعت، اور نہ بیسویں صدی اور نہ ہی طویل تاریخ کے حامل مغرب کا ملوث ہونا تبدیل کرتا ہے! پس یہ سب قریظی ہیں ماسوائے جو اسلام لے آئے اور محفوظ ہو جائے۔

سوم: یہ ایک مشہور ومعروف حقیقت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے یہود کے تین قبیلوں سے معاہدے کیے: بنی نضیر، بنی قریظہ، اور بنی قینقاع، اور اس کے متعلق مؤرخین میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ سو بنی قریظہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے عہد اور وعدے پر قائم تھے حتیٰ کہ احزاب کا واقعہ رونما ہو گیا اور ان میں سے ایک شریر آدمی نے انہیں خود سری پر آمادہ کیا، اور وہ تھا حیی بن اخطب، اس نے انہیں آس اور امید دلائی، دھوکے میں ڈالا اور گمراہ کیا یہاں تک انہوں نے اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کر ڈالی، جیسے کہ امام بیہقیؒ نے ایک طویل واقعے میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

''اور حیی بن اخطب نکلا اور کعب بن اسد سے ملنے کو گیا جس نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کر رکھا تھا۔ جب کعب نے اس کے آنے کی خبر سنی تو اس نے قلعے کا دروازہ اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے ہی بند کر دیا تو وہ (حیی) کہنے لگا:' اے کعب تم پر افسوس، دروازہ کھولو کہ میں تمہارے پاس اندر آ سکوں!' کعب نے جواب دیا:' تم پر افسوس اے حیی، تم ایک منحوس آدمی ہو! اور مجھے نہ تمہاری ضرورت ہے اور نہ تمہارے مشورے کی جس کے لیے تم آئے ہو، میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سچائی اور ایفائے عہد کے سوا کچھ نہیں دیکھا، پس ہماری آپس میں مفاہمت ہو چکی ہے لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور جاؤ۔' حیی کہنے لگا:' تم پر افسوس اے کعب، میں تمہارے پاس تمہاری عزت کی زندگی کی بہترین تجویز کے ساتھ آیا ہوں، (یہ وہ وقت ہے) کہ قریش اپنی قیادت کے ساتھ رومہ میں آ پہنچے ہیں اور غطفان اپنی قیادت اور سرداروں کے ہمراہ احد کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔ میں تمہارے پاس ایسی فوج (کی خبر) کے ساتھ آیا ہوں جس کے بہاؤ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ کعب کہنے لگا:' اللہ کی قسم تو میرے پاس ذلت (کے پیغام) کے ساتھ آیا ہے، تو ہلاک ہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دے کہ مجھے نہ تیری ضرورت ہے اور نہ اس بات کی جس کی طرف تو

20 دسمبر: صوبہ خوست.................دیرہ................بارودی سرنگ دھماکہ...............امریکی بکتر بند تباہ...............5 امریکی فوجی ہلاک

مجھے بلا رہا ہے'، لیکن حیی بن اخطب اسے داؤ پیچ ڈالتا رہا یہاں تک کہ وہ (کعب) اس کی باتوں میں آ گیا۔ اور حیی نے اسے عہد و پیمان دیا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیے بغیر گئے تو وہ (حیی) بھی اس (کعب) کے قلعے میں اس کے ساتھ موجود رہے گا اور جو انجام کعب کا ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا، پس کعب نے اپنا معاہدہ توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، اور ان کے ساتھ جو طے پایا تھا اس سے، دستبردار ہو گیا''۔

یہ تھا بنی قریظہ کا حال معاہدے سے قبل اور بعد، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے کئے کی سزا پا لی، ان کی خطا کاری نے انہیں گھیر لیا اور ان پر اُن کی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ مسلط ہو گیا۔ جہاں تک امریکہ (منبعِ شر) کا معاملہ ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس کے اور مسلمانوں کے مابین کبھی کوئی معاہدہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے، بلکہ یہ اپنے قیام کے وقت سے ہی مسلمانوں کے خلاف قولی اور فعلی جنگ مسلط کئے ہوئے ہے، کبھی ان کو ان کے گھروں (وطن) سے نکالنے کی شکل میں اور کبھی انہیں نکالنے والوں کا ساتھ دینے کی شکل میں، اور ان کے ممالک میں جا کر ان سے لڑنے کی صورت میں، اور ان کی اقوام کو بے گھر کرنے کی صورت میں، اور ان کے خلاف بھیانک ترین جرائم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں، اور ان کے مردوں اور عورتوں کو قید کرنے کی صورت میں، اور ان کے بزرگوں، بچوں اور کمزوروں کو قتل کرنے اور ان کے بہترین افراد کی اغوا کاری کی خاطر بحر و بر عبور کرنے کی صورت میں، غرضیکہ اس (امریکہ) نے جنگ کی وہ تینوں اقسام مجتمع کر لی ہیں جن کا ذکر اللہ نے اپنے اِس ارشاد میں فرمایا ہے:

إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الممتحنة: ۹)

''اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس سے نکال دیا اور دیس سے نکال دینے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ ظالم ہیں''۔

دین پر لڑائی، گھروں سے نکالنا اور گھروں سے نکالنے پر دوسروں کا ساتھ دینا!

اگر آپ کو تعجب ہوا ہے تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ بعض لوگ اِن جیسے معاملات کے لیے دلیل کا تقاضا کرتے جو (معاملات) بغیر بولے اپنا حال خود بیان کر رہے ہیں اور بغیر پوچھے اپنی تفصیلات عیاں کر رہے ہیں (کہ وہ خود اپنے حال کی منہ بولتی تصویر ہیں):

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج: ۴۶)

'' صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔

آج آپ کو دنیا میں بمشکل ہی ایسی کوئی جگہ ملے گی جہاں کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہو اور امریکہ کسی نہ کسی طرح اس میں ملوث نہ ہو!

کوئی بھی شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہوتا خصوصاً جب وہ ان چیزوں پر نظر ڈالتا ہے جن کا ارتکاب امریکہ کر رہا ہے...... حتیٰ کہ اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ اس کے اور مسلمانوں کے مابین پابند کرنے والے معاہدے اور واجب التعمیل میثاق پائے جاتے ہیں...... اور اس کا موازنہ بنی قریظہ کے جرم کے ساتھ محض اُس فعلِ جرم کی حیثیت کو مدِّ نظر رکھ کر کیا جائے، اس حقیقت سے قطع نظر کہ یہ جرم خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرزد کیا گیا (ایک ایسی بات جو جرم کی شدت کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے)، تو (پتہ چلتا ہے کہ) اِس (منبعِ شر) کے جرائم یہود کے سرزد کردہ جرائم سے کئی گنا زیادہ فوقیت رکھتے ہیں، بلکہ درحقیقت ان دونوں کا آپس میں سرے سے کوئی جوڑ ہے ہی نہیں، اگر آپ اُس کے محض اس جرم کا ہی موازنہ کریں کہ وہ مسلم خطے فلسطین پر کئی دہائیوں سے قابض قریظیوں کی اگلی نسلوں کی جو دائمی، مستقل اور غیر مشروط حمایت کر رہا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اِس کا تنہا یہی جرم بنی قریظہ کے جرم سے بدرجہا برتر و متجاوز ہے، تو اگر اس میں وہ سب بھی اضافہ کر دیا جائے جو مسلمانوں کے باقی خطوں میں اِس کے ہولناک، مسلسل اور عرصہ دراز سے جاری جرائم ہیں...... جو مختلف عسکری، ابلاغ عامہ، اخلاقی اقدار اور عقائد سے متعلق صورتوں پر مشتمل ہیں، تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا؟!

☆☆☆☆☆

بقیہ: امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے۔ اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ (غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم دل و زبان، طبیعت، خاندان ذاتی اور نسبتی اوصاف ہر چیز میں سب سے زیادہ افضل تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آ جاتا تھا) اول تو جمال و خوبصورتی کے لئے بھی رعب ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کا کیا پوچھنا۔ اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں، ان میں رعب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ و اوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال و باکمال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا صلی اللہ علیہ وسلم''۔

☆☆☆☆☆

21 دسمبر: صوبہ ہلمند......ضلع گریشک......مجاہدین کا افغان چیک پوسٹ پر حملہ......15 فوجی ہلاک اور زخمی

امنیت......قرآن وسنت کی روشنی میں

ابومحمد عاصم المقدسی

ا۔مجاہد جو کہ خفیہ طور پر سرگرمی سے دین کا کام کر رہا ہو۔تو اس کے لیے قانون یہ ہے کہ ''معلومات ضرورت کی مناسبت سے''اور یہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ

مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ (ترمذی)

''آدمی کے اسلام کی خوبصورتی میں سے ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے''۔

یہ ایک بنیادی قانون ہے کہ اپنے ساتھیوں کو ایسی معلومات سے دور رکھو جن کے جاننے کی اسے کوئی ضرورت نہ ہو......(آگے چل کر لکھا ہے کہ) یہ ایک بنیادی ضابطہ ہے کہ معلومات اور تفصیل صرف انہی کو دینی چاہئیں جن کو ان کی ضرورت ہو،اور ان کو بھی اتنی ہی دینی چاہئیں جتنی ان کو ضرورت ہو،اس سے زیادہ بالکل نہیں۔اور ان کو بھی چاہیے کہ ایسے معلومات کی تلاش میں سرگرداں نہ رہیں جوان سے متعلق نہ ہوں۔سو ایک قانون کے طور پر ہم ہر اس معلومات سے دور رہیں گے جن کا حصول ہماری لیے ضروری نہ، ہو کیونکہ ایسا کرنا کسی اگلے مرحلے میں بے خبری میں ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ دو باتیں ہیں جنہیں ہر حال میں یاد رکھنا ہے:

ا۔ معلومات کا ہر اس شخص سے دور رکھنا جس کا اس سے تعلق نہ ہو۔

۲۔ معلومات متعلقہ شخص کو اتنی ہی دی جائے جتنی ضرورت ہو اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو دوبارہ ضرورت پڑنے پر دی جائے۔

اس بات کو ہم ایک مثال سے سمجھتے ہیں......اگر کسی جماعت، تنظیم یا مجموعہ کا ایک امیر ہو اور وہ ایک ساتھی کو مالیات کے شعبہ میں لگائے تو اس ساتھی کو صرف اتنا ہی بتایا جائے جتنا اسے ضرورت ہو،اس سے زیادہ کچھ نہیں۔اگر اس کا کام فقط پیسے اکٹھے کرنا ہی ہو اور اس کو دیگر کام نہ دیے ہوں (جیسا کہ پیسے اکٹھے کرنے کے علاوہ وہ استاد،اور سامان لانے لے جانے والا نہ ہو، کیونکہ ایسی صورت میں اسے اپنے تمام کاموں کی تفصیل جاننی ہوگی) تو ایسی صورت میں اس کے پاس اپنے کام سے متعلقہ معلومات کے علاوہ کوئی معلومات نہیں ہونی چاہیے۔

اکثر اوقات مالیات کے شعبہ کے ساتھی کے لیے یہ بالکل بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اسے پتا ہو کہ کب اور کہاں اور کن کے ہاتھوں کارروائی ہونے والی ہے۔اسی طرح کارروائی کرنے والے ساتھیوں (اغوا کار، ہائی جیکر، فدائی، قتل کرنے والے وغیرہ) کے لیے بھی یہ قطعاً ضروری نہیں کہ انہیں یہ معلوم ہو کہ ترتیب کو فنڈ کہاں سے آ رہا ہے۔لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ مثال نئے ساتھیوں کے لیے کام کو واضح کرنے کے لیے دی گئی ہے۔ہمیشہ معاملہ اسی طرح نہیں ہوتا۔بلکہ یہ تو امیر اور ذمہ دار کی دانش وفراست اور سابقہ تجربہ ہے کہ وہ کیسے مختلف حالات اور ضرورت کے حوالے سے اپنی حکمتِ عملی کا تعین کرے۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ (البخاری والمسلم)

جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

ایک اور حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو بات سنے اسے آگے پھیلائے''۔

اسی طرح اگر مجاہدین کمزور پڑ جائیں یا دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار بھی ہو جائیں تو وہ کوئی ایسا راز نہ جانتے ہوں گے جو کہ وہ دشمن کو بتلا سکیں (شاید یہاں پر اس بات کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے۔بعض لوگ انتہائی احمقانہ انداز سے یہ کہتے ہیں کہ ''بھائی! کیا آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں؟ اللہ کی قسم! میں کسی کو یہ بات نہیں بتاؤں گا! بس مجھے فلاں بات کے بارے میں کچھ بتایئے۔بس مجھے بتایئے کہ فلاں فلاں ساتھی کے ساتھ کیا ہوا اور وہ کہاں ہے''اور اگر خبر جاننے والا ساتھی اسے بتانے سے انکار کر دے تو بعض اوقات تو تجسس رکھنے والا ساتھی اپنے ساتھی کو شک کرنے اور اعتماد نہ کرنے کا موردِ الزام ٹھہرانے لگتا ہے۔لیکن معاملہ کچھ ایسا نہیں ہے۔کسی بات کو چھپا کر رکھنے کی اور کسی کو بھی نہ بتانے کی (یہاں تک کہ ان کو بھی نہیں کہ جن پر آپ اپنی ذاتی زندگی میں اعتماد کرتے ہیں)

سب سے بڑی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی باتوں کا اپنے عظیم صحابہؓ سے چھپانا ہے۔اب کیا تجسس کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے پیارے صحابہؓ پر شک کرنے کا موردِ الزام ٹھہرائے گا؟ (نعوذ باللّٰہ من ذالک) تو اے اللہ کی راہ میں کام کرنے والے بھائیو! اس پر غور وفکر کیجیے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرتِ مدینہ میں اس حوالے سے کئی اہم نکات ہیں:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم،سیدنا ابوبکرؓ کے گھر ایسے وقت میں آئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر نہیں آیا کرتے تھے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرۂ مبارک چھپائے ہوئے تھے۔(الرحیق المختوم میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی مجرمانہ قرارداد طے ہو چکی تو جبریلؑ اپنے رب

21 دسمبر: صوبہ غزنی........................غزنی شہر........................بم دھماکہ........................پولش ٹینک تباہ........................پولینڈ کے 7 فوجی ہلاک

تبارک وتعالیٰ کی وحی لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے روانگی کی اجازت دے دی ہے اور یہ کہتے ہوئے ہجرت کے وقت کا تعین بھی فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ رات اپنے اس بستر پر نہ گزاریں جس پر اب تک گزارا کرتے تھے۔ اس اطلاع کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک دوپہر کے وقت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے تاکہ ان کے ساتھ ہجرت کے سارے پروگرام اور مرحلے طے فرمالیں۔

سیدنا ابوبکرؓ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے وقت میں منہ ڈھانپے تشریف لا رہے ہیں، جس میں وہ عام طور پر نہیں آتے۔ لیکن پھر جلد ہی وہ سمجھ گئے کہ اللہ کا پروانہ آپہنچا ہے اور ان دونوں کو اکٹھے ہجرت کرنے کی اجازت ملی ہے جس کا اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا تھا......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری یہ سبز خضرمی چادر اوڑھ کر سو جاؤ، تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ مشرکین کی صفیں چیریں اور ایک مٹھی سنگریزوں والی مٹی لے کر ان کے سروں پر ڈالی لیکن اللہ نے ان کی نگاہیں پکڑ لیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

وَجَعلْنَا مِن بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (یٰس: ۹)

شیخ سیف العادل جو کہ تنظیم القاعدہ کے ایک اہم رہنما ہیں اور امنیات واخفا اور حفاظتی طریقوں میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کے واقعہ سے حاصل ہونے والے اہم نکات کتاب الامن والاستخبارات میں بیان کئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لٹایا گیا تاکہ کفار کو دھوکہ اور فریب دیا جاسکے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکرؓ کی طرف دوپہر کو قیلولہ کے وقت گئے جب بہت کم لوگ گھر سے باہر ہوتے ہیں۔

۳۔ ابوبکرؓ کے گھر سے نکلتے وقت آپ دونوں مرکزی دروازے سے نہیں نکلے کہ کہیں اس پر نگرانی نہ ہو رہی ہو۔

۴۔ وہ پہلے غار کی طرف گئے تاکہ کہیں کفار نے مدینہ کے راستے میں پہرہ نہ بٹھایا ہو۔

۵۔ بلکہ غار بھی مدینہ کے راستے میں نہ تھا، تاکہ کفار کہیں اور ڈھونڈتے رہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اور سے نکل جائیں۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبداللہ بن ابوبکرؓ کی صورت میں اپنی استخبارات (intelligence) تھی جو ان تک مکہ کی تازہ ترین صورتِ حال پہنچاتی تھی۔

۷۔ ان کے پاس ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کا اسماء بنت ابوبکرؓ کے ذریعے مکمل انتظام تھا۔

۸۔ عبداللہؓ اور اسماءؓ کا اپنے چرواہے عامرؓ بن فہیرہ کے ذریعے نقوشِ قدم مٹانے کا انتظام تھا۔ عبداللہؓ کے غار سے چلے جانے کے بعد عامرؓ ان کا پیچھا کرتے اور ان کے قدموں کے نشان مٹا دیتے۔

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکرؓ تین دن تک غار میں رہے تاکہ کفار کی مہم سرد پڑ جائے۔

۱۰۔ دورانِ سفر بھی کفار کو دھوکہ دینے کا انتظام کیا۔ جیسا کہ ایک شخص نے ابوبکرؓ سے پوچھا "تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟"۔ ابوبکرؓ نے جواب دیا "یہ میرا رہبر ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے"۔ وہ شخص سمجھا کہ ابوبکرؓ کی مراد سڑک کا راستہ ہے، جب کہ سیدنا ابوبکرؓ کے ذہن میں ہدایت کا سیدھا راستا تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ عبداللہؓ، ان کی بہنیں اسماءؓ اور عائشہؓ، ان کے غلام عامرؓ کے علاوہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے چھپنے کا مقام (غار) نہیں جانتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہؓ کو اپنے سے پہلے ہجرت کرنے کا حکم، جب کہ صورتِ حال یہ تھی کہ ابوبکرؓ نے فرمایا "نہیں یہ آپ کے ماننے والے ہیں" (یہ کیسے ممکن ہے یہ آپ کو اس طرح خطرہ میں اکیلا چھوڑ کر چلے جائیں)

☆ عبداللہ ابن ابوبکرؓ صبح ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مکہ چلے جاتے تاکہ قریش کو یہ یقین رہے کہ آپؐ نے رات مکہ میں ہی گزاری ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جانے کسی بھی چال کو ذہن میں رکھتے اور اندھیرا پھیلنے کے بعد ان کی پناہ گاہ یعنی غار میں پہنچ جاتے اور ان کو خبردار کرتے۔ (یہ بذاتِ خود ایک حدیث ہے "اَلْحَرْبُ خُدْعَهٌ" (جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے)۔ اس حدیث کو ابوہریرہؓ اور جابر بن عبداللہؓ نے روایت کیا ہے۔ امام النوویؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "علما اس بات پر متفق ہیں کہ کفار کو دھوکہ دینے کے لیے کسی بھی ممکنہ طریقے کو اپنانا جائز ہے۔ البتہ اگر یہ معاملہ کسی معاہدہ یا وعدہ کا ہو تو پھر جائز نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم بالشرح النووی۔ ۱۲/۴۵) ان طریقوں میں جدید دھوکہ بازی کے تمام طریقے شامل ہیں مثلاً جعلی کاغذات، نقلی شناختی کارڈ، جعلی پاسپورٹس، جھانسا دینا اور بضرورت مختلف بہروپ اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام معاملات کو اختیار کرنے میں شرم کی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے ہے۔ جیسے کہ ہم جانتے ہی ہیں کہ CIA اور اس جیسی دوسری ایجنسیوں والے بھی جب خفیہ مقاصد کے لیے سفر کرتے ہیں تو جعلی کاغذات

22 دسمبر: صوبہ ننگرہار.........ضلع خوگیانی.........بم دھاکہ.........فرنٹیئر کور کے 6 اہل کار ہلاک.........متعدد زخمی

ہی استعمال کرتے ہیں۔ اگر کفار اللہ کے دشمن، اپنے مذموم مقاصد کے لیے یہ سب کام کر سکتے ہیں تو اہلِ ایمان ویقین، اللہ کے احکامات کی بجا آوری اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے، کفار سے مکر و فریب کر کے اپنی جہادی کارروائیوں کی کامیابی کو یقینی کیوں نہیں بنا سکتے؟ کیا ہم ان تمام کاموں کے کرنے میں ان سے زیادہ مستحق نہیں؟ اس حدیث میں ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ذہین و دانش مند عسکری ماہر کی حیثیت سے دیکھ سکتے ہیں، اور اسی سے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول بھی یاد آتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **انا نبی الرحمة انا نبی الحرب** (السیاسہ الشرعیہ من ابن تیمیہؒ) ''میں رحمت والا نبی ہوں، میں حرب (جنگ) والا نبی ہوں''۔

کوئی بھی ایسا شخص جو کہ عسکری علوم کا طالبِ علم ہو وہ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ حدیث ''اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ'' کسی بھی قسم کی جنگ، لڑائی اور کارروائی سے کامل مطابقت رکھتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری چالوں اور طریقہ کار میں مکمل مہارت بالکل عیاں ہے، لیکن یہ افسوس ناک بات ہے کہ ہمارے کئی مسلمان بھائیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ کے اس پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک مذہبی و روحانی پیشوا کے طور پر گردانتے ہیں۔ اور یقیناً ان احادیث اور سنتِ طیبہ کا عسکری نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنے سے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے والوں، جدت پسندوں اور روشن خیالوں کے نظریہ کا اچھی طرح رد ہو جائے گا۔ جن کی تخیلاتی دنیا میں اسلام ایک عدم تشدد کا حامی دین ہے، جہاد صرف دفاعی ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف رحمت کے نبی ہیں، **نعوذ باللہ من ذٰلک**۔

یہاں پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری اور حفاظتی معاملات پر رائے کا تقابل کچھ زیادہ ''معروف'' قسم کے عسکری ماہرین کی آرا سے کریں گے اور دیکھیں گے تو ہمیں اپنے مثالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چلی ہوئی چالوں میں اور چھٹی صدی کے چین کی جنگی حکمتِ عملی کے ماہر اور کمانڈر SUN،TZU (جو کہ عسکری علوم پر شاہکار کتاب Art of War کا مصنف ہے، یہ کتاب نپولین، جرمنی کی افواج اور یہاں تک کہ Operation Desert Storm (پہلی جنگِ خلیج) کی منصوبہ بندی پر اثر انداز ہوئی ہے) کی حکمتِ عملیوں میں ناقابلِ انکار مماثلت ملے گی۔ یہاں پر مختصراً کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

''حملہ کرنے کا بنیادی شاطرانہ اصول یہ ہے کہ آگے وہاں بڑھو جہاں دشمن توقع نہ رکھتے ہوں اور حملہ وہاں کرو جہاں وہ تیار نہ ہوں۔ اس اصول پر عمل صرف مکمل اخفا، مضبوط ضبطِ نفس، شدید فوجی نظم وضبط اور گہرائی کے منظّم ہو، اور اپنے ماتحتوں اور ساتھیوں کی آنکھوں اور کانوں کو مدہوش کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور ان کو بے وقوف بنا کر رکھتا ہو (ان سے ہر بات کو مخفی رکھتا ہو)، ان کو کام دیتا ہو لیکن مقصد کی وضاحت نہ کرتا ہو۔ وہ اپنی مصروفیات اور طریقہ کار کو تبدیل کرتا رہتا ہوتا کہ لوگوں کو اس کا اندازہ نہ ہو سکے، وہ اپنے مقام کو بھی تبدیل کرتا رہے اور غیر معروف راستوں کو اختیار کرے تاکہ وہ اس کی گرد کو نہ چھو سکیں''۔ (Art of War صفحہ ۲۲۴۔۲۲۰)

امّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بیان کردہ واقعۂ ہجرت جو کہ صحیح بخاری (۳۹۰۵) میں بیان ہوا ہے کہ: جب سراقہؓ بن جعشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ''ہمارے معاملے کو خفیہ رکھنا''۔

صحیح بخاری میں ایک باب کا عنوان یہ ہے کہ ''جنگ دھوکہ دہی ہے'' اور اسی مفہوم کی حدیث وہاں بیان ہوئی ہیں۔ (غار میں دونوں حضرات نے تین راتیں، جمعہ ہفتہ اور اتوار چھپ کر گزاریں ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی یہیں رات گزارتے تھے وہ سحر کی تاریکی میں ان دونوں حضرات کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں قریش کے ساتھ صبح کرتے گویا انہوں نے یہیں رات گزاری ہے پھر دونوں کے خلاف سازش کی جو کوئی بات سنتے اسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب تاریکی گہری ہو جاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے اور اپنی ان تمام خفیہ سرگرمیوں کی کسی کو خبر نہ ہونے دیتے۔ اُدھر قریش کا یہ حال تھا کہ جب منصوبۂ قتل کی رات گزر گئی اور صبح کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں تو ان پر گویا جنون طاری ہو گیا۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ سیدنا علیؓ پر اتارا، آپؓ کو گھسیٹ کر خانۂ کعبہ تک لے گئے اور ایک گھڑی آپؓ کو زیرِ حراست رکھا کہ ممکن ہے ان دونوں کی خبر مل جائے لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ جب تم اپنی فوج کو حرکت دو یا طریق کار کا تعین کرو تو تمہیں لازماً ایسا ہونا چاہئے کہ تمہیں کوئی فریب نہ دے پائے۔ ایک امیر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پرسکون ہو، غیر معروف ہو، اپنے کام سے مخلص اور خود منظّم ہو، اور اپنے ماتحتوں اور ساتھیوں کی آنکھوں اور کانوں کو مدہوش کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہو، ان سے ہر بات کو مخفی رکھتا ہو، ان کو کام دیتا ہو لیکن مقصد کی وضاحت نہ کرتا ہو۔ وہ اپنی مصروفیات اور طریقہ کار کو تبدیل کرتا رہتا ہوتا کہ لوگوں کو اس کا اندازہ نہ ہو سکے، وہ اپنے مقام کو بھی تبدیل کرتا رہے اور غیر معروف راستوں کو اختیار کرے تاکہ وہ اس کی گرد کو نہ چھو سکیں''۔ (Art of War pg.220-224) ''وہ مقام کہ جہاں ہمیں دشمن کو پھنسانا ہے وہ ان سے مکمل مخفی ہونا چاہئے۔ پس اس طرح اپنے سپاہیوں سے نقصان اور فائدہ کا تنقیدی جائزہ کروائے۔ انہیں اس بات پر اکسائے کہ اپنی حرکت اور وقف کے مقامات کو جانیں۔ ان کو جانچے کہ وہ مدافعانہ اور غیر مدافعانہ سرزمین میں طاقت کا استعمال کیسے کرتے ہیں؟ اور ان کی کوتاہیوں اور خوبیوں پر مکمل نظر رکھے۔)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

22 دسمبر: صوبہ قندھار.........ضلع پنجوائی.........بارودی سرنگ دھماکہ.........افغان آرمی کی ایک رینجر گاڑی تباہ.........افغان آرمی کے 7 اہل کار ہلاک

جہاد فی سبیل اللہ اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں

مولانا عبدالصمد ساجد

علمائے کرام ایسی شخصیات ہیں جن کو وراثتِ انبیاء کا تمغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ان کی عظمت وشرافت اور عنداللہ مقبولیت کو قرآن وحدیث نے واشگاف الفاظ میں بیان کیا،قرآن مجید برملا اعلان کرتا ہے:

لایستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

جاہل اور عالم برابر نہیں ہوسکتے،علما کو دیکھنے کو حدیث میں عبادت قرار دیا گیا ''**النظر الی وجه العالم**'' عالم کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔آخر ان کی عزت وعظمت اتنی کیوں نہ ہو جب کہ یہ حضرات زہد وتقویٰ،اخلاص وللّٰہیت،ہمت وجرأت اور اخلاق جیسی عظیم صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ان کا مقام ومرتبہ واہ سبحان اللہ!لیکن یہ بات کسی صاحبِ عقل سے مخفی اور پوشیدہ نہیں کہ جب مقام ومرتبہ بڑھتا ہے تو ذمہ داریاں بھی اسی طرح بڑھ جاتی ہیں،وہ مقام ومرتبہ چاہے دنیوی اعتبار سے ہو،جیسے انسان اگر رعایا میں ہے تو ذمہ داریاں کم اور اگر حاکم اور سلطان بن جائے تو ذمہ داریوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔بعینہ اسی طرح اخروی معزز لوگوں کی مثال ہے،اگر عامۃ الناس میں شمار ہوتا ہے تو اس پر ذمہ داریاں کم ہوں گی لیکن اگر حلقۂ عوام سے نکل کر نام فہرست خواص یعنی علمائے کرام میں آئے تو لاتعداد ذمہ داریاں بھی عالم کے سر ہوتی ہیں۔لوگوں کے عقائد کی درستی،امر بالمعروف ونہی عن المنکر عوام کو مسائل شرعیہ سے آگاہ کرنا وغیرہ ایک عالم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔بالکل اسی طرح عظیم عمل فریضۂ جہاد سے متعلق بھی علما کی ذمہ داریاں ہیں۔فریضۂ جہاد کو بنفس نفیس ادا کرنا چونکہ جس طرح مسلمانوں پر بلا تخصیص ہر شخص پر نماز،روزہ وغیرہ عبادات فرض کی گئیں اسی طرح جہاد بھی فرض کیا گیا جو عام حالات میں تو فرض کفایہ ہوتا ہے مگر چند حالات میں فرض عین ہوجاتا ہے،جیسا کہ اب ہمارے دور میں ہے!اور دراصل جہاد کی قیادت ودعوت تو کام ہی علمائے کرام کا ہے۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ علم وجہاد ہمیشہ اکٹھے اور شانہ بشانہ چلتے رہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کون عالم ہوگا؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا کوئی ولی،زاہد، عابد،متقی،پرہیزگار دنیا دکھانے سے قاصر ہے۔علم اور جہاد ہمیشہ اکٹھے رہے،دار بنی ارقم سے علمی فیض سیل رواں کی طرح تشنگانِ علم کی پیاس بجھارہا تھا۔مشرکین مکہ نے سچے دین کی سچی دعوت سنی تو انہوں نے جوروستم اور ظلم کی ایسی مثال قائم کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ جیسا عظیم ومقدس ومطہر مقام چھوڑنا پڑا۔یہ علمی درس گاہ دار بنی ارقم سے مدینہ منتقل ہوئی،جسے تاریخ صفہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔اس صفہ نامی مدرسہ کے مدرس رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور متعلم سیدنا صدیق اکبر،فاروق اعظم اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم جیسی ہستیاں تھیں۔یہی مدرس اور متعلم اٹھے،تلوار تھامی اور انہی طلبہ نے معرکہ بدر لڑا۔وہاں علم بھی تھا اور جہاد بھی تھا،طالبان دین میدانِ جہاد کے مجاہد،رات مصلی پر اور دن جہاد کی خاطر گھوڑوں کی پیٹھوں پر گزارنے والے حضرات اپنی علمی تشنگی مدینہ میں بجھاتے رہے،جہاد کا علم لیے تلوار ہاتھ میں لیے لڑتے رہے۔انہی کی ایک صفت قرآن ''**اشداء علی الکفار**'' کفار پر سختی کرنے والا بتلاتا ہے۔میدان جہاد کے اندر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امام الانبیاء،امام المجاہدین،خاتم النبیین والمعصومین،محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ جہاد کے اندر تلوار پکڑے کفار کو قتل کرتے ہوئے،اپنے دندانِ مبارک شہید کرواتے نظر آرہے ہیں۔وہ دیکھئے تو،میرا اور تمام مسلمانوں کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح سے تمنائے شہادت میں مگن ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے یہ پسند ہے کہ میں تیرے راستے میں قتل کردیا جاؤں،پھر زندہ کیا جاؤں،پھر قتل کیا جاؤں،پھر زندہ کیا جاؤں،پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔واہ سبحان اللہ!کیا کہنے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کے جذبہ شوق کے کہ تین مرتبہ زندگی عطا کی جائے،فقط حصولِ شہادت کے لیے!!!

شہادت ہے مطلوب ومقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ذرا تاریخ اسلام کو کھنگالیے تو سیدنا صدیق اکبرؓ جیسے پیکر صدق ووفا میدان جہاد کے اندر اپنے سگے بیٹے سے فقط رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ کی خاطر لڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔وہ فاروق اعظمؓ جن سے شیطان بھاگتا تھا،جن کی موافقت میں قرآن اترتا ہے وہ عظیم،جری اور بہادر انسان اپنے ماموں کی گردن اڑادیتے ہیں۔وہ عثمان غنیؓ جن کی آمد پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدھے ہوکر بیٹھتے ہیں،جن سے ملائکہ بھی شرم وحیا کرتے ہیں،جو جود وسخا کے سلطان وبادشاہ ہیں،وہ بھی میدان جہاد کے اندر تلوار پکڑے کفار کی گردنیں تن سے جدا کررہے ہیں۔وہ علی المرتضیٰؓ شیر خدا جیسے عالم جنہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علم کا باب کہیں،وہ بھی میدانِ کارزار میں مردانہ وار لڑتے ہوئے اسلام کا جھنڈا بلند کررہے ہیں۔وہ عبداللہ بن عباسؓ جیسے مفسر،عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ،ابوہریرہؓ جیسے محدث،ابی بن کعبؓ جیسے قاری قرآن اور معاذ ابن جبلؓ جیسے مجتہد میدان جہاد میں اپنی جان قربان کرنے کی تمنا لیے پھرتے ہیں۔ان کے پاس علم بھی تھا اور جہاد بھی تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فانی دنیا سے پردہ فرماگئے تب بھی جانشین رسول نے دامن جہاد تھامے رکھا اور چشم فلک نے دیکھا کہ منکرینِ زکوٰۃ سے جہاد سیدنا صدیق اکبرؓ نے کیا۔تاریخ شاہد ہے کہ علم وجہاد ہمیشہ اکٹھے چلتے رہے۔خلیفہ رابع سیدنا علی المرتضیٰؓ نے کوفہ میں علمی درس گاہ قائم کی اور درس علوم شرعیہ بھی دیا اور تربیت جہاد بھی۔کوفہ کی مبارک سرزمین سے علمی فیض پھیلتا چلا گیا۔پھر یہیں سے ابراہیم نخعیؒ

23 دسمبر:صوبہ ننگرہار..........ضلع بٹی کوٹ..........مجاہدین کا امریکی فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ..........امریکی فوج کے 2 ٹینک تباہ ہوگئے......13 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

جیسا فقیہ پیدا ہوا اور زمین و آسمان نے وہ نظارہ کیا کہ درس گاہ کوفہ سے امام ابو حنیفہؒ جیسا علم و عمل کا پہاڑ، تقویٰ و پرہیزگاری کا بحرِ بے کراں پیدا ہوا، جن کی شخصیت کے بارے میں لوگوں کو بے ساختہ کہنا پڑا کہ ذکرِ ابو حنیفہ کی مثال تو خوشبو کی سی ہے، خوشبو اگر بار بار لگائی جائے تو سکون و راحت میں زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے، اسی طرح ذکرِ نعمان کی مثال ہے:

نہ لالچ دے سکیں تجھے سکّوں کی جھنکاریں

تیرے دستِ توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں

امام اعظمؒ نے اس وراثت نبوی علم کو چہار دانگ عالم پھیلایا اور ایسے لوگ اس علمی درس گاہ سے پیدا ہوئے جو آج چار سو دیکھنے سے بھی نہ ملیں۔ امام اعظمؒ کے مشہور تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بھی شمار ہوتے ہیں جو علم و فقہ میں ماہر، مجاہد، متقی، زاہد اور ولی اللہ تھے۔ ان کے معمولِ زندگی کا کیا کہنا کہ آپؒ ایک سال حج ادا کرتے تو دوسرے سال مظلوموں کی آہ و بکا پر لبیک کہتے ہوئے تلوار ہاتھ میں تھامے یہ فقہ کا امام میدان جہاد کے اندر برسرِ پیکار دکھائی دیتا۔ وہ جبل استقامت بھی تھے، مینارۂ نور بھی اور جہاد فی سبیل اللہ کے شیدائی بھی۔ ان کے پاس علم کی لازوال دولت بھی تھی اور جنت کی ٹکٹ جہاد بھی۔ یہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے موضوع جہاد پر ''کتاب الجہاد'' نامی کتاب لکھ کر لوگوں کو یہ باور کرایا کہ علم و جہاد دو الگ چیزیں نہیں بلکہ لازم و ملزوم کی حیثیت رکھنے والے دو مبارک اور حسین عمل ہیں جن کی بدولت مسلمان عالم دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرا سکتا ہے، اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کر سکتا ہے تو فقط علم و جہاد دونوں سے۔ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ سے کون ناواقف ہے؟ یہ بھی علوم کے سمندر، امام اعظمؒ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ دامنِ جہاد سے یہ بھی دست بردار نہیں ہوئے، آخر اس عمل سے اعراض کرتے ہی کیوں؟ وہ تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تن من دھن کی بازی لگانے والے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ جہاد والا مبارک عمل اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ مسلمان میدانِ جہاد کے غازی ہوتے تھے، مسلمانوں کو مسائل جہاد کی ضرورت پیش آئی امام محمدؒ تیری قبر پر کروڑوں رحمتیں ہوں۔ انہوں نے مسائل جہاد پر سیر کبیر لکھ دی، مزید ضرورت پڑی تو پھر قلم اٹھایا اور سیرِ صغیر لکھ ڈالی۔ جب جہاد کے ذریعے اسلامی نظام نافذ کرنا تھا تو اسلامی قوانین کی ضرورت پیش آئی تو امام ابو یوسفؒ نے قوانین اسلام مرتب کیے تو وہاں علم بھی تھا جہاد بھی تھا۔ ہمارے آبا نے کبھی دامن جہاد نہیں دھوڑا کیونکہ اُنہیں مفہوم حدیث یاد تھا کہ ''**اذا ترکتم الجهاد فلسط الله علیکم الذلة**'' جب تم جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دیں گے۔ انہیں علم تھا کہ عزت و شرافت جہاد ہی میں ہے، وہ ہماری طرح کے منہ کے پلاؤ پکانے والے نہ تھے، زبان سے بات کرنا آسان ہے لیکن عمل مشکل ہے حتیٰ کہ ایمان بھی آسان مگر عمل مشکل ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے لے کر امام ابن تیمیہ تک اور موجودہ دور میں شاہ اسماعیل شہیدؒ سے لے کر شیخ عبداللہ عزامؒ اور شیخ اسامہؒ تک کتنے ہی قابل قدر و منزلت اصحابِ علم آئے جنہوں نے جہاد کا علَم بلند کیا۔

علما، صلحا، فقہا، مفسرین و محدثین ایمان کے ساتھ ساتھ عمل کے مجاہد اور غازی تھے۔ یہ میرے آباؤ اجداد ہیں ان کی مثال دکھاؤ تو سہی! زمانہ برق رفتاری سے چلتا رہا اور پھر نور الدین زنگیؒ جیسا مربی پیدا ہوا جس نے صلاح الدین ایوبیؒ جیسا وہ مرد قلندر پیدا کیا جس نے غیرت ایمانی و اسلامی کا ثبوت دیتے ہوئے قبلہ اول بیت المقدس، مسجد اقصیٰ جو اُس وقت آج کی طرح مظلوم اور یہودیوں کے جور و ستم کا شکار تھی...... اس منزلِ انبیاء کو یہودیوں کے شکنجہ سے نکال کر مسلمانوں کو یہاں کھلے عام عبادت و ریاضت کا سنہری موقع فراہم کیا۔ آج فلسطین کی مظلوم ماں، بہن، بیٹی چیخ چیخ کر یہ دعوت دے رہی ہے کہ مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا، تم بڑے غیور و باشعور تھے، تم میدانِ بدر کے اندر تین سو تیرہ، ہزار کے مقابلہ میں جنگی سامان اور قوت کے اعتبار سے نہتے، ناکس و بے بس تھے لیکن تم نے توکل علی اللہ کی طاقت اور دولت استعمال کی جس کے سامنے فرعون و نمرود جیسے ظالم اور دنیوی اعتبار سے ہر قسم کے وسائل سے مالا مال لوگ بھی اس توکل علی اللہ کی دولت کے آگے تارِ عنکبوت کی مانند ہیں، جو ہوا کے جھونکوں سے بے نام و نشان ہو جاتا ہے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ سے لے کر علمائے برصغیر تک اور آج تک علم اور جہاد اکٹھے کندھے ملا کر چل رہے ہیں اور ان کو کوئی منکر اسلام اور دشمن جہاد مرزا غلام قادیانی اور امریکہ و یورپ علم و جہاد کو الگ وجدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبان اطہر فرما رہے ہیں:

اقرب الی الناس من درجة النبوة اهل الجهاد واهل العلم او کما قال

''انبیاء کے قریب تر لوگ علما اور مجاہدین ہیں''۔

انبیاء کے ہم نواؤں کے ساتھ رب کی نصرت او رمدد ہوا کرتی ہے، وہ رب مجاہدین کی فلاح و کامیابی کے لیے جبرئیل امین سید الملائکہ کو بھی حکم دیتا ہے کہ جا کر گھوڑوں کی پشتوں پر سوار ہو کر سیف توکل سے سرشار سیف جہاد ہاتھ میں تھامے کفار کا سر قلم کر۔ جب یہ درجہ نبوت کے قریب تر اور مدد خدا کے مستحق ہیں تو پھر ان کو علم و جہاد سے غافل کرنے والا کسی ماں نے جنا ہی نہیں اور اگر کوئی ناپاک و ناکام کوشش کرے گا تو وہ مرزا غلام قادیانی کی طرف نشانِ عبرت بنے گا۔ علما کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس مقدس وراثت انبیاء والے تمغہ کی لاج رکھیں، اہل حق کی مثال اسلام کی سرسبز فصل کو خراب کرنے والے ان کیڑوں مکوڑوں کو اپنے زورِ بازو، سیف ایمانی، سیف جہادی، زورِ قلم تصنیف و تالیف، وعظ و نصیحت اور تقریر و خطابت کے ذریعہ ان کو نکالیں۔ مقصدِ نبوت **لیظهره علی الدین کله** غلبۂ اسلام جو حقیقی مقصد نبوت ہے اس کی تکمیل کریں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہیں۔۔ یورپین ممالک جو خلاف شرع امور کو قوم کی تہذیب و تمدن باور کرانا چاہتے ہیں اس ناپاک ارادہ کی تردید ابطال علما کا ایک اہم فریضہ ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۹ پر)

23 دسمبر: صوبہ ہرات..........ضلع کشک کہنہ..........مجاہدین کا امریکی و افغان فوج کے مشترکہ قافلے پر حملہ..........7 امریکی اور افغان فوجی اہلکار ہلاک.....8 زخمی

زوالِ امت میں ٹیکنالوجی کا کردار

نیاز سواتی

کیا امت کا زوال سائنس وٹیکنالوجی میں پس ماندگی کی وجہ سے ہے؟

سائنس وٹیکنالوجی کو عام طور پر ایک ہی سمجھا جاتا ہے مگر ان دونوں کے درمیان فرق ہے۔ سائنس تو معلومات کو منطق اور تجربے پر پرکھ کر متعین قوانین کی دریافت کا نام ہے۔ اس کے مقابلے میں ٹیکنالوجی، معلوم شدہ سائنسی قوانین کا اطلاق کرکے ایسی اشیا کی تیاری کا طریقہ کار ہے جن کی مارکیٹنگ ممکن ہو اور ان اشیا کی تیاری پر آنے والی لاگت اس کی قیمت فروخت سے کم ہو۔ اگر کسی ٹیکنالوجی کے ذریعے تیار کی جانے والی اشیا کی لاگت ان کی قیمت فروخت سے زیادہ ہو تو ایسی ٹیکنالوجی ترک کردی جائے گی۔ سائنس تو ایک علم کا نام ہے مگر موجودہ دور کی ٹیکنو سائنس کا گہرا تعلق سرمایہ داری کی ساتھ ہے۔ ٹیکنالوجی سرمایہ داری کی اقدار اپنے ساتھ لے کر آتی ہے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ جن معاشروں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو عروج حاصل ہوا ان تمام معاشروں میں مذہبی، اخلاقی اور خاندانی اقدار زوال پذیر ہوگئیں۔ امریکی اور یورپی معاشرے اس کی واضح مثال ہیں اور اب چین بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔

تاریخ کا سب سے بڑا چیلنج جو مغربی تہذیب نے پیش کیا وہ سائنس و ٹیکنالوجی کا تھا اور ہے۔ اس چیلنج کا جواب سرسید سے اب تک یہی دیا گیا ہے کہ مغرب نے اب تک کی تمام ترقی سائنس وٹیکنالوجی کے طفیل کی ہے لہٰذا امتِ مسلمہ کو بھی اگر ترقی کے راستے پر جانا ہے اور مغرب کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں بھی سائنس وٹیکنالوجی کا وہی ہتھیار حاصل کرنا پڑے گا جو مغرب کے پاس ہے۔

اس کے مقابلے میں دوسرے مکتبہ فکر کا خیال ہے کہ تاریخ کا مطالعہ اس بات کو غلط ثابت کرتا ہے کہ سائنس وٹیکنالوجی کی بدولت قومیں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی مثال مسلم افواج کے ہاتھوں ایران اور روم کی طاقتوں کی شکست ہے۔ ایران کی عظیم الشان سلطنت کے انہدام کے بعد روم کے دارلسلطنت قسطنطنیہ کی فتح نے اسباب ،عسکری قوت اور ٹیکنالوجی کے بجائے ایمان کو برتر طاقت ثابت کردیا۔

بعد کی تاریخ میں تاتاریوں کے عباسی سلطنت پر حملے اور قبضے نے اس موقف کو استحکام بخشا۔ تاتاریوں نے جب عباسی سلطنت پر حملہ کیا تو عباسی سلطنت دنیا کے تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی۔ اس سلطنت میں علم کے عروج کا یہ عالم تھا کہ بیت الحکمت میں اٹھائیس زبانوں میں ترجمہ کرنے کا انتظام موجود تھا، خود دربار میں منطق ،فلسفے اور انشاء پر بحثیں معمول کا حصہ تھیں۔ گھوڑوں، تلواروں اور لشکر میں عباسی سلطنت کا کوئی ثانی نہ تھا۔ مگر صحرائے گوبی کے وحشی تاتاریوں نے آناً فاناً عباسی سلطنت کو الٹ کررکھ دیا۔ اس زمانے کی سائنس میں عباسیوں کا عروج اور عظیم الشان مملکت کی شان وشوکت انہیں تاتاریوں کے ہاتھوں شکست سے نہ بچاسکی۔ تاریخ نے بتایا کہ عباسیوں کی علمی برتری انہیں شکست سے محفوظ رکھ سکی۔

دوسری طرف یہ ہوا کہ عالم اسلام نے عباسی سلطنت کی شکل میں اپنا ملک کھودیا مگر تاریخ نے یہ بھی بتایا کہ عالم اسلام نے دوبارہ تاتاریوں پر غلبہ حاصل کرکے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کردیا، مگر سب کچھ سائنس کی بدولت نہ ہوا بلکہ ہوا یہ کہ تاتاریوں نے بلاشبہ جنگ کے ذریعے مسلمانوں کے مغلوب کرلیا مگر اسلام کے آفاقی پیغام سے شکست کھا گئے اور تاتاریوں کی بہت بڑی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا۔ بقول اقبال:

؎ کعبے کو مل گئے پاسباں صنم خانے سے

اقبال کہتے ہیں:

؎ حرم رسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

اب تاتاریوں کی عسکری قوت اسلام کی طاقت میں ڈھل گئی اور اسلام نے اپنی عسکری شکست کو محض اپنے ابدی پیغام کی قوت سے فتح میں بدل کر دوبارہ عروج حاصل کرلیا۔ موجودہ دور کا منظر نامہ دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قوموں کی فتح وشکست کبھی سائنس وٹیکنالوجی کی مرہون منّت نہیں رہی۔ ویت نام اور امریکہ کی جنگ میں امریکہ کی تمام تر عسکری قوت اور ٹیکنالوجی کی برتری اسے شکست سے نہ بچاسکی۔ اس سے قبل افغانستان پر حملہ کرنے والی برطانیہ کی چالیس ہزار افواج میں سے صرف ایک ڈاکٹر جان بچا کر واپس آسکا۔ مگر کہا جاتا ہے انسان نے تاریخ سے یہی سبق سیکھا ہے کہ اس نے تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھا لہٰذا روس بھی اسی افغانستان پر حملہ آور ہوا مگر افغان جنگ نے روسی معیشت کا جنازہ نکال دیا۔ یہاں تک کہ اس وقت کے روسی صدر برزنیف نے افغانستان کو روس کے لیے ایک رستا ہوا ناسور قرار دے کر اس جنگ سے پسپائی اختیار کرلی۔ ایک بار پھر ٹیکنالوجی ہار گئی اور ایمان کو فتح حاصل ہوئی۔

سائنسی وسماجی علوم کی برتری کے باوجود مسلمانوں کی شکست کا ایک ثبوت مسلم ہسپانیہ کا سقوط ہے جس کا دردناک مرثیہ اقبال نے لکھا۔ آج بھی سائنس وٹیکنالوجی کو

24 دسمبر: صوبہ ہلمند.................. ضلع گریشک.................. مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا.................. ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی عملہ سمیت ہلاک

عروج وزوال کا واحد سبب سمجھنے والے اندلس میں مسلمانوں کی سائنسی برتری کا بہت چرچا کرتے ہیں مگر مسلم اسپین کا انجام کا ذکر کرتے ہوئے انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ اسپین کے مسلمانوں کی برتری اور بلند وبالا عمارات انہیں نہ صرف یہ کہ شکست سے نہیں بچاسکیں بلکہ اسپین سے مسلمانوں کا وجود ہی صفحۂ ہستی سے ہی مٹ گیا۔ آج اسپین ،وہ اسپین جسے اقبال نے خون مسلماں کا امیں قرار دیا اسی اسپین میں جامع مسجد، الحمرا کے محلات اور دیگر پرشکوہ عمارات تو باقی ہیں مگر مسلمان باقی نہیں ہیں۔ اس کے مقابلے میں مشرق وسطیٰ میں اسلام اور مسلمان اپنی سائنسی پس ماندگی کے باوجود زندہ وتوانا رہے۔ اسلام کے ابدی پیغام کی قوت کے بدولت آج حضرت صالح اور ابراہیم علیہم السلام کی تعلیمات تو باقی ہیں مگر حیرت انگیز ٹیکنالوجی سے کام لے کر پہاڑوں میں گھر اور اہرام مصر بنانے والوں کا تذکرہ بھی باقی نہ بچا اور اگر کہیں ان کا ذکر ہوتا ہے تو عبرت کی خاطر۔

فااعتبرو یا اولی الابصار

تاریخ کے واضح پیغام کو نظر انداز کرتے ہوئے دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ نے اپنی سائنس وٹیکنالوجی ،دولت اور عسکری طاقت کے زعم میں روس افغان جنگ سے چور چور افغانستان پر حملہ کردیا۔ اس جنگ میں افغانستان کے پڑوسی ملک پاکستان نے امریکہ کی ایک دھمکی کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے امریکہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس جنگ کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان دنیا کی بہترین افواج، قدرتی وسائل، بڑی آبادی اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے باوجود محض ایک دھمکی میں ڈھیر ہوگیا مگر بغیر کسی باقاعدہ فوج ، بڑی آبادی اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے افغان مجاہدین نے امریکہ کو دس سال سے ایک ایسی جنگ میں مصروف رکھا ہوا ہے جس نے امریکی فوج پر اس کی ٹیکنالوجیکل برتری کے باوجود تھکن طاری کردی ہے۔

آج نمایاں ترین مغربی جریدیوں اور اخبارات کا کہنا ہے کہ ٹیکنالوجی سے مسلح امریکی فوج کے افسر اور جوانوں نے افغانستان میں خودکشی کے نئے ریکارڈ قائم کردیے ہیں۔ اعداد وشمار بتا رہے ہیں کہ خودکشی کرنے والے امریکی فوجی میدان جنگ میں مرنے والے فوجیوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں اور ان سے زیادہ تعداد ان سپاہیوں اور افسروں کی ہے جو نفسیاتی امراض کا شکار ہوکر ناکارہ ہورہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں افغان مجاہدین کا مورال اس قدر بلند ہے کہ وہ نیٹو فورسز کے کابل میں قائم کردہ محفوظ ترین گرین زون میں بھی کامیاب حملے کررہے ہیں اور اپنی فتح کے بارے میں پرامید ہیں۔

اس سلسلے میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا ٹیکنالوجی واقعی کوئی عروج وزوال اور انسانی مسائل کے لیے فائدہ مند ہے؟ نسل انسانی نے اپنے آغاز سے آج تک جس ادارے کے سبب اپنا وجود قائم رکھا ہے وہ خاندان کا ادارہ ہے۔ ٹیکنالوجی کی تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں جہاں سائنس وٹیکنالوجی کو عروج حاصل ہوا ہے وہاں خاندان کے ادارے کو نقصان پہنچا ہے۔ خاندان سے وابستہ دیگر معاشرتی ومذہبی اقدار بھی ٹیکنالوجی کے حامل معاشروں میں زوال کا شکار ہوگئیں۔ جرائم ،خودکشی کے حوالے سے پہلے مغربی ممالک آگے آگے تھے اب اعداد وشمار بتا رہے ہیں کہ چین خودکشی کی شرح میں سب سے آگے جارہا ہے کیوں کہ سائنس وٹیکنالوجی میں چین کی ترقی کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ روزنامہ ٹائمنر کا تجزیہ ہے خودکشی میں اضافے کا براہ راست تعلق ٹیکنالوجی میں ترقی سے ہے۔ آج دنیا میں جرائم ،خودکشی اور خاندان کے زوال کا سب سے زیادہ شکار وہی ممالک ہیں جو ٹیکنالوجی کی دوڑ میں سب سے آگے ہیں۔

ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجے میں انسانی صحت اور ماحول کا پہنچنے والا ناقابل تلافی نقصان اس معاملے کا دردناک پہلو ہے جو ٹیکنالوجی کی حامل قوموں کی سنگ دلی اور دریدہ دہنی کا شاہکار ہے۔ ۲۰۰۹ء کوپن ہیگن میں ہونے والی عالمی ماحولیاتی کانفرنس میں ماہرین نے مسئلہ اٹھایا کہ ٹیکنالوجیکل گروتھ اور اس کے پیدا کردہ کچرے کی وجہ سے دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ اس صورت حال میں دنیا اگلے پچاس سال کے دوران رہنے کے قابل نہیں رہے گی لہٰذا تمام ریاستوں کے مل کر دنیا کے مجموعی درجہ حرارت کو کم از کم چار ڈگری سینٹی گریڈ کم کرنا پڑے گا۔ اس طرح انسانیت کو سکون کے پچاس سال مل جائیں گے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیرپا ترقی (Development Sustainable) کے متبادل طریقے وضع کیے جاسکیں گے۔

کانفرنس کی اس دستاویز پر عالمی درجہ حرارت کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے امریکہ ،چین ،روس، بھارت اور یورپی ممالک کسی نے دستخط نہیں کیے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کا درجہ حرارت کم کرنے کا مطلب ٹیکنالوجیکل ڈیولپمنٹ کا عمل سست کرنا ہے جس کے لیے ہم تیار نہیں کیوں کہ اس کے نتیجے میں ہمارا جو نقصان ہوگا اس کا کون ذمہ دار ہوگا۔ اس کانفرنس میں کہا گیا کہ چین اور بھارت کی ٹیکنالوجی ،یورپی ٹیکنالوجی کے مقابلے میں ردی (Obsoleted Technology) ہے جو بہت زیادہ آلودگی پیدا کرتی ہے لہٰذا یہ دونوں ممالک اپنے ٹیکنالوجیکل ترقی کو سست کریں مگر ان دونوں ممالک نے کہا کہ ہم اس ٹیکنالوجی پر کئی بلین ڈالرز خرچ کرچکے ہیں وہ ہمیں دے دیے جائیں۔ مغربی ممالک نے اس ادائیگی سے انکار کردیا۔ بالآخر اس کانفرنس میں شریک تمام ترقی یافتہ یورپی اور تیزی سے ترقی پذیر ممالک چین اور بھارت نے بزبان حال اور بزبان قال بھی کہا کہ دنیا جائے بھاڑ میں ہمیں اس سے کیا سروکار؟ اس کانفرنس کی صدارت کرنے والی خاتون نے اس کانفرنس کی قرارداد کا مسودہ پھاڑ دیا اور یہ کہہ کر چلی گئی کہ ان ممالک نے صنعتی ترقی کو انسانیت کے مستقبل پر ترجیح دے دی ہے لہٰذا اس دنیا کا اللہ ہی حافظ ہے۔ یہ حیرت انگیز بات اس خاتون سے قبل جرمنی کے مشہور مفکر ہائیڈیگر نے اپنی کتاب (TechnologyConcerning Questions) میں کہی۔ ہائیڈیگر نے

24 دسمبر: صوبہ ہلمند .... ضلع سنگین .... بارودی سرنگ دھماکے .... 9 امریکی فوج ہلاک .... 5 زخمی

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ ٹیکنالوجی کے عفریت اور اس کے پیدا کردہ مسائل سے دنیا کو کون بچائے گا تو ہائیڈیگر کا جواب تھا کہ ٹیکنالوجی کے عفریت سے دنیا کو صرف اللہ ہی بچاسکتا ہے حالانکہ وہ خود خدا کو نہیں مانتا تھا۔

ٹیکنالوجی کے ذریعے مغرب کو شکست دینے کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ مغرب تیسری دنیا کو جدید ٹیکنالوجی ٹرانسفر نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ متروک شدہ ٹیکنالوجی دیتا ہے۔ایسی ٹیکنالوجی کو ہمارے ہاں اعلیٰ اور جدید تحقیق کے نچوڑ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ایسی صورت حال میں جب کہ امت نے مغرب سے مقابلے کی ٹھان لی ہو تو کیا مغرب خود جدید ترین ٹیکنالوجی طشتری میں رکھ کر پیش کرے گا کہ یہ لو مجھے اسی ٹیکنالوجی سے ختم کردو، ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں۔اس مسئلے کا دوسرا حل سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں تحقیق ہے مگر مغربی ممالک کو اس میدان پیچھے چھوڑنا ناممکن ہے۔مغربی ممالک کو ان کی ملٹی نیشنل کمپنیاں اربوں روپے کی سرمایہ کاری اس مد میں کررہی ہیں۔سائنسی تحقیق کے جس میدان میں ہم ابتدائی پیش رفت کررہے ہیں مغربی ممالک اس میں کئی دہائیاں بلکہ نصف صدی آگے ہیں۔اس کی مثال ہمارا ایٹمی پروگرام ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس پروگرام نے پاک بھارت جنگ کو روک رکھا ہے اور یہ پروگرام پاکستان کے تحفظ کی ضمانت ہے ورنہ بھارت پاکستان کو ہضم کر چکا ہوتا۔اس کے مقابلے میں ایک سوال یہ ہے کہ اس پروگرام کے آغاز سے قبل پاکستان کا تحفظ کون کررہا تھا؟اس پر مستزاد پاکستان کے موجودہ حالات ہیں۔ایبٹ آباد کے واقعے نے ہماری ایٹمی تنصیبات کے تحفظ کے بارے میں کئی سوالات کو جنم دیا ہے۔بجائے اس کے کہ ایٹمی پروگرام ملک کا تحفظ کرے پوری قوم ایٹمی اثاثوں کے تحفظ کے لیے فکرمند ہے۔

ٹیکنالوجی کی بحث میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ٹیکنالوجی جن مسائل کا سبب ہے ان میں ایک بے حسی بھی ہے جو براہِ راست ٹیکنالوجی کے استعمال سے وابستہ ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ ماضی میں انسان جنگوں میں تلوار اور تیر وتفنگ کے ذریعے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھا۔ان جنگوں میں تلوار استعمال کرنے والا اپنی بہیمیت کے نتائج کا خود مشاہدہ بھی کرتا تھا اور ان سے متاثر بھی ہوتا تھا۔ان قدیم جنگوں میں جب تاتاریوں جیسے سفاک حملہ آوروں کی تلواریں بغداد کے ان بے بس مسلمان بچوں،عورتوں اور بزرگوں پر پڑیں جنہوں نے اپنے آخری وقت میں کلمہ طیبہ کو یاد رکھا تو تاتاریوں کو کلمہ طیبہ کے پیغام کی طاقت اور اور خود اپنی طاقت کی کمزوری کا احساس ہوا۔اسی احساس نے تاتاریوں کے کیمپ میں ایمان کی شمع روشن کی ورنہ بغداد کی عسکری وعلمی طاقت تو ہزیمت سے دوچار ہوچکی تھی۔اگر تاتاری اسلام کے ابدی پیغام سے متاثر نہ ہوجاتے تو اس وقت دنیا کی کون سی طاقت تھی جو انہیں دشمن اسلام سے......مجاہدِ اسلام میں تبدیل کرسکتی۔

ٹیکنالوجی کا استعمال انسانوں کو اپنے عمل کے نتائج اور مضمرات سے غیر متعلق کردیتا ہے۔ایٹمی ٹیکنالوجی استعمال کرکے امریکہ نے ہیروشیما اور ناگاساکی میں بڑے پیمانے پر تباہی مچادی اور لاکھوں انسانوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ بے شمار افراد کو اپاہج بنادیا۔مگر امریکہ کی حکومت اور وہاں کے عوام اس انسانی المیہ سے غیر متعلق رہے کیوں کہ ٹیکنالوجی کے استعمال کے نتیجے میں کسی زخمی اور متوفی جاپانی کے خون کے چھینٹے ان کے ہاتھوں پر نہیں پڑے اور نہ اس المیے کا انہوں نے اس جنگ میں مشاہدہ کیا۔ایک امریکی ہوائی جہاز نے جاکر یہ تباہی کردی اور بس...... مگر آج تک ہیروشیما اور ناگاساکی کے اپاہج پیدا ہونے والی جاپانی نسل اس حملے کے نتائج بھگت رہی ہے۔روایتی اور جدید ٹیکنالوجی میں فرق یہ ہے کہ تلوار سے ہونے والی جنگ انسان کو زندگی اور اس کے حقائق سے جوڑکر رکھتی تھی اور اس کے برعکس جدید ٹیکنالوجی زندگی کے تلخ حقائق سے انسان کو کاٹ دیتی ہے۔فرض کریں کہ پنٹاگون میں بیٹھے ہوئے امریکی افسروں کو معلوم ہو کہ کراچی کے ایک ادارے میں بیٹھ کر کچھ لکھاری امریکہ کے خلاف لکھ اور بول رہے ہیں جس کے نتیجے میں امریکی دفاعی مفادات کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے تو وہ امریکی افسر ایک ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر بڑے اطمینان سے امریکی بحری بیڑے کو ہماری عمارت پر میزائل داغنے کا حکم دے کر مزے سے آئس کریم کھاتے ہوئے میزائل حملے کے نتائج دیکھ سکتا ہے اس کے مقابلے میں قدیم طریقے سے دوبدو لڑنے والا فوجی ہوسکتا ہے کہ بے گناہ بچوں اور بزرگوں کی خون میں لت پت لاشوں کے منظر کی تاب نہ لاسکے اور ہوسکتا ہے اپنے ہتھیار سے خود اپنے آپ کو ہی قتل کردے یا اپنے عقیدے پر موت تک استقامت کا مظاہرہ کرنے والے اہل ایمان سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلے۔آج عالمی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والے زبردست پراپیگنڈے اور مہم کے باوجود اسلام انتہائی تیزی سے انہی ممالک میں پھیل رہا ہے جو سائنس وٹیکنالوجی کی دوڑ میں سب سے آگے ہیں۔مغربی یورپ میں قبولیت اسلام کی بلند شرح اسلام کے ابدی پیغام کی قوت کی مظہر ہے ورنہ وہاں تو تمام تر ٹیکنالوجی اور میڈیا تو اسلام مخالف یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔

یہ امر تو واضح ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی تو عاد وثمود اور اہرام مصر سے لے کر آج تک ہر زمانے میں موجود رہی ہے مگر اس سلسلے میں یہ سوال بھی اہمیت کا حامل ہے کہ کیا قدیم وجدید ٹیکنالوجی کا مقصد اور طریقے کار یکساں ہیں؟اس سوال کے جواب میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تاریخ بتاتی ہے کہ قدیم دور میں سائنس کا مقصد'' تلاش حقیقت'' تھا اور ٹیکنالوجی کا مقصد انسانی ضروریات کی تکمیل رہا ہے مگر جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا واحد مقصد سرمائے کا زیادہ سے زیادہ ارتکاز ہے۔ایسی ہر ایک ایجاد جو سرمائے میں اضافے کا باعث نہ بن سکے فروغ نہیں پاسکتی۔

☆☆☆☆☆

25 دسمبر: صوبہ ہلمند.........ضلع سنگین.......... امریکی فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم دھماکے..........2 امریکی ٹینک تباہ......................8 امریکی فوجی ہلاک

مجرم کون؟ مدرسہ یا سکول!!!

محمد نعیم

آغازِ تعلیم سے لے کر فراغت اور معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے تک پر غور کرنے سے معلوم ہو سکے گا کہ مغرب کا نظام تعلیم یا اسلامی مدارس کا نظام، کون دہشت گرد تیار کرتا ہے اور کون امن کے متوالے؟ دونوں کا تجزیہ کیا جائے تو سب سے پہلے دونوں کی بنیاد پر غور کرنا ہوگا۔ ’انسانی حقوق‘ کے علمبرداران افراد کے خلاف برسرِ پیکار ہیں جو پیدائش سے لے کر موت تک کی تمام خدمات کو مفت فراہم کرتے ہیں۔ جب سے بچہ جنم لیتا ہے تو اس کے کانوں کو اللہ کے بابرکت نام سے آشنا کیا جاتا ہے، جب بچہ لکھنے پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے تو بغیر کسی ٹیسٹ، یونی فارم اور فیس کے مفت کے کلاس میں بٹھایا جاتا ہے۔ مراحل تعلیم سے گزر کر جب فارغ ہو جاتا ہے تو پھر بھی کوئی عہدہ دار یا بیوروکریٹ نہیں بنتا کہ ملاقات بھی ممکن نہ ہو بلکہ صبح سے لے کر عشاء تک ملاقات اور خدمات حاضر ہوتے ہیں۔ معاشرہ میں جتنے بھی امور طے پاتے ہیں جس وقت، جس امر میں بھی اس تعلیم سے فارغ عالم کی خدمات کی ضرورت پڑتی ہے، آسان اور مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ بچے کی پیدائش پر اذان واقامت، خطبہ نکاح، نماز پنج گانہ، جمعہ وعیدین اور تجہیز وتکفین الغرض اس سلسلہ کی جملہ خدمات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب خدمت کا معاوضہ مقرر نہیں تو مشورہ کی فیس کیونکر لی جا سکتی ہے۔ یہاں آفس، پی اے، کلاس فور، کلاس ون اور پرائیویٹ کلینک جیسی ذلت آمیز اصطلاحیں ناپید ہیں۔

اس کے مقابلے میں امن کے جھوٹے علم برداروں کے باطل نظام کا مطالعہ کیا جائے تو جب سے بچہ پہلے روز اکیڈمی میں قدم رکھتا ہے بھاری داخلہ فیس کے علاوہ یونیفارم اور کتابوں کے بھاری بھرکم اخراجات اس کے والدین کا کمر توڑنے کے لیے آسان باش کھڑی ہو جاتی ہیں۔ یہاں ایجوکیشن، سکول، کالج، اکیڈمی اور نہ جانے کیسے کیسے علم دشمن اصطلاحات کے نام پر تجارت کی ایک منڈی سجی ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ شجر خبیثہ ترقی کرتے کرتے اس کی ناپاک شاخیں بورڈ اور یونیورسٹی کی سرحدوں کو چھو لیتی ہیں۔ یہاں تو اصول وضوابط اور معماران قوم کی ایک سیل لگ جاتی ہے، جو زیادہ خرچ کرے گا اسے زیادہ علم نہیں بلکہ زیادہ نمبر ملیں گے اور جو زیادہ نمبر لے گا اسے نام نہاد معیاری ادارے میں داخلہ ملے گا۔ جس کا زیادہ زور ہو اس کے لیے نتائج کی حتمی فہرستوں تک کو بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بے کسوں کو پیچھے دھکیلنا تو اس نظام کا طرۂ امتیاز ہے۔

اب مرحلہ آتا ہے اس نظام سے فارغ التحصیل لوگوں کے کردار کا...... ایچی سن اور کانونٹ سے فارغ شدہ بیوروکریٹ ہوں یا سیاسی قیادت اور فوجی جنتا میں بڑے بڑے ڈکیٹ، خونی قاتل اور ظالم مشرف، زرداری اور کیانی کی شکل میں بھیڑیے اور ڈریکولے سامنے آئے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ ادارے اپنے قیام کی کوئی وجہ جواز رکھتے ہیں؟؟؟ لارڈ میکالے کے یہ شاگرد وکیل بنتے ہیں تو قاتل اور ظالم کو مظلوم ثابت کیا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات مظلوم کے خلاف ہرجانہ لاگو کیا جاتا ہے کہ غلط دعوی کیوں کیا تھا۔ جج کے ہاں تو انصاف برائے فروخت ہوتا ہے، جس کے پاس مال ودولت نہ ہو وہ بالآخر دست برداری کی منزل کا انتخاب کر کے حالات کے رحم وکرم پر بیٹھ جاتا ہے۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ اس نظام میں امیر کو عدالت کا رخ کرنا چاہیے جبکہ غریب کو بندوق اٹھانا چاہیے کیونکہ بندوق اٹھانے پر نسبتاً کم خرچ آتا ہے۔ لارڈ میکالے کے جن شاگردوں کو اس نظام میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس نظام کے پروردہ جن کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ ہے ٹیچر...... اسی لیے تو پاکستان کی تاریخ کے بدترین دور میں بھی اس کی حوصلہ افزائی کے لیے ٹیچر سلام ڈے منایا گیا۔ یہ ٹیچر پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک اور ادنیٰ سے لے کر پی ایچ ڈی تک عمر بھر بڑے ماہرانہ اور ساحرانہ انداز میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کی تعلیم دے کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادر امت کو خس وخاشاک میں تبدیل کرنے کی کامیاب کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ مختلف سطحوں کے امتحانات میں یہ ٹیچر جو گل کھلاتا ہے وہ اس نظام کے برسرِ باطل ہونے کے لیے کافی ثبوت ہیں۔ اس خبیث نظام میں جس فرد کو ملک وقوم کے دفاع کے لیے سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے وہ پورے اطمینان کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر غیروں کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اپنے ہی لوگوں پر بم باری کرتا ہے اور امت کے تماش بین اس عمل کو اوپر والوں کا آرڈر سمجھ کر چپ سادھ لیتے ہیں۔ اب جانچ پڑتال کر کے خود ہی فیصلہ کیجیے کہ مجرم کون ہے؟

> نام نہاد جدید نظام تعلیم کی مثال مسجد ضرار سے کسی طرح کم نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے زمانے کی مسجد ضرار کو اللہ کے حکم پر بروقت جلا ڈالا لیکن کاش جدید دور کے اس صلیبی مسجد ضرار کو اللہ کا کوئی بندہ بروقت جلا ڈالتا۔

مغرب نے جو نظام دیا ہے اسے آزادی کا نام دیا جاتا ہے لیکن یہ سب سے

بڑاغلامانہ نظام ہے جو کہ معاشرہ کے قلیل افراد کو کثیر افراد کے وسائل پر قابض بنا دیتا ہے۔ چند سرمایہ دار افراد کو معاشرے پر مسلط کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں بچہ پہلے روز ہی سے سرمایہ کاری کی غرض سے داخل کیا جاتا ہے لیکن سرمایہ بھی ایسا کہ جس کی خاطر میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، ایم ایس سی اور نہ جانے کیا کیا سی کے پاپڑ بیل کر والدین کے خون پسینے کی کمائی کو ٹھکانے لگایا جاتا ہے تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر رشوت اور سفارش سے دو وقت کی روٹی حاصل کرنے کے لیے چھوٹی موٹی نوکری (غلامی) حاصل کر لیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پوری عمر میں اپنے لیے مشکل سے پانچ مرلے مکان کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے جبکہ اس باطل نظام میں بعض نوکر پیشہ اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اس کافرانہ نظام میں عفت مآب خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا جھانسہ دے کر نرس، ایئر ہوسٹس، ڈائیوو سروس میں کنڈکٹر اور گھر گھر انگریزوں کے کاز کی خاطر پولیو کے قطرے پلانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ غیرت مند باپ، بھائی، خاوند اور بیٹا خاتون خانہ کو 'اپنے پاؤں پر کھڑا' دیکھ کر بڑی آسانی سے بے غیرتی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اس سب کا مقابلہ ایک بار پھر غیرت وحیا کے پیکر نظام تعلیم سے فارغ التحصیل ابطال سے کیا جائے تو دیکھئے ایک سے بڑھ کر ایک شیر خدا اور شیر رسول ہے۔ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو پاؤں تلے روندنے کی کوشش کی جانے لگی، مساجد کی حرمت کو پامال کیا گیا، دینی مدرسہ اور دینی طالب علم کے نام کو گالی بنایا گیا، پردہ، پگڑی اور داڑھی کو مذاق بنایا گیا، الغرض شعائر اللہ کو چن چن کر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا۔ اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ شعائر اللہ کے علم برداروں کے خلاف باقاعدہ جنگ چھیڑ دی گئی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انبیاء کے سردار خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکوں کی بھی نمائش کی گئی۔ اس جنگ کے سپاہی لارڈ میکالے کے اسی نظام تعلیم کے پروردہ ہیں۔ کسی نے تیغ وتفنگ سے اور کسی نے زبان وقلم سے اس جنگ میں حصہ لیا۔ ان گئے گزرے حالات میں دینی مدارس کے طالبان علم کے علاوہ اللہ کے دین پر ننگ وغیرت کے لیے کوئی نہیں تھا۔ اللہ کے شیروں پر اللہ کی زمین تنگ کر دی گئی، ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا، ان کو سولیوں پر لٹکایا گیا، ان کو پنجروں میں بند کیا گیا، یہاں تک کہ ان کے بیوی بچوں کو بھی پابند سلاسل کیا گیا اور ان کا گناہ، ان کا جرم...... گناہ ان کا فقط یہ ہے کہ وہ ایمان لے آئے...... برصغیر کی سطح پر دیکھا جائے تو ایک طرف انگریز کی چاپلوسی اور کاسہ لیسی کی بنیاد پر بننے والا مغربی نظام تعلیم ہے جو صرف اور صرف پیٹ کے پجاری تیار کر رہا ہے، ان کا اول وآخر بس پیٹ ہی ہے۔ خالص کفار کے لیے تو صرف 'پ' ہی سے پیٹ آتا ہے لیکن ان دیسی انگریزوں اور خالص غلاموں کے لیے تو 'الف' سے لے کر 'ی' تک کے ہر لفظ سے پیٹ ہی پیٹ آتا ہے **ولاحول ولا قوۃ الا باللہ**......

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

پیٹ کے گرد طواف کرنے والے اس خبیث نظام تعلیم کا بانی اپنے دور کا زید حامد اور غامدی...... سر سید احمد خان ہے جس نے انگریز کی خوشنودی کی خاطر معجزات تک کی حقیقت سے انکار کیا تھا جب کہ اس کے مقابلے میں دینی غیرت وحمیت پر مبنی نظام تعلیم کی بنیاد اپنے دور کے بزرگ ترین ابطال جلیل، **الولاء والبراء** اور **الحب فی اللہ والبغض فی اللہ** کے لازوال عقیدہ پر ایمان رکھنے والے سید احمد شہیدؒ کے وارث مولانا قاسم نانوتویؒ اور شیخ الہندؒ تھے۔ نام نہاد جدید نظام تعلیم کی مثال مسجد ضرار سے کسی طرح کم نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے زمانے کی مسجد ضرار کو اللہ کے حکم پر بروقت جلا ڈالا لیکن کاش جدید دور کے اس صلیبی مسجد ضرار کو اللہ کا کوئی بندہ بروقت جلا ڈالتا۔ لیکن اب قربانیاں رنگ لا یا ہی چاہتی ہیں۔ ان شاءاللہ وہ وقت دور نہیں جب غنیمت، زکوۃ اور جزیہ کا دور دورہ ہوگا اور پھر کسی مرتد کے لیے سادہ لوح مسلمانوں کو روٹی، کپڑا اور مکان کا جھانسہ دے کر گمراہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے کہ ہو دور جام اے ساقی

اب فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں کہ مسجد ضرار (جدید نظام تعلیم) کے پروردہ مجرم ہیں یا مسجد نبوی کی جامعہ صفہ سے وابستگی رکھنے والے صدیقین، اتقیا اور شہدا وصالحین۔

أُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقاً

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں دنیا وآخرت میں انہی لوگوں کا ساتھی اور ساجھی بنائے۔

☆☆☆☆☆

اس خبیث نظام میں جس فرد کو ملک وقوم کے دفاع کے لیے سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے وہ پورے اطمینان کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر غیروں کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اپنے ہی لوگوں پر بمباری کرتا ہے اور امت کے تماش بین اس عمل کو اوپر والوں کا آرڈر سمجھ کر چپ سادھ لیتے ہیں۔ اب جانچ پڑتال کر کے خود ہی فیصلہ کیجیے کہ دہشت گرد کون ہے؟

الحمدللہ ہم محسود میں ۹۰ فی صد جنگ جیت رہے ہیں......

محترم مفتی ولی الرحمٰن حفظہ اللہ (امیر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود) کا انٹرویو

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله وصحبه اجمعين

ہم نوائے افغان جہاد کے لیے مفتی ولی الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ امیر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے خصوصی انٹرویو کا آغاز کرتے ہیں......

سوال: سب سے پہلے تو جیسا کہ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے حوالے سے مجاہدین اور جہاد سے محبت کرنے والے تمام افراد غمگین ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مجاہدین اس حوالے سے کچھ بیان کریں جو کہ دلوں کی تسلی کا باعث بنے۔اس موقع پر آپ نوائے افغان جہاد کی وساطت سے اس عظیم سانحہ پر کیا ارشاد فرمائیں گے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: **الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله النبي الكريم**...... شیخ اسامہؒ کی شہادت کے حوالے سے میں یہی کہنا چاہوں گا کہ شیخؒ کی شخصیت اس وقت جہاد کی علامت بن گئی تھی اور ظاہری بات ہے کہ اُن کی شہادت تمام مومنین اور مسلمانوں کے لیے صدمہ اور دکھ کا باعث ہے لیکن اس صدمہ اور دکھ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی قیادت پر اور اپنے جہادی راہنماؤں پر فخر بھی ہے کہ اُنہوں نے شہادت جیسا عظیم المرتبت مقام پایا ہے۔اور مسلمانوں کی تاریخ ہے...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور سے کہ ہم اپنے شہدا کا ماتم کرنے والے نہیں ہیں بلکہ اُن کے منہج اور جس مقصد کی خاطر اُنہوں نے قربانی دی ہے......اُس مقصد کے حصول کے عزم میں مجاہدین پہلے سے بڑھ کر ان شاء اللہ ثابت قدم رہیں گے، اُن کے قافلے کو آگے بڑھائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں امید ہے کہ شیخ صاحبؒ کی شہادت پوری دنیا میں جہاد کی اٹھان میں کا ان شاء اللہ سبب ہوگی اور اس راستے میں ہزاروں مزید مجاہدین آئیں گے۔ہم بھی اُسی راستے اور اُسی مقصد کے لیے اپنی جانوں کو کھپائیں اور ہم بھی شیخ صاحبؒ کی طرح آخر دم تک اپنے اس عہد کو وفا کریں گے، ان شاء اللہ۔اور اُن کی شہادت پر مسرت کا اظہار کرنے والے عالم کفر کو ہم اپنے عمل اور کارروائیوں سے دکھائیں گے کہ تحریک جہاد میں بڑھوتری ہی ہوگی، اُس میں کمی ہرگز نہیں آئے گی، ان شاء اللہ۔

سوال: ہم آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ کیا یہ کارروائی صرف امریکہ ہی نے کی تھی یا اس میں پاکستانی فوج اور پاکستانی نظام کا بھی تعاون اُنہیں حاصل تھا؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: اُن کے بیانات اور ابتدائی شواہد سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ شیخؒ کی نشان دہی، اُس جگہ موجودگی اور جاسوسی کے حوالے سے یقینی طور پر پاکستان کا تعاون امریکیوں کو حاصل رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان نے اس جنگ میں امریکہ کی ہر طرح سے مدد کی ہے اور اپنا سب کچھ امریکہ کی خاطر اس جنگ میں جھونک دیا ہے۔

سوال: اب ہم اپنی اس گفت گو کے اصل موضوع......یعنی خطہ محسود میں جاری جنگ کی صورت حال کی طرف آتے ہیں۔اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس جنگ کو تین سال ہونے کو آئے ہیں......تو اب محاذوں کی کیا صورت حال ہے؟ فوج کا کتنے فی صد علاقے پر تسلط ہے؟ اور مجاہدین کی کیا پوزیشن ہے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: ۲۲ مئی ۲۰۰۹ سے پاکستانی فوج نے محسود کے علاقے میں کارروائی شروع کی تھی اور اس علاقے کو فتح کرنے کی ناکام کوشش کی ابتدا کی۔اب تین سال ہوگئے ہیں......الحمد للہ اب تک وہ اپنی تمام تر کوششوں میں بالکل ناکام رہے ہیں، کہتے ضرور ہیں کہ ''ہم نے اس علاقے کو کلیئر کر دیا ہے'' لیکن اس دعوے کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔اس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ یہاں سے جو لوگ نکلے ہیں وہ واپس نہیں آئے......لوگوں کو واپس لا کر اُنہیں یہاں بسانا، اُنہیں مختلف طرح کے لالچ اور نقدی دے کر اُنہیں واپس آنے پر رضامند کرنا......یعنی لوگوں کو مختلف طریقوں سے حکومت نے ورغلانے کی کوشش کی ہے لیکن الحمد للہ اس عرصے میں وہ کسی طرح بھی قابل ذکر تعداد میں لوگوں کو واپس نہیں لا سکے اور ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود پورا علاقہ میدان جنگ بنا ہوا ہے، مجاہدین بھرپور مزاحمت کر رہے ہیں۔علاقہ محسود ،جنڈولہ سے شروع ہوتا ہے، پھر برونڈ اور اس طرح خیسورہ تک......پھر اس کے بعد جو بالائی علاقے ہیں......بدر، بکین، لدھا، سراروغہ......تو الحمدللہ ابتدا سے لے کر آخر تک محسود کا جو علاقہ ہے......وہاں مجاہدین موجود ہیں اور پورے علاقے میں جنگ جاری ہے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستانی فوج نے جتنی طاقت یہاں استعمال کی اور جتنی تعداد میں فوج یہاں لائی گئی اور اس کے علاوہ جیٹ طیاروں کی، ہیلی کاپٹروں کی اور توپوں کے ذریعے بے دریغ بم باری کی......عام لوگوں پر......عام آبادیوں پر...... مساجد پر......لیکن اس سب کے باوجود الحمد للہ مجاہدین کا نقصان نہ ہونے کے برابر ہوا ہے۔جب کہ شروع دن سے لے کر آج تک ہر جگہ بھرپور انداز میں مزاحمت جاری ہے۔

جہاں تک یہ سوال ہے کہ کتنا علاقہ فوج کے قبضے میں ہے اور کتنا مجاہدین کے

25 دسمبر: صوبہ غزنی......ضلع آب بند......بارودی سرنگ دھماکہ......پولش فوج کا بکتر بند ٹینک تباہ......5 پولش فوجی ہلاک

پاس ہے تو اس حوالے سے میں یہی عرض کروں گا کہ جو روڈ سائیڈ ہے جنڈولہ سے مکین تک اور پھر مکین سے وانا تک ...... یہ روڈ یعنی مرکزی شاہراہ جو ہے ......اس پر فوج موجود ہے......اس پر چوکیوں میں اور پہاڑیوں پر موجود ہے......اس کے علاوہ باقی تمام علاقہ محسود کا......چاہے وہ بدر کی طرف ہو......چاہے وہ لدھا کے اطراف......اور اسی طرح مکین کے اطراف......سراروغہ کے اطراف...... بروند سے لے کر اوپر کانی گرم تک اور وسطی علاقہ ہمارے مکمل قبضے میں ہے......صرف سڑک پر اُنہوں نے قبضہ جمار کھا ہے لیکن وہاں پر بھی الحمدللہ اپنی دفاعی پوزیشن کے باوجود خود کو محفوظ رکھنے میں وہ ناکام ہیں۔گذشتہ تین سال سے وہ مکمل طور پر دفاعی پوزیشن اختیار کیے ہوئے ہیں......دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں اور اقدام کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے......کہ وہ جائیں اور مجاہدین کا پیچھا کریں......اُن کا تعاقب کریں......ایسا وہ خیال بھی نہیں کر سکتے......

ہم نے اپنی حکمت عملی کے تحت پورے علاقے کو پانچ محاذوں میں تقسیم کیا ہے...... ہر محاذ کا اپنا اپنا ایک کمان دان ہوتا ہے...... ہر کمان دان کے ماتحت سیکڑوں کی تعداد میں مجاہدین اپنی ترتیب سے ہوتے ہیں......یہ مجاہدین چھاپہ مار کارروائیوں کے لیے اور تعارض کے لیے اور کمین (گھات لگا کر حملہ کرنے) کے لیے اپنی اپنی ترتیب کے مطابق موجود ہوتے ہیں......اس کے علاوہ سنائپر کارروائیوں اور مائن لگانے کے لیے...... بھاری ہتھیاروں......جیسے بی ایم میزائل اور ہشتادادو (آر آر۔۸۲) کے لیے بھی گروپس تشکیل دیے گئے ہیں......وہ منظم انداز میں اپنی کارروائیاں ترتیب دیتے ہیں......ان تمام کارروائیوں نے دشمن پر ہیبت اور خوف طاری کیا ہے۔الحمدللہ......

ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ الحمدللہ ہم محسود میں ۹۰ فی صد جنگ جیت رہے ہیں......اور ساتھیوں کے حوصلوں کے لحاظ سے بھی میں یہ کہتا چلوں کہ الحمدللہ ساتھیوں کا مورال اور حوصلہ...... جب جنگ شروع ہوئی تھی......یقین کیجیے کہ اُس وقت کے مقابلے میں اب اُن کے حوصلے اور مورال بہت زیادہ بلند ہے......ہم نے جنگ کی جو ترتیب بنائی ہے اور جو ابتدائی دنوں میں ہی ہم نے حکمت عملی طے کر لی تھی...... کہ ہم اپنی افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ بچائیں......اور اپنے جنگی وسائل کو بھی بچائیں......اسی کے نتیجے میں ہم نے بڑے پیمانے پر ہتھیار بھی بچائے......اس کے لیے ہم نے پہلے سے منصوبہ بندی کر رکھی تھی اور سقوط (علاقے خالی کرنے سے پہلے پہلے) ہم نے تمام ہتھیار محفوظ مقامات پر منتقل کر دیے تھے......ہم نے جگہ جگہ راشن وغیرہ کے ذخیرے بھی کر رکھے ہیں......اس حوالے سے الحمدللہ ہمیں زیادہ مشکلات درپیش نہیں ہیں......ہم نے ابتدائی طور پر یہ سوچا تھا کہ ہم ایسی ترتیب بنائیں کہ کم از کم ۸ سال تک اس جنگ کو جاری رکھ سکیں......لہٰذا ایک طویل جنگ کے لیے...... چھاپہ مار جنگ کے لیے ہم نے منصوبہ بندی کر رکھی ہے......اور الحمدللہ اب تک ہم اس میں کامیاب ہیں......

سوال: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اب تک فوج کا کتنا نقصان ہوا ہے اور مجاہدین کے نقصان کی کیا صورت حال ہے؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ مجاہدین کا نقصان بہت محدود ہوا ہے......اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور رحمت ہمارے شامل حال رہی اور بہت کم تعداد میں ہمارے ساتھی شہید ہوئے ......اسی طرح مالی نقصان بھی کم ہوا...... جہاں تک عام آبادیوں کا تعلق ہے تو پاکستانی فوج نے اندھا دھند بم باری کی ہے......اگر آپ اُس علاقے میں جائیں اور آبادیوں کو دیکھیں......لوگوں کی املاک کو، گھروں کو، بازاروں کو، مساجد کو اور مدارس کو...... یہاں تک کہ سرکاری املاک کو...... سرکاری سکول، ہسپتال، ڈسپنسریاں وغیرہ......کچھ بھی فوج کے ظلم سے، بربریت سے اور اُس کی بم باری سے محفوظ نہیں ہے۔

اگر آپ علاقے میں جائیں تو آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکیں گے کہ جس گروہ کو ''پاک فوج'' سے تعبیر کیا جاتا ہے......حالانکہ وہ ہے ہی ناپاک......تو اُس کے ظلم اور وحشت کو آپ خود دیکھ سکیں گے کہ تمام کے تمام علاقے اور بستیوں کو اُنہوں نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے......گھروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے......عوام کی املاک کو برباد کر دیا ہے......اس کے علاوہ اُنہوں نے ہر جگہ بارودی سرنگیں بچھائی ہیں......آبادیوں میں، بازاروں میں......جو ہر جاندار کے لیے...... ہر پیدل چلنے والے کے لیے...... مستقبل میں اذیت کا سبب بنیں گی اور معصوم لوگوں کو معذوری اور جانوں سے ہاتھ دھونے جیسے سانحے پیش آئیں گے۔

پورے علاقے کو فوج نے تہس نہس کر دیا ہے......باقی جہاں تک تعلق ہے ہمارے نقصانات کی......تو الحمدللہ......میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ گذشتہ سالوں میں ہمارے ۴۳ ساتھی شہید ہوئے ہیں......ابتدا سے لے کر اب تک ہمارے ۴۳ ساتھی شہید ہوئے ہیں......جب کہ دشمن کی طرف جو نقصان ہوا ہے......وہ میرا یہ خیال ہے کہ کم از کم جانی نقصان ہی ہزاروں میں ہوگا......البتہ متعین تعداد اور بالکل درست جانی نقصان کی تفصیلات میں نہیں بتا سکتا......ظاہر ہے یہ جنگ مختلف محاذوں پر لڑی جا رہی ہے......کہیں پر مجاہدین بارودی سرنگ کے ذریعے فوج پر حملہ کرتے ہیں، کہیں کمین لگائی جاتی ہے، کہیں سنائپر سے شکار کیا جاتا ہے، کہیں تعارض ہوتا ہے......تو اس صورت حال میں مرنے والے فوجیوں کی بالکل صحیح تعداد بتانا مشکل ہوتا ہے......البتہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا جانی نقصان ہزاروں کی تعداد میں ہے......الحمدللہ

سوال: آپ کی نظر میں اس جنگ کا کیا مقصد ہے؟ آپ یہ جنگ کیوں کر رہے ہیں؟ کب تک یہ جنگ جاری رکھیں گے؟ آپ دفاعی جہاد کر رہے ہیں یا اقدامی جہاد کر رہے ہیں؟ جنگ کے حوالے سے آپ کی پالیسی کیا ہے اور فوج کس پالیسی کے تحت لڑ رہی ہے؟

26 دسمبر: کابل شہر......مجاہدین کا حملہ......افغان انٹیلی جنس ادارے 'امنیت ملی' کا ایک اعلیٰ عہدیدار کرنل حبیب اللہ ہلاک

مفتی ولی الرحمن صاحب: یہ ایک وسیع موضوع ہے اور بہت بڑے مضمون کو اپنے اندر سمیٹا ہوا سوال ہے...... ہمارا نصب العین اور ہمارا مقصود...... جس کے حصول کے لیے ہم ان کے خلاف لڑ رہے ہیں...... وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه (الانفال: ۳۹)

''لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے''۔

اور دنیا میں سب سے بڑا فتنہ کفر ہے...... تو جب تک یہ کفر اور کفری قوانین اور یہ طاغوتی ادارے موجود ہیں...... ہماری یہ جنگ ان کے خلاف جاری رہے گی...... اُس وقت تک رہے گی...... اللہ تعالیٰ نے خود یہ بتایا ہے...... حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَة وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّه...... یہاں تک کہ فتنے کا قلع قمع ہو جائے اور دین پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے۔ ہم اس عظیم مقصد کے لیے لڑ رہے ہیں اور ہماری جنگ ان کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور ایک دوسری جگہ پر آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيْراً (النساء: ۷۵)

''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما''۔

تو یہاں پر جو صورت حال درپیش ہے...... آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستانی فوج اور پاکستانی خفیہ ادارے...... جب سے امریکہ نے اس علاقے کا رخ کیا ہوا ہے...... تو اِنہوں نے صرف ایک فوج کال پر ہاں کر دی اور ایسی ہاں کر دی کہ اُس کی کوئی حدود نہیں بتائی کہ اس حد تک ہم تمہاری مدد کریں گے بلکہ کفار کو بالکل کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے...... اور اُنہیں ہر طرح کا تعاون مہیا کیا جا رہا ہے...... وہ جو چاہے کر سکتے ہیں...... اس لیے ہمارا یہ جہاد کفار کے خلاف اور پوری دنیا میں جو صلیبی اتحاد بنا ہوا ہے...... اُس کے خلاف جاری رہے گا...... اور کون نہیں جانتا کہ ہمارے ہزاروں بہن بھائی ان کی جیلوں میں...... ان کے اذیت خانوں میں قید ہیں اور اُنہیں اذیتیں دی جا رہی ہیں...... تشدد کا ہر حربہ اُن پر استعمال کیا جا رہا ہے...... اُن کے ناخن اور دانتوں کو پلاس کے ذریعے نکالا جاتا ہے...... اُن پر بدترین تشدد کر کے شہید کر دیا جاتا ہے...... لہٰذا ہم اگر اب بھی اس دشمن کے خلاف اٹھ کھڑے نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف نہیں فرمائے گا......

امت مسلمہ پر اس سے زیادہ مشکل وقت شاید ہی کبھی تاریخ میں آیا ہو...... جیسا کہ آج کل بلاتفریق، عام آبادیوں پر بم باریاں ہو رہی ہیں...... ہر جگہ ظلم اور بدترین تشدد کا بازار گرم ہے...... میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ اس باطل نظام کے خلاف اگر آج بھی اٹھ کھڑے ہونے کا وقت نہیں تو پھر وہ وقت کبھی نہیں آئے گا...... ہماری یہ جنگ اُن کے خلاف اس وقت تک جاری رہے گی جب تک یہ فتنہ یعنی کفر اور یہ طاغوتی ادارے اپنے انجام کو نہیں پہنچ جاتے...... اور شریعت کا پاکیزہ نظام نافذ نہیں ہو جاتا

سوال: ایسی خبریں ذرائع ابلاغ پر آئے روز نشر ہوتی ہیں کہ پاکستانی فوج، مجاہدین سے معاہدے کی کوششیں کر رہی ہے۔ اس حوالے سے مجاہدین کا کیا موقف ہے اور اگر معاہدہ ہوتا ہے تو مجاہدین کی کیا شرائط ہوں گی؟

مفتی ولی الرحمن صاحب: جب سے امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا ہے تو ہماری کوشش تھی کہ قبائلی علاقے سے اپنے مسلمان بھائیوں کی نصرت کے لیے امریکہ سے جہاد کیا جائے اور پاکستانی فوج اور حکومت کے ساتھ تصادم نہ ہوتا کہ ہم اصل دشمن امریکہ کے خلاف اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لا سکیں۔ لیکن پاکستانی ادارے اور پاکستانی فوج اپنے آقا کے کے احکامات کی تعمیل میں شروع دن سے بہت زیادہ سرگرم ہیں اور ہمیں موقع نہیں دینا چاہتے کہ ہم امریکہ کے خلاف اپنے ہتھیاروں کا رخ کر سکیں اور اپنے مجاہدین او رفدائین کو امریکہ کے مقابلے کے لیے بھیج سکیں...... پاکستانی فوج نے ہر مرتبہ پیچھے سے ہم پر وار کیا ہے اور جب بھی افغانستان میں کارروائیوں کا موسم آتا، خاص طور پر موسم گرما...... تو ۲۰۰۳ء سے لے کر آج تک اُنہوں نے ہر موسم گرما میں کسی نہ کسی قبائلی علاقے میں آپریشن کیا...... تاکہ ہمیں یہاں مصروف رکھا جا سکے اور امریکہ اپنا پروگرام افغانستان میں مکمل کر سکے۔ اُن کی طرف سے ہمیشہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جاتا رہا، بار بار صلح کے معاہدے ہوئے ہیں...... لیکن پاکستانی حکومت نے اُنہیں توڑا اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہر مرتبہ پاکستانی حکومت نے ان معاہدوں کو ختم کیا ہے...... اس کی واضح شہادت سرحد کا سابق گورنر علی محمد جان اورکزئی ہے...... وہ اس بات کا شاہد ہے اور آج بھی گواہی دیتا ہے اور اُس نے اسی بنا پر استعفیٰ لیا گیا...... کہ تمام معاہدے حکومت کی جانب سے توڑے گئے۔ کیونکہ ہم جو بھی معاہدہ کرتے ہیں تو اُس پر پوری طرح کاربند رہنے کا اختیار ہمارے پاس ہوتا ہے جب کہ پاکستانی فوج اس حوالے سے اپنے آقا امریکہ کے دباؤ کے تحت معاہدے توڑتی رہی ہے۔ اب بھی پاکستانی فوج بار بار مختلف ذرائع سے وفود بھیجتے ہیں کہ معاہدہ کر لیا جائے لیکن فوج کی جانب سے معاہدے کرنے اور توڑنے کے نتیجہ میں بداعتمادی کی فضا پیدا ہوئی لہٰذا مستقبل قریب میں ہم یہ نہیں دیکھ رہے کہ فوج اور مجاہدین کے درمیان کوئی معاہدہ ممکن ہو۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

26 دسمبر: صوبہ فراہ...... ضلع بالا بولک...... امریکی فوجیوں کی طرف سے قرآن کریم کی بے حرمتی...... افغان فوجی نے 5 امریکی فوجیوں کو قتل...... 3 کو زخمی کر دیا

نیٹو اتحادیوں کے لیے ذلت آمیز شکست تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان قاری یوسف احمدی سے افغان اسلامی (نیوز) ایجنسی کا انٹرویو

سوال: کچھ سال قبل غیر ملکی افواج نے ضلع قندھار اور ہلمند میں طالبان سے کچھ علاقے چھینے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ طالبان اب تک ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ حاصل نہیں کر پائے؟

جواب: اگر آپ قندھار اور ہلمند کی صورت حال کا قریب سے جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ دشمن کی افواج نے صرف ان اضلاع کے مراکز میں اپنے اڈے قائم کر رکھے ہیں اور وہ ان اڈوں سے سو میٹر دور بھی نہیں جا سکتے۔ ان میں سے اکثر جگہوں پر ہوائی جہازوں کے ذریعے سامان کی ترسیل کی جاتی ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ان علاقوں میں کوئی پیش رفت نہیں کی۔ دوسری طرف آپ کو معلوم ہے کہ حالیہ گوریلا جنگ میں زیادہ اہم بات یہ ہے کہ دشمن کو ہر دم ہراساں کیا جائے اور ان کو نقصان پہنچایا جائے جو ہم ملک کے دیگر حصوں میں کرتے رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس سال 'بدر' آپریشن میں ہم نے قندھار اور ہلمند صوبوں کے مراکز اور اضلاع میں کامیاب حملے کیے ہیں۔ ان سب چیزوں سے ہماری قوت اور علاقے میں موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔ صوبہ قندھار میں دشمن نے بعض علاقوں پر اس طرح قبضہ کر رکھا ہے کہ وہاں پر گھر اور کھیت ملیا میٹ کر دیے گئے ہیں اور یوں وہاں انسانی زندگی کو ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ لیکن ہم اس کو کسی صورت بھی دشمن کی فتح قرار نہیں دے سکتے۔

سوال: قندھار اور ہلمند میں اکا دکا کارروائیوں کو چھوڑ کر طالبان پنجوائی، زیری، ارغنداب اور قندھار کے چند دیگر علاقوں میں کافی کمزور ہیں۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جہاں تک ہمیں علم ہے ان علاقوں میں دشمن کی آمد و رفت میں کمی آئی ہے اسی لیے ردعمل بھی دوسری جگہوں کے مقابلے میں کم ہو گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان صوبوں کے اضلاع میں روزانہ کی بنیاد پر حملے کیے جاتے ہیں جن میں سینکڑوں ملکی اور غیر ملکی فوجی ہلاک ہوتے ہیں اور بھاری نقصان اٹھاتے ہیں جس کی خبر میڈیا پر بشمول آپ کے میڈیا کے ذریعے نشر کی جاتی ہے۔

سوال: اتحادی افواج کا کہنا ہے کہ طالبان جنوبی صوبوں (مثلاً قندھار اور ہلمند) کے صرف چند علاقوں تک محدود ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس کے پیچھے کیا وجوہات ہیں؟

جواب: صلیبی قوتیں ہمیشہ اس طرح کے دعوے کرتی رہتی ہیں جن کی ہم بار ہا تردید کر چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے ان دعوؤں میں سچے ہیں تو اب تک باقی 'محدود' علاقوں سے مجاہدین کو کیوں نہیں ختم کر سکے؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کے یہ دعوے باطل ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ ملک کے جنوبی علاقوں میں آزاد بین الاقوامی ابلاغ کی موجودگی نہیں ہے جو ہماری سرگرمیوں کو دیکھے اور ان کو صحت کے ساتھ بیان کر سکے۔ وہاں صرف چند صحافی موجود ہیں لیکن انہیں ملکی اور غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے دھمکیاں ملتی رہتی ہیں کہ وہ واقعات کو بعینہ رپورٹ نہ کریں۔ حتیٰ کہ چند اخباری ایجنسیوں کی خدمات یہ ظاہر کرنے کے لیے لی جاتی ہیں کہ ہر چیز قابو میں ہے۔ قابض افواج اپنی عوام کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ گزشتہ سال کی کارروائیوں سے مثبت نتائج سامنے آئے ہیں جب کہ یہ بات حقیقت کے بالکل منافی ہے۔

سوال: بعض عسکری ماہرین کا کہنا ہے کہ علاقے میں طالبان کا اثر و رسوخ پہلے سے کم ہو گیا ہے، اس کے پیچھے کیا وجوہات ہیں؟

جواب: میں ان مذکورہ ماہرین کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اگر ہم اس بات کو قبول بھی کریں کہ بعض علاقوں میں مجاہدین کی موجودگی کم ہے تو اس کی وجہ اثر و رسوخ کی کمی نہیں ہے۔ جب دشمن نے ان علاقوں میں اپنے حملوں میں اضافہ کیا تو ہم نے طے شدہ عسکری حربے کی روشنی میں دوسری جگہوں پر اپنے حملوں میں اضافہ کر دیا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عوام اور مجاہدین دونوں دباؤ میں ہیں تو ہم ساتھ ہی ساتھ دیگر اضلاع اور دیہاتوں میں نئے محاذ قائم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی ایک علاقے پر دباؤ بڑھ جائے تو ہم دیگر علاقوں میں اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دیتے ہیں۔ دشمن بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ مجموعی طور پر ہمارے حملوں میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً سال ۱۴۳۱ھ میں قندھار کے اندر بارہ مہینوں میں ۱۰۷۸ حملے ہوئے، اور سال ۱۴۳۲ھ میں جو حال ہی میں ختم ہوا ہے ۱۵۸۸ حملے کیے گئے جو پچھلے سال کی تعداد سے زیادہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اکثر عسکری ماہرین صورت حال کا جزوی تجزیہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے تجزیے مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پیش کرتے ہیں جو ہمیشہ ہی زمینی حقائق سے بعید تر ہوتے ہیں۔ میدان کی اصل صورتحال ان کے یک طرفہ اور متعصب تجزیوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ ہم جنگ کے اس حصے میں داخل ہو گئے ہیں جس میں ہم دشمن کو بھاری نقصان پہنچانے کے قابل ہیں اور ہمارے اپنے نقصانات میں بہت زیادہ کمی واقع ہوئی ہے۔

سوال: کیا آپ پنجوائی، زیری، ارغنداب اور قندھار اور ہلمند کے چند دیگر علاقوں کو دوبارہ قبضے میں لینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جواب: مذکورہ علاقوں میں سے صرف پنجوائی، زیری اور ارغنداب کے مرکزی علاقے ان

26 دسمبر: صوبہ ارزگان .... کیچار چینہ اور دہراود اضلاع .... مجاہدین کے حملے 3 صلیبی فوجی ہلاک .... 2 زخمی

کے قبضے میں ہیں۔ وہ صرف اپنی بیرکوں میں رہتے ہیں جن کی حفاظت کے لیے ریت کی بوریاں یا دیواریں بنی ہوتی ہیں۔ ان اضلاع کے مراکز کے باہر دشمن کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ عوام کے درمیان فیصلے امارت اسلامیہ افغانستان کے متعلقہ افراد کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابھی بھی عوام کی حمایت اور ان علاقوں کا قبضہ مجاہدین ہی کے پاس ہے۔ عسکری صورتحال پر نظر رکھتے ہوئے ظاہر ہے کہ ہمارا اگلا ہدف ان اضلاع کے مراکز پر قبضہ کرنا ہے۔ ہمارے پاس ملک کے ہر ہر حصے کے حوالے سے منصوبہ بندی موجود ہے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ آپ عسکری عمل چھوڑ کر سیاسی عمل اختیار نہیں کرتے؟

جواب: ہم ہر چھوٹے بڑے معاملے کے لیے قوت کے بجائے سیاسی حل پر زور دیتے رہے ہیں۔ جنگ کی حالیہ کیفیت ہم پر زبردستی ڈالی گئی ہے۔ ہم پر حملہ ہوا ہے اور ہمیں ہتھیار اٹھانے پر مجبور کیا گیا ہے۔ الحمدللہ، پچھلے دس سالوں میں دشمن میدان میں مکمل طور پر تھک چکا ہے۔ جہاں تک سیاسی عمل کا تعلق ہے تو ایک علیحدہ کمیشن اس کام پر مامور ہے۔ سیاسی عمل کے لیے ہمارے جو مطالبات ہیں انہیں میڈیا کے ذریعے نشر کیا جا چکا ہے۔ ہم کبھی بھی اپنے ملک پر غیر ملکی قبضہ برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم اسلامی شریعت کا مکمل نفاذ چاہتے ہیں۔ ہم ملکی لوگوں کے درمیان اسلامی بھائی چارہ اور اتحاد کے خواہاں ہیں۔ ہم باقی دنیا کے ساتھ اسلامی اصولوں پر مبنی خوشگوار تعلق چاہتے ہیں جہاں کسی کا نقصان نہ ہو۔ لیکن دشمن اپنی موجودگی میں توسیع کر رہا ہے اور ہمارے ملک پر طویل قبضے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مجبور ہیں کہ سیاسی حل کے بجائے عسکری حل پر زور دیں کیونکہ دشمن اس بات پر راضی نہیں کہ وہ ہمارے ملک کو سیاسی منطق کے ذریعے چھوڑے اور سیاسی گفت وشنید کے ذریعے متنازعہ معاملات طے کرے۔

سوال: کیا آپ کے پاس افغانستان کے مسئلے کے حل کے لیے کوئی جامع منصوبہ یا مجوزہ لائحہ عمل موجود ہے؟

جواب: جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ہمارے پاس افغانستان کے مسئلے کے حل کے لیے مکمل اسلامی حکمت عملی موجود ہے۔ سب سے پہلے ہم اپنے ملک کی آزادی چاہتے ہیں۔ دوسرا ہم متنازعہ معاملات کے حل کے لیے عقل اور دلائل استعمال کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے امرا واضح طور پر اس حکمت عملی کو بیان کر چکے ہیں۔

سوال: اب جب کہ (حامد کرزئی کے طلب کردہ) لویہ جرگہ نے مشروط طور پر مزید دس سال کے لیے امریکی اڈوں کی منظوری دے دی ہے، آپ کب تک غیر ملکیوں کے خلاف لڑائی جاری رکھیں گے؟

جواب: جہاد ہم پر ایک دینی فریضہ ہے۔ ہمارے پاس اس کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں۔ جب جہاد کی ضرورت باقی نہیں رہے گی تب تک ظاہر ہے جنگ بھی ختم ہو چکی ہوگی۔ اس بات کا انحصار تو غاصب افواج پر ہے۔ ہم جہاد سے نہیں تھکیں گے کیونکہ ہم اس کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں۔ پوری قوت سے تربیت اور تحریض جاری ہے اور ہزاروں نوجوان لڑنے اور اسلام اور اس ملک کو آزاد کرانے کے لیے قربانیاں دینے کے لیے تیار ہیں۔

سوال: شمالی علاقوں میں آپ کی سرگرمیوں میں جو کمی آئی ہے اس کی کیا وجہ ہے، خصوصاً صوبہ قندوز میں؟

جواب: شمالی علاقوں میں ہمارے حملوں کی بہت اچھی طرح منصوبہ بندی کی جاتی ہے، خصوصاً صوبہ قندوز میں۔ لیکن وہاں پر تعینات فوجیوں (جو اکثر غیر امریکی ہوتے ہیں) کی محدود نقل وحرکت کے باعث فیصلہ کن حملوں کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ یہ وہ فوجی ہیں جو اس جنگ سے تنگ آ چکے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایک بے کار اور زبردستی کی جنگ ہے۔ لیکن بہر حال ہم بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ شمال میں بھی اپنی موجودگی اور کارروائیوں میں توسیع کر رہے ہیں۔

سوال: مجموعی طور پر آپ کے خیال میں طالبان کی قوت پہلے سے زیادہ ہے یا کم؟ اور موجودہ عسکری صورتحال طالبان کے لیے زیادہ حوصلہ افزا ہے یا نیٹو کے لیے؟

جواب: عمومی طور پر طالبان کی قوت اور اثر ورسوخ پورے افغانستان میں بڑھ گیا ہے کیونکہ پوری قوم اس بات کو سمجھتی ہے کہ مجاہدین ہی اس ملک کو غیر ملکی قبضے سے چھٹکارا دلا سکتے ہیں۔ نام نہاد لویہ جرگہ کی قرارداد سے ہمارے آئندہ جہادی انداز عمل پر بہت مثبت اثرات واقع ہوں گے۔ لوگوں کو اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ وہ چند غداروں اور بدعنوان ایجنٹوں کے ہاتھوں ہمارے دین، عزت اور دیگر حرمتوں کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں محکوم رکھیں اور ہمارے اوپر اپنا نظام مسلط کر کے رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ مستقبل میں قوم اور بھی زیادہ ہوشیار ہو جائے گی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی۔ حمایت اور تعاون بڑھ جائے گا۔ نتیجتاً نیٹو اتحادیوں اور ان کے کٹھ پتلی حکمرانوں کے پاس ذلت آمیز شکست تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح جیسا سوویت یونین اور ان کے غلاموں کے ساتھ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

''امریکہ کا تعاقب کرو جس نے امام المجاہدین کو شہید کیا ان کے جسد کو سمندر برد کیا اور ان کے اہل وعیال کو قید کر لیا۔ اس کا پیچھا کرو یہاں تک کہ تاریخ اس بات کی گواہی دے کہ اس مجرم ریاست نے زمین میں فساد پھیلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جنھوں نے اسے نشانِ عبرت اور قصہ پارینہ بنا دیا''

(شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

27 دسمبر: صوبہ پکتیا.................گردیز.....................مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا

طالبان کا سامنا ہونے پر امریکی فوجیوں کا پیشاب خطا ہوجاتا ہے

2012-01-07 00:00:00 PST Share

-کابل (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی حکومت نے حکومت پاکستان اور عسکری قیادت سے نجی طور پر درخواست کی ہے کہ پیمپرز اور ٹشو پیپر فوری طور پر فراہم کردیے جائیں کیونکہ امریکی اور ناٹو فوجی پیمپرز باندھ کر لڑتے ہیں۔ خبر کے مطابق یہ بہادر فوجی بکتر بند گاڑیوں میں بیٹھ کر طالبان کے سامنے آتے ہیں مگر ان کے خوف سے باہر نکل کر رفع حاجت نہیں کرسکتے چنانچہ پیمپرز باندھے رکھتے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے ناٹو سپلائی بند ہونے پر پیمپرز اور ٹشو پیپر نہیں مل رہے جس کی وجہ سے شدید پریشانی ہے۔ ایک ذریعہ کے مطابق تو امریکی فوجیوں کا جب طالبان سے سامنا ہوتا ہے تو ان کا پیشاب نکل جاتا ہے۔ پتلون کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے پیمپر ضروری ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان امریکی کی درخواست قبول کرنے پر غور کررہی ہے۔



سنی اتحاد کونسل کو امریکی فنڈز ملنے کا انکشاف

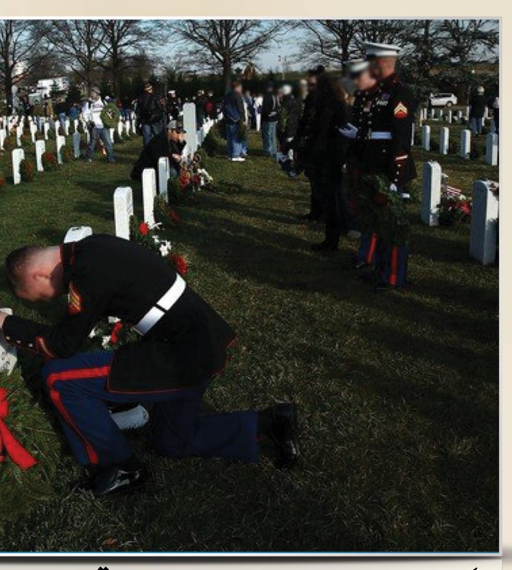
صاحبزادہ فضل کریم کی تردید

2009ء میں کونسل قائم ہونے پر طالبان مخالف ریلیوں کے لئے 36 ہزار ڈالر دیئے گئے-امریکی دستاویزات-پروپیگنڈا ہے-سربراہ کونسل

اسلام آباد(اے پی)امریکہ کی طرف سے سنی اتحاد کونسل کی فنڈنگ کا انکشاف ہوا ہے۔امریکہ کی سرکاری ویب سائٹ کے مطابق 2009ء میں کونسل کو طالبان مخالف ریلیاں نکالنے کے لئے 36 ہزار 607 ڈالر کی امداد دی گئی، تاہم کونسل کے سربراہ صاحبزادہ فضل کریم نے امریکہ سے فنڈ لینے کی تردید کی ہے۔تفصیلات کے مطابق امریکی حکومت کی ویب سائٹ Usaspending.gov پر بتایا گیا ہے کہ سنی اتحاد کونسل کو 2009ء میں پاکستان میں طالبان مخالف ریلیاں نکالنے اور رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے امریکی سفارتخانے نے 36 ہزار 607 ڈالر فراہم کئے تھے۔یہ ایک بار کے لیے گرانٹ تھی۔سنی اتحاد کونسل کو امریکی امداد کا انکشاف پہلی بار امریکہ کی کونسل برائے خارجہ تعلقات کی ویب سائٹ نے کیا تھا۔امریکی خبر ایجنسی کے مطابق پاکستانی تنظیم کی فنڈنگ کیلئے اسلام آباد کے سفارت خانے میں انسداد انتہا پسندی یونٹ قائم کیا گیا تھا۔سنی اتحاد کونسل 2009ء میں قائم کی گئی اور اسی برس کونسل کو امریکی امداد ملی۔امریکی سفارت کار کے مطابق ان کے فراہم کردہ فنڈز سے سنی اتحاد کونسل نے خودکش حملوں اور انتہا پسندوں کیخلاف ریلیاں نکالیں، جنہیں بڑے پیمانے پر میڈیا کوریج بھی حاصل ہوئی۔یہ انتہا پسندوں کے خلاف پاکستان میں پہلی عوامی ریلیاں تھیں،



۱۰دسمبر۲۰۱۱ءکولغمان میں افغان پولیس کی گاڑی کو مجاہدین نے نشانہ بنایا



امریکی فوجی ہلمند میں ہلاک ہونے والے اپنے ساتھی کی قبر پر سر رکھے اپنے ''مستقبل'' کا مشاہدہ کر رہا ہے



مجاہدین کے حملے کے بعد امریکی فوجی قافلے کی تباہی کی منہ بولتی تصویر



جدید ترین امریکی فوجی گاڑی maxxpro مجاہدین کے ہاتھوں تباہی کے بعد

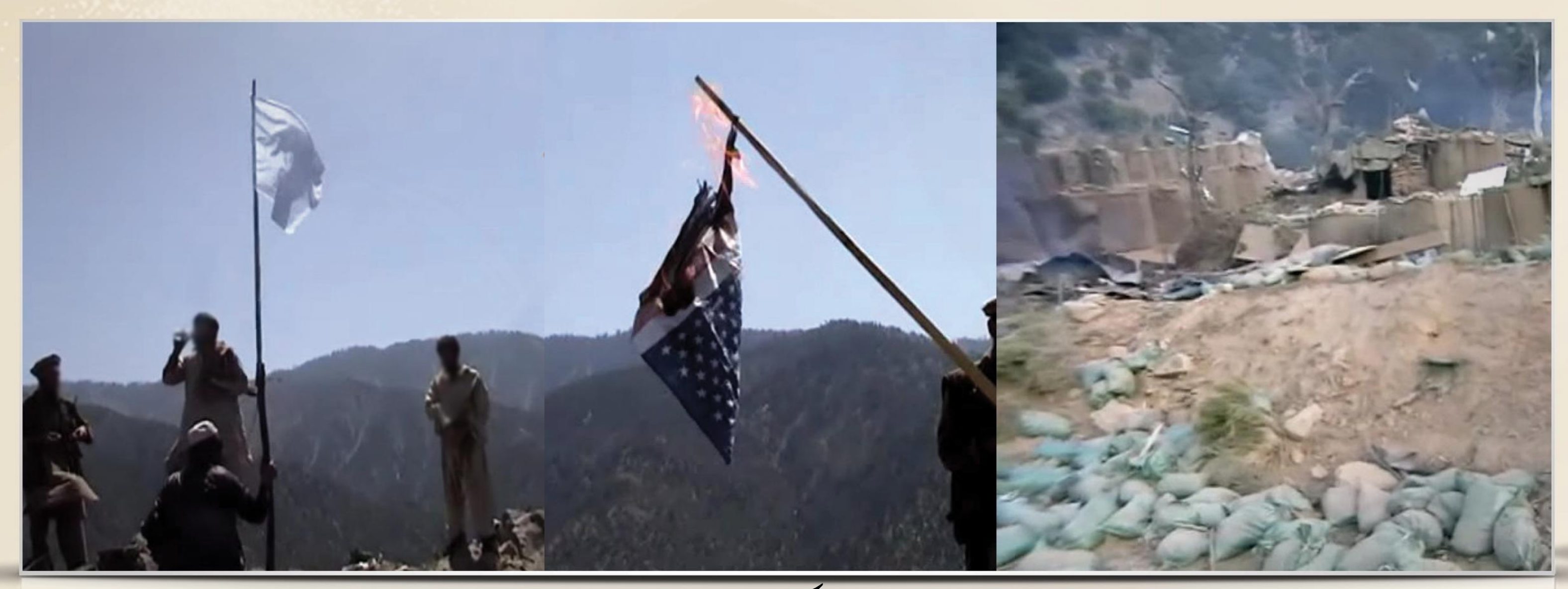


۲۷دسمبر۲۰۱۱ءکو پکتیا میں مجاہدین کی طرف سے مار گرائے جانے والا امریکی جاسوس طیارہ





قندوز میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ کے بعد امریکی فوجیوں کی حالتِ زار بیان کرتی ایک تصویر



کنڑ میں امریکی فوجی مرکز مجاہدین کے قبضہ میں

۲۱ دسمبر ۲۰۱۱ء کو غزنی میں پولینڈ کے فوجی قافلے پر مجاہدین کے حملے کے بعد کا منظر





ہلمند میں مجاہدین کا نشانہ بننے والی امریکی فوجی گاڑی M-ATV



21 دسمبر کو غزنی میں ہلاک ہونے والے پولش فوجیوں کے تابوت



فاریاب میں امریکی فوجی قافلہ بارودی سرنگ دھماکے کی زد میں



بارودی سرنگ تلاش کرنے کے لیے خصوصی طور پر تیار کی گئی minesweeper بارودی سرنگ کی زد میں آنے کے بعد

16 دسمبر 2011ء تا 15 جنوری 2012ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	4 عملیات میں 7 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	232
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	213	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	310
ٹینک، بکتر بند تباہ:	208	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	133
کمین:	103	جاسوس طیارے تباہ:	3
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	256	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	6
مرتد افغان فوجی ہلاک:	1063	صلیبی فوجی مردار:	1180
سپلائی لائن پر حملے:	104		

صلیبی افواج......ہوس پرستی کا شاہکار

کاشف الخیری

جدید دنیا کے 'کروسیڈرز' اپنی طاقت، ٹیکنالوجی اور تباہ کن اسلحے کے زور پر مسلم خطوں پر اپنا خونی تسلط جمانے کے لیے بڑے کروفر سے نکلے تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور بندوں کے لشکروں کو اُن پر مسلط کیا اور یوں اِن 'کروسیڈرز' کا اپنے وسائل پر زعم اور اپنی قوت پرفخر وغرور' جنود اللہ کی ضربوں سے شرمندگی، پشیمانی، نامرادی اور شکست وریخت میں بدلتا چلا گیا۔آج وہی صلیبی لشکر ہر محاذ سے پسپائی اختیار کررہے ہیں لیکن یہ پسپائی کی ابتدائی صورتیں ہیں جو عراق اور افغانستان میں دنیا کے سامنے آرہی ہیں۔اصل میں تو اللہ رب العالمین نے انسانیت کی تاریخ میں باغی ترین گروہ یعنی موجودہ صلیبی کفر کی گردن میں ہمہ جہتی شکست اور ہمہ گیر ہزیمت کا طوق ڈالا ہے۔یہ پسپائی معاشی میدان میں بھی ہے اور سیاسی میدان میں بھی! کفر کو ندامت کا یہ بوجھ معاشرتی سطح پر بھی اٹھانا پڑ رہا ہے اور تمدنی سطح پر بھی!

تاریخ میں ہاری ہوئی افواج کے طرزِ عمل کا مطالعہ کرلیجیے......آپ کو پرلے درجے کی خودغرضی، اتباعِ ہویٰ اوراپنوں ہی کو کاٹ کھانے کی وہ مثالیں کہیں نہیں ملیں گی جو آج کفر کے لشکروں میں جابجا پائی جارہی ہیں۔تاریخ نے ایسے مناظر تو بارہا دیکھے کہ ایک فاتح لشکر شہروں کو روندرہا ہے، وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کررہا ہے، عصمت وعفت کی چادروں کو بلا دریغ نوچ رہا ہے ......لیکن یہ منظر تاریخ کے لیے بھی اجنبی ہے کہ خود کو ''سپر پاور'' کہلانے والے ملک کی ہاری ہوئی فوج کا ہر فرد ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھا ہو، اُس فوج میں موجود مرد وعورت کوئی بھی شیطانی خواہشات کے اسیر اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں عصمت گنوا رہے ہوں......زمانۂ قدیم سے لے کر ماضی قریب تک جس بھی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو اُس کے لشکر میں بے دلی، مایوسی اور حسرت ویاس کی گہری پرچھائیاں تو چھائی رہیں لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وہ فوج باہمی چپقلش اور خودغرضی کی بنا پر تقسیم ہوگئی ہو۔نا ہی ایسا کبھی ہوا کہ شکست خوردہ لشکر کا ہر سپاہی اپنے ہی 'بھائی بندوں' کو آسان شکار سمجھ کر اُن کی چیر پھاڑ کے درپے ہو اور نا ہی کبھی یہ منظر دیکھا گیا کہ میدان سے بھاگ نکلنے والی کوئی فوج اپنے ہی زخمی سپاہیوں کو دربدر ٹھوکریں کھانے کے لیے بے سہارا اور بے آسرا چھوڑ دے۔

صلیبی لشکروں پر اللہ تعالیٰ کی ایسی مار پڑی ہے کہ میدانِ جنگ میں کُلّی طور پر زیر ہوجانے کے بعد اُن کا ہر سپاہی اپنے دیگر ساتھیوں کے لیے 'خطرناک دشمن' کا روپ دھار چکا ہے۔مغربی معاشرے تو ویسے ہی بے راہ روی، اخلاقی گراوٹ اور حیوانات کی سطح پر اتر کر جنسی تسکین کے حصول کی بنیادوں پر اپنی معاشرت کو قائم کیے ہوئے ہیں......پھر ایسے معاشروں کی 'حفاظت پر مامور' افواج سے کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟ جب امریکی صدر اپنی فوج میں کھلے عام ہم جنس پرستی کی اجازت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ''اس قانون کی منظوری سے قومی سلامتی اور مضبوط ہوئی ہے''......تو پھر بھلا ایسے جنسی بھیڑیوں کی فوج کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دے گی؟ اس سوال کے جواب میں چند ایک جھلکیاں دنیا کے سامنے آنا شروع ہوئیں ہیں۔اکتوبر ۲۰۱۱ء میں افغانستان کے صوبہ قندھار میں ایک امریکی فوجی 'ڈینی چن' کو اُس کے ۸ فوجی ساتھیوں نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کردیا۔امریکی وزارتِ دفاع کی جانب سے ۲۰۰۳ء میں ریٹائرڈ فوجی عورتوں سے انٹرویو پر مبنی سروے میں انکشاف ہوا تھا کہ پانچ سو میں سے تیس فیصد عورتوں کو دورانِ ملازمت جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔امریکی محکمہ خارجہ کے اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۰۹ء میں ۳۲۳۰ واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جس میں مرد فوجیوں نے ساتھی خواتین فوجیوں پر جنسی حملے کیے۔پینٹا گون کے سال ۲۰۰۹ء میں ہونے والے سروے کے مطابق فوج کے اندر ہونے والے جنسی زیادتی کے ۹۰ فی صد واقعات رپورٹ ہی نہیں ہو پاتے۔امریکی اخبار کرسچن سائنس مانیٹر کی ایک رپورٹ کے مطابق ''امریکی ایئر فورس میں کروائے جانے والے ایک سروے میں جب مرد وخواتین فوجیوں سے سوال کیا گیا کہ آیا آپ کو کسی ساتھی یا افسر کی جانب سے صنفی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تو ہر ۵ میں سے ایک خاتون اور ہر ۱۵ میں سے ایک مرد فوجی نے تسلیم کیا کہ ہاں انہیں ساتھیوں کی جانب سے زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے''۔

فروری ۲۰۱۱ء میں اس وقت کے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اور اس کے

امریکہ اور برطانیہ سمیت تمام مغربی صلیبی کافروں کے دگرگوں معاشی حالات اور چوپایوں جیسی بے ہنگم فطرت......اُن کے لیے عذاب بن چکی ہے۔ایک طرف اُن کی افواج کو میدانِ جنگ میں مجاہدین اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے بری طرح روندرہے ہیں جب کہ دوسری طرف رہی سہی کسر اُن کے اپنے فوجی اور سرمایہ دارانہ نظام کا ظالم شکنجہ نکال رہا ہے۔

27 دسمبر: صوبہ قندھار......ضلع پنجوائی......مجاہدین کا حملہ......6 افغان اہل کار ہلاک......2 گاڑیاں تباہ

پیش رو رمز فیلڈ کے خلاف ایک امریکی فوجی عورت نے مقدمہ دائر کیا تھا کہ وہ امریکی افواج میں ''ریپ کلچر'' کو بڑھانے کے ذمہ دار ہیں۔اس فوجی عورت ربیکا ہارویلا نے جو افغان جنگ میں بھی شریک رہی ہے،اُس نے اپنی پٹیشن میں عدالت کو بتایا کہ ''امریکی افواج میں کسی بھی خاتون فوجی کا بچ جانا، ناممکنات میں سے ہے،افغانستان کے محاذِ جنگ میں میس میں مردفوجی برہنہ رہتے ہیں اور خواتین کی موجودگی کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔جب کہ شکایات پر کمانڈرز اور ساتھی افسران محض ہنس کر خاموش ہوجاتے ہیں اور انہیں منع نہیں کرتے''۔امریکی فوجی عورتوں کو زیادتیوں سے بچانے کے لیے کام کرنے والے ادارے ''ملٹری ریپ کرائسسز سینٹر'' کے ذمہ داران کا کہنا ہے کہ ''امریکی فوجی خواتین کو بیرونی دشمنوں سے نہیں بلکہ اپنی ہی افواج میں موجود دشمنوں سے خطرہ ہے، جو اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جس کی مثال شاید دنیا بھر کی افواج میں کہیں نہیں ملے گی۔ ہر سال سامنے آنے والے کیسوں کو ہی زیادتی کے اصل کیس نہ سمجھا جائے کیونکہ جن عورتوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے،ان کو سیشن کے ابتدا میں ہی ''نگاہوں'' میں رکھ لیا جاتا ہے اور انہیں ایک مخصوص انداز میں اس طرح علیحدہ کیا جاتا ہے کہ خود ان عورتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے''۔میدان جنگ کی صورت حال تو دور کی بات...... یہاں تو حالت یہ ہے کہ امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون کی رپورٹ کے مطابق امریکی فوجی اکیڈمیوں میں ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ء کے دوران میں فوجی عورتوں کو جنسی طور پر ہراساں کیے جانے اور تشدد کے واقعات میں ۶۵ فی صد اضافہ ہوا ہے۔

امریکی افواج میں کسی بھی خاتون فوجی کا بچ جانا، ناممکنات میں سے ہے،افغانستان کے محاذِ جنگ یا میس میں مرد فوجی برہنہ رہتے ہیں اور خواتین کی موجودگی کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔جب کہ شکایات پر کمانڈرز اور ساتھی افسران محض ہنس کر خاموش ہوجاتے ہیں اور انہیں منع نہیں کرتے

یہ تو جنسی بے راہ روی اور جانوروں کی سی طرزِ معاشرت پر مشتمل ممالک کے سردار امریکہ ''بہادر'' کی افواج کے کردار کی ایک معمولی جھلک ہے...... بات صرف اپنے سفلی اور شیطانی جذبات کی تسکین ہی کی نہیں بلکہ صلیبی افواج اپنے اُن فوجیوں کو جو میدانِ جنگ میں لڑ چکے ہیں ازکار رفتہ خیال کر کے گلنے اور سڑنے کے لیے چھوڑ دیتی ہیں۔اس سلسلے میں برطانیہ ہی کو لیجیے...... جو موجودہ صلیبی جنگ میں امریکہ کا سب سے بڑا اتحادی ہے...... برطانوی جریدے 'دی سن' کی ایک رپورٹ میں انکشاف ہوا ہے کہ ''برطانیہ کے فوجی عراق اور افغانستان میں عسکری کارروائیوں میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں لیکن فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔برطانیہ میں اس وقت ہزاروں افراد بے گھر ہیں جن میں تیسرا حصہ ان فوجیوں کا ہے جن کے پاس ریٹائرمنٹ کے بعد سر چھپانے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ملک کے بڑے شہروں کی سڑکوں،فٹ پاتھوں اور ریلوے سٹیشنوں پر سرشام ہی بے گھر افراد کی ٹولیاں پہنچنا شروع ہوجاتی ہیں،ان میں ایک بڑی تعداد ان سابق فوجیوں کی بھی ہے جنہوں نے اپنی توانائیاں فوجی خدمات انجام دیتے ہوئے کھپا ڈالیں لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد وہ مایوس کن حالات کا شکار ہیں اور در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ان افراد میں افغانستان سے واپس آنے والا ایک ایسا فوجی بھی ہے جسے محاذ جنگ پر پانچ مرتبہ گولیاں لگی تھیں،اس کے زخم ابھی تک ہرے ہیں،وہ علاج کے لیے حکومت کو متعدد درخواستیں دے چکا ہے لیکن اسے نہ تو علاج کی سہولت میسر ہے اور نہ ہی سر چھپانے کے لیے کوئی ٹھکانہ......''۔

امریکہ اور برطانیہ سمیت تمام مغربی صلیبی کافروں کے دگرگوں معاشی حالات اور چوپایوں جیسی بے ہنگم فطرت...... اُن کے لیے عذاب بن چکی ہے۔ایک طرف اُن کی افواج کو میدانِ جنگ میں مجاہدین اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے بری طرح روندرہے ہیں جب کہ دوسری طرف رہی سہی کسر اُن کے اپنے فوجی اور سرمایہ دارانہ نظام کا ظالم شکنجہ نکال رہا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب پر غالب ہے ......کچھ عجب نہیں کہ امریکی فوجیوں کی طرف سے بے عصمت کر دیے جانے والے ہزاروں امریکی مرد و خواتین اور حالات کی سختی سے گھبرائے ہوئے صلیبی فوجی مستقبل قریب میں اپنے ہی کمانڈروں اور افسروں کو اپنے ہتھیاروں کی نوک پر رکھ لیں اور وہی طاقت وقوت جو اللہ کے دین کے مقابلے کے لیے جمع کی گئی ہے ایک دوسرے کی گردنیں مارنے اور خون بہانے میں صرف ہوجائے۔بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

ایسی اخلاق باختہ اور نفس کی غلام افواج کے متعلق جب طاغوت کا سرغنہ اوباما یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ''ہم سر بلند ہو کر جا رہے ہیں'' تو اُس کی بے بسی اور بے چارگی پر بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے۔کاش اُسے کوئی یہ سمجھائے کہ 'سر بلند' تو دور کی بات تم تو بے غیرتی، بے شرمی اور بے حیائی کی تمام قیود کو پھلانگ جانے کے جرم کے بعد 'سر جھکانے' کے قابل بھی نہیں رہے۔اب تمہارے سروں کو انتظار ہے تو اُس آخری ضرب کا جو اُنہیں جھکائے گی نہیں بلکہ گردن سمیت توڑ ڈالے گی اور وہ ضرب ہوگی اُس ذو القوۃ المتین رب کی جانب سے جس کی پکڑ میں آنے کے بعد کسی کا بچ نکلنا ممکن ہی نہیں۔

☆☆☆☆☆

پاکستانی فوج کے مقابلے میں زرداری کی بدعنوانی کچھ بھی نہیں

عبیدالرحمٰن زبیر

پاکستانی ذرائع ابلاغ نے دانستہ طور پر فوجی جرنیلوں کی لوٹ مار کو چھپا رکھا ہے۔اور زرداری ٹولے کی لوٹ مار کو خوب اچھالا ہے جب کہ زرداری تو ان جرنیلوں کے سامنے ''بچہ جمہورا'' ہے۔دیگ کے چند چاول پیش خدمت ہیں۔

۱۔ایئر چیف مارشل عباس خٹک نے ۴۰ پرانے معراج طیارے خریدنے پر ۱۸۰ ملین روپے کک بیک کے طور پر وصول کیے۔

۲۔ایئر چیف مارشل فاروق فیروز خان نے ۱۷۔۲ ملین ڈالر مالیت کے چالیس ایف۔۷ جہازوں پر پانچ فیصد کمیشن وصول کی۔

۳۔۱۹۹۶ میں بری فوج نے ۱۰۴۷ GS-90 جیپیں خریدیں جن کی قیمت فی کس ۲۰۸۸۹ ڈالر تھی۔حالانکہ اس وقت ایک جیپ کی بازار میں قیمت صرف ۱۳۰۰۰ ڈالر تھی۔اس وقت کی نیشنل اکاونٹیبلیٹی بیورو (نیب) کے مطابق بری فوج کے چند اعلیٰ عہدیداروں نے اس ڈیل میں 510 ملین ڈالر حاصل کیے۔

۴۔ضلع بہاولپور اور رحیم یار خان میں ایک سو گیارہ فوجیوں کے درمیان چار سو پلاٹ تقسیم کیے گئے، جن کی قیمت ۵۰ روپے فی کنال ادا کی گئی حالانکہ ان کی اصل قیمت پندرہ سے بیس ہزار تک کی تھی۔اس کے علاوہ ۳۵۰۰۰ کنال زمین ان کے درمیان انعام کے طور پر مفت تقسیم کی گئی۔

۵۔چھ افراد کو پنجاب میں ۴۰۰ کنال زمین دی گئی جب کہ نیب کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل محمد امجد کے نام لاہور میں سرور روڈ پر صرف آٹھ لاکھ روپے میں ایک پلاٹ کیا گیا جس کی اقساط بیس سال کے عرصے میں دی جانی تھیں۔اس وقت بازار میں اس پلاٹ کی قیمت ۲ کروڑ روپے تھی۔جنرل مشرف نے بھی DHA لاہور میں ایک کمرشل پلاٹ جس کی مالیت ۲ کروڑ روپے تھی صرف ایک لاکھ میں حاصل کیا جو ۲۰ سال کے عرصے میں ادا کیے جا سکتے تھے۔ڈائریکٹر جنرل ڈیفنس سروسز کی رپورٹ کے مطابق ایسی بندر بانٹ کے سبب ۵ ارب روپے کا نقصان ہوا۔

۶۔بری فوج نے فی کس چالیس ہزار ڈالر کی قیمت پر ۱۰۰۰ ہینوٹرکوں کا معاہدہ کیا جب کہ مقامی گندھارا انڈسٹری یہی ٹرک فی کس ۲۵۰۰۰ کی قیمت پر دے رہی تھی۔۱۹۹۵ء میں ۳۰۰۰ لینڈ روور جیپوں کی خریداری میں آرمی افسروں نے ۲ ارب رشوت کے طور پر وصول کیے۔

۷۔واپڈا کی آرمی انتظامیہ نے تین سالوں میں (۱۹۹۹۔۲۰۰۲) تیرہ مرتبہ پاور ٹیرف بڑھایا، اس کے علاوہ فی کس ۱۰۵۰ روپے کے بجلی کے میٹر خریدے جب کہ اوپن مارکیٹ میں ان کی قیمت ۴۵۶ روپے تھی، اس کی وجہ سے خزانے کو ۱۔۱۶۵ ارب روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔

۸۔۱۹۹۶ میں پاکستانی بحریہ نے بغیر کسی وجہ کے اسلام آباد گالف کلب میں ایئر کنڈیشن نصب کیے جن پر ۱۳ ملین روپے خرچ کیے گئے۔

حاضر سروس اور سابق فوجیوں کے بڑے بڑے گھپلوں میں سے چند یہ ہیں:

۱۔سابقہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے ایک دلال کرنل محمود کے ذریعے یوکرینین کمپنی سے ۳۰۰ ٹینک خریدنے پر ۲۰ ملین امریکی ڈالر بطور رشوت حاصل کیے۔

۲۔دی نیوز کے رپورٹر رؤف کلاسرا کے مطابق بہت سے اعلیٰ عسکری عہدے داروں نے اپنے قرضے معاف کرالئے تھے۔اس خوش قسمت گروہ میں پانچ لیفٹیننٹ جنرل، دو میجر جنرل اور دیگر سینئر عہدیدار شامل ہیں اور اس کے علاوہ فوج کے زیر انتظام چلنے والے چند ادارے بھی شامل ہیں۔

۳۔فوج کے تحت چلنے والے اداروں کو بھی قومی خزانے میں سے اپنا حصہ ملا جب ایک ملکی مالیاتی ادارے نے آرمی ویلفئر ٹرسٹ کا ۴۹.۱۴ ملین روپے کا قرضہ معاف کیا، یہ ادارہ اب غیر فعال ہے (اس پر کوئی تعجب بھی نہیں!)۔

۴۔قومی اسمبلی میں موجود قرض معاف کرانے والوں کی فہرست میں سابق لیفٹیننٹ جنرل علی کلی خان اور لیفٹیننٹ جنرل حبیب اللہ خان شامل ہیں۔فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنرل کلی خان نے نوے کی دہائی میں جب کہ وہ بری فوج میں خدمات انجام دے رہا تھا الائیڈ بنک آف پاکستان سے دو قرضے معاف کرائے۔پہلا قرضہ ۸.۱ ملین روپے کا تھا اور دوسرا قرضہ ۶.۱ ملین روپے کا تھا جو جنانادی ملوچو ٹیکسٹائل مل کے نام پر لیا گیا تھا، یہ کلی خان کے والد حبیب اللہ خان کی ملکیت تھی اور اس وقت کلی خان اس کا ایک ڈائریکٹر تھا۔جنرل حبیب کے مرنے کے بعد کلی خان اس ٹیکسٹائل کا چیف ایگزیکٹو بن گیا۔

۵۔Rex Been Batteries کے لیفٹیننٹ جنرل (سابق) کے ایم اظہر جو بعد ازاں سیاست میں آ گیا، زرعی ترقیاتی بنک نے اس کا ۱۶ ملین کا قرضہ معاف کیا۔

۶۔لیفٹیننٹ جنرل ایس اے برکی اور لیفٹیننٹ جنرل صفدر بٹ بھی ان خوش نصیبوں میں

سے ہیں جو قومی اداروں کی سخاوت سے مستفید ہوئے۔اس فہرست میں ایک اور نمایاں نام ایئر مارشل اے رحیم خان کا ہے۔

۷۔ایئر مارشل وقار عظیم نے بھی پاکستانی کویتی سرمایہ دارانہ کمپنی سے پندرہ ملین کا قرضہ معاف کروایا۔لیفٹیننٹ جنرل ایس اے برکی،میجر جنرل زاہد علی اکبر،بریگیڈیئر ایم ایم محمود،بیگم عمر محمود اور سعید احمد نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۸۔گوہر ایوب خان اور علی گلی خان کے بھائی رضا گلی خان نے بھی ریحانہ وولن ملز پر سے ۷.۲ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔یہ قرضہ مالیاتی ادارے SAPICO نے معاف کیا۔

۹۔ایبٹ آباد کے ایک میجر جنرل ایم ممتاز،لیفٹیننٹ کرنل شوکت اور میجر تاج الدین (۲.۱ ملین) اور میجر جنرل غازی الدین بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔میجر جنرل جی عمر نے بھی زرعی ترقیاتی بنک سے ساڑھے آٹھ ملین روپے کا قرضہ معاف کرالیا۔

۱۰۔لیفٹیننٹ جنرل صفدر بٹ،میجر جنرل عبداللہ ملک،بریگیڈیئر ایم ایم محمود،کرنل ایم ظفر خان،محمد افضل خان اور بیگم حمیدہ فرحت نے بھی UBL سے فوائد حاصل کیے۔اس کے علاوہ فہرست میں یہ نام بھی موجود ہیں:

۱۔سابق بریگیڈیئر ایم اے بیگ اور قمر احمد،بی اے صدیقی،زبیر راشد،محمد صادق بیگ،ریاض الرحمٰن،بیگم میمونہ خاتون،بیگم مہر ریاض اور توفیق احمد نے UBL سے ۹.۱ ملین روپے کا قرضہ معاف کروایا۔

۲۔سابق لیفٹیننٹ جنرل چودھری ایم انیس احمد،کرنل عطااللہ،شاہد عطا،قمر النساء (۶.۲ ملین روپے)۔

۳۔سابق کرنل نذر حسین کی عرفان رائس ملز (۱.۶ ملین روپے)۔

۴۔چکوال کی مہر ٹیکسٹائل مل،کرنل محمد ایوب خان،چودھری نثار علی خان،چودھری اسد علی خان،بیگم سلطانہ زکیہ،محمد نواز،چودھری غلام علی خان،سابق میجر جنرل خادم ایچ راجہ،ایئر مارشل (سابق) اے رحیم خان اور بیگم ستار عظیم خان نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۵۔سابق ایئر کمانڈر امان اللہ کی محمد ٹیکسٹائل ملز نے یو بی ایل سے ۹۵ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔

۶۔نیشنل فرکٹوس لمیٹڈ کے ایئر وائس مارشل (سابق) عطاالٰہی شاہ نے بھی ۴۳ ملین روپے کا قرضہ معاف کروایا۔

۷۔سرانی کاٹن جیننگ فیکٹری کے مالک کیپٹن (سابق) شہزاز لطیف اور ان کے تجارتی پارٹنر شہناز لطیف اور چودھری محمد اشرف نے بھی قرضے معاف کرائے۔

۸۔ایئر مارشل (سابق) اے راشد شیخ،ایئر وائس مارشل (سابق) ایس معین الرب،گروپ کیپٹن (سابق) محمد اسماعیل خان اور سکائی رومز لمیٹڈ کے راشد سلمان نے ۴.۸ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

۹۔بریگیڈیئر (سابق) ایس ایم بکر نقوی،میاں احمد ربانی،پرویز افتخار خان،عبدالعزیز،این ایم خانزادہ اور میجر (سابق) افضل الحق بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔

۱۰۔Aswan Tentage and Canvas کے کرنل (سابق) ایم محمود نے بنک سے ۲۷۶ ملین روپے کا بہت بڑا قرضہ معاف کرالیا۔ان کے دیگر تجارتی پارٹنر سابق کرنل محمد یعقوب،محمد افضل چغتائی،محمد صدیقی،حاجی غلام صابر اور ادریس احمد بٹ تھے۔

۱۱۔میجر نسیم اے فاروقی،نعیم اے فاروقی،پرویز فاروقی،منیر احمد خان اور سلیم فاروقی نے ۲.۱ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

۱۲۔Locus Enterprises کے کیپٹن (سابق) شوکت نے ۸.۸ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔ان کے کاروباری شراکت داروں میں وقار عباس،خالد خان،کرنل (سابق) ایم صادق خان،نبیل حسن،مسعود عباسی اور عبدالرزاق شامل تھے۔

۱۳۔MS Alliance textile mills جہلم کے راجہ افتخار کیانی کا ۱۶ ملین کا قرضہ مسلم کمرشل بینک نے معاف کر دیا۔

۱۴۔ایک لیفٹیننٹ کرنل جو کہ .Meditex Intl کا مالک تھا اُس نے حبیب بینک سے ۶.۲۲۳ ملین روپے کا قرضہ معاف کرایا۔اس کے کاروباری شریک کرنل بشیر احمد تھے۔

۱۵۔کمانڈر عبداللطیف نے بھی دس ملین کا قرضہ معاف کرایا۔لاہور کے Shangrilla Macropole Inn کا بھی ۳.۴ ملین روپے کا قرضہ معاف ہوا۔

۱۶۔بریگیڈیئر محمد اسلم خان اور ان کی کمپنی نے ۳.۴ ملین روپے کے قرضے معاف کرائے۔

۱۷۔فیروز سنز ٹیکسٹائل ملز میرپور کے مالک کرنل منیر حسین اور میجر جنرل قاضی نسیم مجید بھی مستفید ہونے والوں میں شامل ہوں۔

۱۸۔Special Iron and Steel Mills کے کرنل سلیم،لیفٹیننٹ جنرل حبیب اللہ خان،بریگیڈیئر ایم جان خنداوالا،راجہ گلی خان،کرنل ایم شریف خان،بیگم تہمینہ حبیب اللہ،ایم آئی خرم،ایم نذیر خان اور آئی اے خرم بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔

۱۹۔میجر محمد انور،ایس اعجاز علی شاہ،ایس امجد علی شاہ،ایس غلام قادر،ایس آفتاب علی شاہ،ایس علی گوہر شاہ اور ایس امین شاہ بھی فہرست میں شامل ہیں۔

(یہ رپورٹ جرائد،ویب سائٹس اور آرمی کی دستاویزات سے تیار کی گئی ہے)

☆☆☆☆☆

تقدیرِ امم

محترمہ عامرہ احسان

واشنگٹن پوسٹ کے حوالے سے شائع شدہ خبروں کے مطابق امریکی سفارت خانے میں ایک خصوصی یونٹ قائم کیا گیا ہے جو دنیا بھر میں اپنی نوعیت کا پہلا یونٹ ہے جو اسلامی انتہا پسندی روکنے اور اس کا رخ موڑنے کا کام سرانجام دیگا۔ تین افراد اور ابتدائی ۵۰ لاکھ ڈالر کے بجٹ سے اس کا آغاز کیا گیا ہے۔ پاکستان پر امریکہ کی اس خصوصی عنایت کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ افغانستان میں لڑنے والے مجاہدین کی ایک بڑی تعداد یہاں تیار ہوتی ہے! زہے نصیب! اتنی پکڑ دھکڑ کے باوجود؟) ماڈریٹ مذہبی عناصر' ٹیلی ویژن شوز' دستاویزی فلموں' ریڈیو پروگراموں اور پوسٹرز کے ذریعے انتہا پسندی کا سدباب کیا جائیگا۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں بہت سی 'بہادر آوازیں' ہیں جو انتہا پسندی کیخلاف بول رہی ہیں۔ ہمارا کام ان تک پہنچنا اور اس آواز کو مزید توانا کرنا ہے تاہم ردعمل کے خوف سے امریکی پشت پناہی کو وہ خفیہ رکھنا چاہیں گے!

اس ضمن میں ایک ماڈریٹ مذہبی پیشوا فضل الرحمان (اوکاڑہ) کی کہانی منظرعام پر لائی گئی ہے جس نے ۴۰ روزہ کورس' طویل لیکچرز پر محیط ریکارڈ کرکے تیار فرمایا اور ایک صاحب جو افغانستان پاکستان اور بھارت میں مجاہدین کے زبردست حامی اور مالی معاون تھے۔ انہیں یہ باور کروانے میں کامیاب ہوگئے کہ یہ جہاد نہیں ہے۔ (جہاد اصلاً وہ ہے جو امریکہ' اسرائیل اور بھارت کررہا ہے!) یہ ماڈریٹ صاحب کیمرون منٹر سے ملے ہیں تاکہ امداد سے فیض یاب ہوکر جہاد مخالف پروپیگنڈا مہم میں امریکی سفارتخانے کے ساتھ تعاون کی سعادت حاصل فرمائیں۔ امریکی سفارتخانے میں امورِ تعلقات عامہ کے نگران ملر صاحب کا فرمان ہے کہ اس سلسلے میں میڈیا کے ذریعے ایک مہم شروع کرنے کا ارادہ ہے جو انتہا پسندوں کے حملوں کے نتیجے میں نقصان اٹھانے والے شہریوں کی تشہیر کرکے جذبات ابھارنے میں مدد دیگی۔ اس مہم کے ذریعے انتہا پسندوں کا ہیرو ہونے کا تاثر ختم کیا جائیگا۔ ڈرون حملوں اور امریکہ کی خاطر برسائے جانے والے بموں سے تو امن' خوشحالی اور راحت جنم لیتی ہے۔ میڈیا پر کبھی تصویر کا دوسرا رخ کیوں نہ دکھایا گیا؟

درج بالا رپورٹ وجوہات بتانے کے لیے بہت کافی ہے! ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ۲۰۰۹ء میں حکومت (امریکہ) نے میڈیا پر لاکھوں ڈالر خرچ کیے تاکہ عسکریت پسندی کے خلاف فضا ہموار کی جاسکے۔ عوامی حمایت حاصل کرنے میں اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ (بلاشبہ ہم نے یہ پیسہ بولتا ہوا ان گناہگار کانوں سے سنا ہے!) اس رپورٹ ہی کے تسلسل میں ایک دردمند قلم کار نے یہ بھی لکھا۔ اماموں، والدین اور سکالرز و اساتذہ کے ذریعے معاشرے میں رحم دلی، ہمدردی، نرمی و مہربانی کا پیغام عام کرنے کی ضرورت ہے۔ انتہا پسندی ختم کرنے کے لیے رحم دلی کا کونسا برانڈ مناسب رہے گا؟ گوانتاموبا گرام والا؟ ابوغریب' ہمارے عقوبت خانوں والا؟ نرمی و مہربانی وہی مناسب رہے گی جو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ برت کر ہمیں دکھائی گئی؟ اسلامی انتہا پسندی مٹانا تو نہایت ضروری ہے۔ صلیبی انتہا پسندی میں مروہ شربینی حجاب پہننے کے جرم میں برسرعدالت عملاً ذبح کردی جائے تو رحم دلی کی آواز میں آواز ملانے والے منہ پھیر لیتے ہیں۔ مساجد، قرآن، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدترین جہالت بھری بداخلاقی اور توہین میں انتہا پسندی دکھائی نہیں دیتی؟ ساری نوازشیں ہم مسلمانوں اور پاکستانیوں پر ہیں جنہیں اپنی شتر بے مہار' مادر پدر آزاد تہذیب کے رنگ میں رنگنے کو امریکی سفارتخانہ بے تاب و بے قرار رہتا ہے۔ جولائی ۲۰۱۱ء میں ہمیں اعتدال پسندی سکھانے کو بداخلاقی و بدکرداری کی انتہا پر مبنی ہم جنس پرستوں کا اکٹھ کرکے تربیت فرمائی گئی کہ دنیا میں ایسے بن کر رہو! نومبر ۲۰۱۱ء میں طالبات کے لیے ایک ثقافتی پروگرام (اصلاً کثافتی پروگرام) رچایا گیا۔

امریکی یونی ورسٹیوں میں داخلے اور وظائف کے حصول کا لالچ دے کر پورے پاکستان سارے طالب علم نوجوان لڑکے لڑکیوں کو دعوت دی گئی۔ اس رقص و سرود، شراب و شباب کے پروگرام میں شکاگو سے آنے والے چھ امریکی مراثیوں کا وہ طائفہ بھی فن کا مظاہرہ فرمارہا تھا جو قبل ازیں حساس عمارات کی تصاویر اتارنے پر دھر لیا گیا تھا۔ مشروبات کے نام پر شراب سے نوازا گیا۔ رقص کا ماحول برپا کرکے لڑکیوں کی ویڈیوز اور تصاویر بنائی گئیں۔ یہ سب پاکستان کی تعلیم کے میدان میں ترقی اور جھنڈے گاڑنے، روشن خیالی کی نئی منزلیں سر کرنے کے لیے ضروری ہے! پرویز مشرف نے جس بلا میں پاکستان کو مبتلا کیا تھا۔ وہی نامراد روشن خیالی (نیٹو سپلائی بشمول پیمپرز رک جانے پر) نئے سرے سے سر اٹھارہی ہے۔ امریکہ کی سب سے بڑی پریشانی پاکستان میں نوجوان نسل کی بہت بڑی آبادی ہے (جسے روکنے کے لیے تحدید آبادی کے سارے منصوبے ناکام ہوگئے!) اس آبادی کو حقیقی اسلام' جہاد سے بچانے کے لیے یہ تمام تر مذکورہ حربے استعمال کیے جارہے ہیں۔ یاد رہے کہ اسلام کا صرف ایک برانڈ ہے۔ قرآن اور سنت والا اسلام' اسلام ہے اور کفر' کفر ہی ہے۔ 'ماڈریٹ' اصلاً اسلامی اصطلاح کے مطابق درمیانہ طبقہ ہے جسے (بصد معذرت)

منافق کا درجہ دیا گیا ہے۔ نیمے دروں نیمے بروں لہٰذا امریکہ کی تمام تر 'روشن خیال' کوششوں کا مرکز ومحور جہاد کو مسلمان کی لغت سے نکال کر مرزا غلام احمد قادیانی والا اسلام حلق سے اتارنا ہے۔ وہ کام جو انگریز نے برطانوی سامراجی دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جھوٹی نبوت کاشت کر کے کیا تھا۔ وہی کام آج بدلے ہوئے عنوانات کے تحت ہو رہا ہے۔

خود مسلمانوں کی اپنی صفوں سے ماڈریٹ اسلام (مائنس جہاد فارمولہ) کے نام پر' کہیں مزاروں پر چادریں چڑھا کر مسلمانوں کو پرچانے کا کام' کہیں نوجوانوں کو ثقافت کے نام پر بے راہ روی کی ڈھول چٹانے کا مشن' ضروری محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایجنڈے جن سے دس سال جہاد کو دہشت گردی بتا بتا کر امریکہ نے پاکستان کو پتھر کے دور میں پہنچا دیا اب ان پر نظر ثانی کر لی جائے۔ ثقافت کے نام پر جو کچھ رائج کیا گیا اسی کا تازہ ترین المیہ لاہور الحمرا کلچرل کمپلیکس میں نوجوان طلبا و طالبات کا اکٹھ' آخر میں اٹھائی گئی ہلڑ بازی کے ہاتھوں بھگدڑ مچ جانے سے تین بچیوں کی موت' درجن بھر بے ہوش اور زخمی' رات گئے تک جاری رہنے والا یہ موسیقی کا پروگرام' انجام کار یہ سانحہ؟ ہال میں ہر طرف بکھرے جوتے' جیولری عینکیں اور شالیں' روح پر اس سانحے کے انمٹ نقوش' شرمساری' دکھ اور اذیت۔

قوم کی وہ بیٹیاں کہ جن کو بننا تھا بتولؓ
الحمرا میں سیکھنے گئیں ناچ گانے کے اصول

یہ ملکی ترقی اور روشن خیالی کا کونسا برانڈ ہے جس میں ہلڑ باز لڑکے ماحول کے زیر اثر لڑکیوں کے مجمع میں جا گھسے۔ بم کی افواہ چھوڑتے کم روشنی میں (جو خواب ناک ماحول بنانے کا لازمہ ہوتا ہے) بھگدڑ کا سبب بنے۔ یہ کونسی تعلیم' تربیت اور ترقی ہے جو بذریعہ عاطف اسلم' عارف لوہار اور شگا گو کے بھانڈوں کے ذریعے اس حالات کے مارے ہوئے لرزاں وترساں ملک کی نوجوان نسل کو دی جا رہی ہے؟ روٹی پکانے کا چمٹا ہاتھوں سے چھڑا کر عارف لوہار کے چمٹے کا اسیر کیے جانے میں کونسی تعلیمی ترقی مضمر ہے؟ امریکہ سے برستی ایڈ کے ہاتھوں پورا تعلیمی نظام اختلاط کا مارا ہوا راتوں کو نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو (آگ اور تیل) یکجا رکھتا ہے۔ رہی سہی کسر ایسے پروگراموں سے پوری کر دی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس سے نوجوان جہاد کے تصور سے بعید ہو جاتے ہیں۔ امریکہ کے مقاصد پورے ہوتے ہیں اور وہ یوں پیروں تلے آ کر' دم گھٹ کر بے موت مارے جاتے ہیں۔ جامعہ حفصہؓ میں بکھری ٹوٹی چوڑیوں، کٹی انگلیوں، بالوں کے گچھوں، دینی کتب و قرآن کریم کے اوراق سے لے کر الحمرا ہال میں بکھری چوڑیوں، زخمی روحوں، خوف زدہ ہرنیوں کی طرح جان سے جانے کا یہ منظر بہت سے سوال ہم سے کر رہا ہے۔ اس روشن خیالی کی داغ بیل' طبلہ نواز پرویز مشرف نے ڈالی تھی جو اب پل بڑھ کر جوان ہو گئی ہے۔

کیا ہمیں اسی راستے پر بگٹٹ جانا ہے؟ دنیا بھی ہاتھوں سے نکل رہی ہے دین نکل جانے کے نتیجے میں۔ جہاد سے بچتے بچاتے ہم یہاں تک آ پہنچے۔ طالبان کے ہاتھوں امریکی ہمہ گیر زخم اٹھا رہے ہیں حتیٰ کہ نیپی Rash (پوتڑوں کی خراش) بھی۔ ادھر ہم اسلام سے منہ موڑ کر تہی دامن ہو گئے۔ مناسب ہے کہ اقبال کی یاد دہانی نوجوان نسل کو کروا دی جائے جو امریکی ملریا کیمرون منٹر کے فرمودات سے بڑھ کر پلے سے باندھ لینے کی ہے۔

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

عروج شمشیر وسناں سے منتھی ہے۔ زوال طاؤس ورباب سے۔ اختیار ہمارا ہے انتخاب ہمارا ہے! رہے اوکاڑہ کے مولوی فضل الرحمان صاحب جو جہاد سے باز رکھنے کو حلق خشک فرما رہے ہیں وہ بھی' ان جیسے بہت سے اور بھی' کلام اقبال حالیہ صلیبی جنگ کے تناظر میں تازہ فرما لیں۔ ضرب کلیم میں 'جہاد' کے عنوان سے نظم مکمل پڑھ لیجیے۔ نمونہ حاضر ہے۔ انجانے میں شیخ کلسیا نواز مرزا غلام احمد قادیانی والی خدمت آپ نہ کر گزریں۔

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ وتفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہے موت کی لذت سے بے خبر
باطل کے فال وفر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلسیا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ' یورپ سے درگزر!

حق و باطل کی کشمکش وہی ہے۔ فرعون مصر تا فرعون امریکہ' بوجہل مکہ تا بوجہل یورپ' حق بھی وہی ہے۔ ایک کلیم سربکف' خواہ وہ مصر میں ہو یا افغانستان میں' اپنا مقام تلاش کیجیے۔ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ پاکستان کہاں کھڑا ہے؟ مسیح الدجال کی صفوں میں یا عیسیٰ ابن مریم کی صف میں! (یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے)

☆☆☆☆☆

ڈرون حملوں میں تعطل ختم......نظامِ پاکستان منہ ہی تک رہا ہے!!!

عبیدالرحمٰن زبیر

''نیٹو کے خلاف کارروائی کے لیے فوج پر چین اینڈ کمانڈ سسٹم لاگو نہیں ہوگا۔ حملہ آور کوئی بھی ہو جوابی کارروائی کا فیصلہ فوری کیا جائے۔ مستقبل میں نیٹو یا ایساف نے پاکستانی حدود میں کوئی کارروائی کی تو فوج پر چین اینڈ کمانڈ سسٹم لاگو نہیں ہوگا اور چوکی میں موجود سینئر افسر فوری کارروائی کا فیصلہ کرے گا۔ بیرونی جارحیت کی صورت میں جوابی کارروائی کے لیے کسی اجازت کا انتظار نہ کیا جائے۔اب جوابی کارروائی کے لیے کسی ہدایت کی ضرورت نہیں ہوگی اور دستیاب ہتھیاروں سے ہر ممکن جواب دیا جائے گا۔ پاکستان کسی بھی قسم کی سرحدی خلاف ورزی قبول نہیں کرے گا۔ ملکی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے امریکی ڈرون طیاروں کو مار گرانے کا فیصلہ کیا گیا ہے''۔

یہ الفاظ ۲ دسمبر اور ۱۰ دسمبر ۲۰۱۱ء کو پاکستانی فوج کے سربراہ اشفاق کیانی کی طرف سے جاری کیے گئے بیانات کے ہیں۔اس سے پہلے وزیر دفاع احمد مختار نے امریکہ کو 'ڈراوا' دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہم نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں، امریکہ ہمارا صبر نہ آزمائے، فیصلہ کرلیا، اب نیٹو کارروائی اور ڈرون حملے نہیں ہوں گے، ہوئے تو بھرپور جواب دیا جائے گا''۔ ''دستیاب ہتھیاروں سے ہر ممکن جواب'' اور ڈرون مار گرانے کی دھمکیاں ٹھیک ایک ماہ بعد دھری کی دھری رہ گئیں جب ۱۰ رجنوری ۲۰۱۲ء کو میران شاہ میں نئے عیسوی سال کا پہلا ڈرون حملہ کیا گیا، اس حملے میں القاعدہ کے اہم کمانڈر عبداللہ خراسانی شہید ہوئے۔اس کے چند ہی گھنٹوں بعد ایک اور ڈرون حملہ دتہ خیل میں کیا گیا......پھر ۲۳ جنوری کو مزید دو ڈرون حملے شمالی وزیرستان کے علاقوں محمد خیل اور دیگون میں کیے گئے۔لیکن بُرا ہوا ''چین اینڈ کمانڈ سسٹم'' کا کہ لاگو نہ ہونے کے باوجود بھی 'جان کا لاگو' بنا رہا...... یہاں تک کہ محسوس ہونے لگا کہ بات ''چوڑیاں پہننے'' سے بھی آگے نکل کر ''ہاتھوں میں مہندی لگانے'' تک پہنچ چکی ہے۔ ۱۷ رنومبر ۲۰۱۱ء کو آخری ڈرون حملہ ہوا، پھر ۲۶ نومبر کو سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی صورت میں نیٹو کی طرف سے پاکستانی وفاؤں کا صلہ دیا گیا۔ ۵۳ دن تک ''خود مختاری اور قومی سلامتی'' نے خوب رنگ جمایا۔اس کے بعد ڈرون حملوں میں پیدا ہوا عارضی تعطل بالآخر ۱۰ رجنوری کو ٹوٹ گیا۔

''چین اینڈ کمانڈ سسٹم'' کی حتمی کڑی قرار پانے والا کیانی ستمبر ۲۰۱۱ء میں سپین کے دورے کے موقع پر سپین کے بادشاہ جان کارلوس سے کفار کے لیے اپنی بے پناہ خدمات کے صلے میں 'گرینڈ کراس (صلیب) آف ملٹری میرٹ ایوارڈ' پا چکا ہے......سو جس قبیلے کا سردار 'اعلیٰ ترین نشانِ صلیب' کا مستحق قرار پائے، وہ بھلا کیونکر کفار اور صلیبیوں کے لشکروں کے آگے زیادہ دیر تک جھوٹی جرأت مندی پر قائم رہ سکتا ہے؟ یہی کیانی تھا جس نے ۱۹ راکتوبر ۲۰۱۱ء کو شیخی مارتے ہوئے کہا تھا کہ ''پاکستان، افغانستان اور عراق نہیں، امریکہ حملہ کرنے سے پہلے ۱۰ مرتبہ سوچے گا.....'' لیجیے پھر امریکہ نے ۱۰ مرتبہ سوچنا تو درکنار کھلے الفاظ میں یہاں تک کہہ دیا کہ ''جہاں چاہیں حملہ کرسکتے ہیں!''۔ ۱۶ جنوری کو امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے پاکستانی وزیر خارجہ حنا کھر سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہوئے لگی لپٹی رکھے بغیر کہا کہ ''اوباما انتظامیہ امریکہ کی قومی سلامتی کے پیش نظر دنیا میں کہیں بھی براہ راست کارروائی کرسکتی ہے''۔

امریکی اخبار 'واشنگٹن پوسٹ' کے مطابق امریکہ نے پاکستان کی اجازت کے بغیر ہی ڈرون حملے شروع کردیے ہیں۔گویا اس سے قبل جتنے ڈرون حملے ہوئے ہیں وہ پاکستان کی اجازت سے ہی ہوتے رہے ہیں۔ماضی کے حقائق کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اب بھی اجازت لینے کی بات تو رسمی طور پر ہی کی جارہی ہے۔ آسان الفاظ میں ''گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے'' کے لیے اجازت لینے جیسے معاملات اٹھائے جارہے ہیں۔ وگرنہ کس سے یہ امر پوشیدہ ہے کہ آقا، غلاموں سے اجازت نہیں لیتے......ایسا کب ہوا ہے کہ خدمت گزاری کی بے مثال کارکردگی پر خوش ہو کر ''اعلیٰ ترین نشانِ صلیب'' سے بھی نوازا جائے اور پھر اُنہی غلاموں سے اجازت بھی طلب کی جائے۔جب کہ ان غلاموں کی حالت یہ ہے کہ اپنے کندھے اور گردنیں ہمہ وقت تیار رکھتے ہیں کہ کب آقا حکم کریں اور کب ہم راہِ صلیب میں فدا ہو جائیں......ان کی جاسوسی ومعاونت کے بغیر نہ ہی ڈرون حملے ہوسکتے ہیں اور نہ ہی ڈرون طیارے قبائلی علاقوں میں پروازیں جاری رکھ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

> ''ہمیں لڑنا ہے حتیٰ کہ ہم تمام مسلمانوں کی سرزمینوں کو قابض افواج سے پاک کردیں اور مسلمان ممالک سے ظالم وفاسد حکمرانوں کو بے دخل کرکے ایک ایسی شرعی حکومت قائم کریں جو فساد کر ختم کرکے عدل کو عام کرے۔ہمارے لیے عسکری قتال، دعوتی جدوجہد، سیاسی نظام کی تبدیلی اور اجتماعی اصلاح کی شکل میں جہاد کے متنوع محاذ کھلے ہوئے ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ ہم امت کے ساتھ مل کر اس کے دفاع اور دشمن کی تباہی کی جنگ لڑیں''۔
>
> (شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

28 دسمبر: صوبہ قندھار..........ضلع ژڑئی..........مجاہدین کا امریکی وافغان فوج کے مشترکہ کاررواں پر حملہ..........3 گاڑیاں تباہ ہوگئیں..........14 امریکی اور افغان فوجی ہلاک

امارت اسلامیہ افغانستان کے وفد کی آمد اور آئی ایس آئی کے ظلم کا نیا شکار

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاهد نصره الله کی جانب سے پاکستانی مجاهدین کے ساتھ اظهار یکجهتی

وزیرستان میں مجاہدین کے معاملات کو باہم مربوط کرنے اور اُنہیں متحد و یک جان کرنے کے لیے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ نے ملا محبّ اللہ کی سربراہی میں ایک کمیسون (وفد) بھیجا جس نے وہاں تمام مجموعات کے ذمہ داران سے ملاقاتیں کیں، پانچ رکنی شوریٰ ترتیب دی اور تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ، تحریک طالبان پاکستان (حلقہ محسود) کے امیر مفتی ولی الرحمٰن حفظہ اللہ، تحریک طالبان شمالی وزیرستان کے امیر حافظ گل بہادر حفظہ اللہ اور تحریک طالبان وزیر قبائل کے امیر مولوی نذیر حفظہ اللہ کو امیر المومنین کی طرف سے بھیجے گئے ہدایا اور تحائف دیے۔

امیر المومنین نصرہ اللہ کی جانب سے ان کوششوں کا مدعا و مقصد مجاہدین سے یکجہتی کا اظہار اور مجاہدین کے درمیان اتحاد و یگانگت کی فضا کو مستحکم بنانا اور باہم تعاون کے رشتوں کے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہی تھا اور اصل میں تو یہ میڈیا کے منہ پر طمانچہ تھا جو طالبان کو ''اچھے اور برے'' میں تقسیم کرنے میں ہمہ وقت جڑا رہتا ہے......لیکن کیا کیجیے طاغوتی ذرائع ابلاغ کا......کہ اس خیر و برکت کے عمل کو بھی اُنہوں نے شر انگیزی اور مجاہدین کے مابین افتراق و تفریط کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی۔ اب یہ خبریں چلائی گئیں کہ ''امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ نے افغان اور پاکستانی طالبان پر اپنے اپنے ملکوں کی افواج پر حملے کرنے کی پابندی لگادی ہے اور ساری توجہ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں پر حملوں پر مرکوز کرنے کی ہدایت کی ہے''۔ یہ اور ایسی ہی خبریں تواتر سے ذرائع ابلاغ میں نشر کی جارہی ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کو جاننا ہو تو پچھلے چند دنوں کے دوران میں افغانستان میں مجاہدین کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں پر سرسری نظر ڈال لی جائے۔ جہاں مجاہدین نے افغان فوج اور پولیس پر بیسیوں حملے کیے، جن میں سیکڑوں افغان فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی مجاہدین نے اپنی کارروائیوں کو جاری رکھا ہوا ہے۔ وزیرستان اور خیبر میں ایف سی اہل کاروں کی ہلاکت، کرم میں فوجی آپریشن کے مقابلے میں مجاہدین کی مزاحمت کے نتیجے میں فوج کا بے تحاشا جانی و مالی نقصان، ڈی پی او ڈیرہ اسماعیل خان کے دفتر پر فدائی حملہ......یہ تمام کارروائیاں اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہیں کہ مجاہدین چاہے افغانستان میں ہوں یا پاکستان میں......وہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی اطاعت اور قیادت میں اپنی تمام تر قوتیں اور توانائیاں صلیبی اتحادیوں اور اُن کے مقامی تنخواہ دار غلاموں کے خلاف بروئے کار لا رہے ہیں اور یہ مبارک جہاد کفریہ طاقتوں کے تسلیم ہوجانے تک جاری و ساری رہے گا، ان شاء اللہ۔

گیارہ لاپتہ قیدیوں میں سے ایک اور شہید ......جسد خاکی پشاور سے ملا

آئی ایس آئی نے اڈیالہ جیل سے جن گیارہ افراد کو اغوا کیا تھا، جن پر پاکستان کی ''آزاد عدلیہ'' نے آئی ایس آئی کی جانب سے سنائی گئی ایک بھونڈی کہانی کے بعد ایجنسیوں کے اغوا کے اقدام کو قانونی جواز فراہم کردیا تھا۔ اُن میں سے ایک اور مظلوم کو شہید کردیا گیا۔ کوہاٹ سے تعلق رکھنے والے سید عبد الصبور کی لاش ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء کو پشاور کے علاقے حاجی کیمپ جی ٹی روڈ سے ملی۔ اس سے پہلے ۳ افراد کو شہید کیا جاچکا ہے......لاپتہ محمد عامر کی لاش ۱۵/اگست ۲۰۱۱ء، سید عرب کی لاش ۱۸/دسمبر ملی تھی، تحسین اللہ کی لاش ۱۷ دسمبر ۲۰۱۱ء کو ملی تھی۔

سید عبد الصبور شہید کو اُن کے دو بھائیوں سید عبد الماجد اور سید عبد الباسط سمیت ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷ء کو لاہور سے گرفتار کیا گیا تھا......ان ۳ بھائیوں سمیت اس مقدمے میں گرفتار ۱۱ قیدیوں پر کیا بیتی......اس کا مکمل احوال جاننے کے لیے نوائے افغان جہاد جنوری ۲۰۱۱ء اور ستمبر۔ اکتوبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہونے والے ''وہ گیارہ قیدی'' کے عنوان سے شائع ہونے والے مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ اُن تینوں بھائیوں کی والدہ نے سپریم کورٹ میں چند روز قبل درخواست دائر کی تھی کہ اگر اُن کے بیٹوں کو آزادی نصیب نہیں ہوتی تو اُنہیں اُن کے بیٹوں کی لاشیں ہی دِکھادی جائیں......اس کے چند دن بعد ہی عبد الصبور شہید کی لاش پشاور سے ملی۔ شہید کے جسد خاکی کی حالت سے صاف عیاں تھا کہ اُنہیں بدترین تعذیب و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ شہید کے دو بھائی اس مقدمے میں زندہ بچ جانے والے باقی ۷ افراد سمیت پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی حراست میں ہیں۔

☆☆☆☆☆

29 دسمبر: صوبہ ہلمند .... ضلع نادعلی .... بارودی سرنگ دھماکہ .... مقامی جنگ جوؤں کی رینجر گاڑی تباہ ہوگئی .... 11 جنگ جو موقع پر ہلاک

فراری مذاکرات اور طالبان کی راہِ جہاد میں استقامت

خباب اسماعیل

امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے کہا ہے کہ ''طالبان امریکہ کے دشمن نہیں ہیں، ان سے معاہدے اور مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ طالبان تب خطرہ ہیں جب وہ القاعدہ کو امریکہ پر حملہ کرنے دیں۔ صدر راوباما نے طالبان کو امریکہ کا دشمن کبھی قرار نہیں دیا، نہ ان کا خاتمہ ہمارا مطمح نظر ہے''۔

امریکی تکبر وغرور کی ایک وہ تصویر تھی کہ جب اکتوبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ افغانستان پر چڑھائی کر رہا تھا......اور امریکی بے چارگی و بے بسی کی یہ نئی تصویر ہے جب امریکہ کو افغانستان کے بر فیلے کوہساروں میں جان کے لالے پڑے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ کی ایک صفت 'علی کل شیء قدیر' ہونا بھی ہے......اور بے شک اُس قادر و مطلق ذات نے اپنی خاص رحمتوں کے ذریعے اپنے کمزور بندوں کے ہاتھوں یہ کرامت دنیا کو دکھائی ہے کہ متحدہ کفر کے لشکروں کا سردار اپنی تمام تر قوت کا بے محابا اور وحشیانہ استعمال کرنے کے باوجود آج بوریا نشینوں سے جان کی امان کے لیے عرضیاں پیش کر رہا ہے......

آج امریکہ ۱۰ سال تک افغانستان کے پہاڑوں، صحراؤں، بستیوں اور وادیوں تک لاکھوں ٹن بارود برسانے کے باوجود ایمان کی طاقت کے ہاتھوں زیر ہو چکا ہے اور ممیاتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ''ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں''۔ حق کی کرشماتی قوت کا مقابلہ کرنے سے عاجز......آج حق کے پرستاروں کے آگے جان خلاصی کی درخواستیں پیش کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو افغانستان میں تعینات اتحادی فورسز کا امریکی سربراہ جنرل جان ایلین اعلان کرتا ہے کہ ''اب نیٹو افواج طالبان کے ساتھ مزید نہیں لڑ سکتیں'' جب کہ دوسری جانب نومبر ۲۰۱۲ء میں امریکی انتخابات کا شور و غل شروع ہونے کو ہے......جس میں ''افغانستان کا بھوت'' اوباما کے اور اُس کی پارٹی کے لیے سوہانِ روح بن چکا ہے۔

اسی لیے اوباما انتظامیہ کی ''اعلیٰ'' قیادت یعنی نائب صدر جو بائیڈن مذاکرات کے لیے طالبان کی منتیں کر رہا ہے۔ اگرچہ پچھلے تین چار سال سے صلیبی قوتیں مذاکرات کی میز سجانے کے لیے بھرپور تگ و دو میں مصروف ہیں......اسی لیے آئے روز اس حوالے سے نت نئی خبریں اور ''انکشافات'' ذرائع ابلاغ کے ذریعے سامنے آتے ہیں کبھی استنبول میں مذاکراتی ادوار کی بات ہوتی ہے اور کبھی مالدیپ میں یہ خواب دیکھے جاتے ہیں......کبھی ملا عبدالوکیل اور ملا ضعیف کی شکل میں طالبان کی ''ہائی کمان'' کو سامنے لایا جاتا ہے اور کبھی کوئٹہ کے ملا منصور کے ہاتھوں لٹیا ڈبو کر اپنے سر میں آپ ہی خاک ڈالی جاتی ہے......لیکن امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت میں طالبان مجاہدین نے ہمیشہ سے ایک ہی موقف کو اختیار کیے رکھا ہے کہ مذاکرات صرف اُسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب صلیبی افواج مکمل طور پر افغانستان سے نکل جائیں اور اپنی قید میں موجود مجاہدین کو رہا کریں۔

موجودہ صورت حال میں بھی امارت اسلامی افغانستان اپنے موقف پر پوری طرح قائم ہے......کفریہ طاقتوں کے زیر اثر کام کرنے والا میڈیا ہمہ وقت اس تاک میں رہتا ہے کہ دنیا کے سامنے ایسا منظر پیش کیا جائے کہ طالبان قیادت جہاد سے دست بردار ہونے اور امن مذاکرات کے ذریعے امریکی خواہشات کی تابع داری کرنے کو تیار ہے۔

امارت اسلامی افغانستان کے ذمہ داران ہر موقع پر ایسے بے سروپا تجزیوں کو مسترد کرتی رہی ہے جن کے ذریعے یہ تاثر عام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مجاہدین جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور صلیبیوں سے مذاکرات کی میز پر ''کچھ لو اور کچھ دو'' کی پالیسی کے تحت معاہدے کرنا چاہتے ہیں۔

۱۲ جنوری ۲۰۱۲ء کو امارت اسلامی افغانستان کے ترجمان نے واضح الفاظ میں ایسے مذموم پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہوئے کہا:

> ''جیسا کہ افغانستان کے مسلمان اور مجاہد عوام کو اس بات کا علم ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان اپنے عوام کے مطالبات کے عین مطابق، گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی خاطر مصروفِ جہاد ہے، اور اسی ہدف کو حاصل کرنے، افغانستان میں امن اور ثبات کی خاطر حال ہی میں سیاسی کوششوں میں بھی اضافہ کیا ہے لیکن یہ افہام اور تفہیم جہاد سے دست برداری کا معنی نہیں رکھتی اور نہ ہی یہ معنی رکھتی ہے کہ مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے آئین کو تسلیم کر لیا ہے۔ بلکہ امارت اسلامیہ جہاد اور عسکری موجودگی کے ساتھ ساتھ سیاسی کوششوں کو بھی بروئے کار لائے گی''۔

اسی طرح ۳ جنوری کو امارت اسلامی کے ترجمان نے ذرائع ابلاغ کو متنبہ کرتے ہوئے کہا:

> ''بعض ذرائع ابلاغ اور مغربی عہدے دار مذاکرات کے متعلق مختلف النوع تشویشناک خبریں نشر کر رہے ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں

29 دسمبر: صوبہ کاپیسا......................ضلع تگاب......................بم دھماکہ......................3 فرانچ فوجی ہلاک......................2 زخمی

اورامارت اسلامیہ افغانستان ان کی پر زور تردید کرتی ہے''۔

طالبان مجاہدین کی طرف سے اس شرانگیز پروپیگنڈے کا پرزور ابطال صرف بیانات تک محدود نہیں بلکہ عملی میدان میں بھی مجاہدین نے افغانستان بھر میں صلیبیوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کو تیز تر کرتے ہوئے دجالی میڈیا کے پرفریب دعووں کی قلعی کھولی ہے۔وسط دسمبر ۲۰۱۱ء سے وسط جنوری ۲۰۱۲ء (یادرہے یہی وہ دن ہیں جب مذاکرات کے حوالے سے نت نئی خبریں اور تجزیے سامنے آرہے تھے) تک مجاہدین نے پورے افغانستان میں مختلف کارروائیوں میں صلیبیوں کو شدید ترین نقصان سے دوچار کیا ہے۔ اس عرصے کے دوران میں ۱۱۸۰ صلیبی فوجی مجاہدین کی کارروائیوں کا نشانہ بن کر ہلاک ہوئے جب کہ افغان سیکورٹی اداروں کے ۱۰۶۳ اہل کار اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اسی طرح ۲۰۸ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں اور ۲۳۲ فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔یہ نقصانات مجاہدین کی روز افزوں بڑھتی ہوئی جہادی کارروائیوں کے عکاس ہیں......

جیسا کہ سطور بالا میں بیان ہوا کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کفار کی افواج کے مکمل انخلا اور مجاہد قیدیوں کی رہائی کی شرائط پر امریکہ سے مذاکرات پر تیار ہیں اور اُن کے ترجمان ان شرائط کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔اِنہی شرائط کی آڑ لے کر صلیبی کفار نے اپنے زرخرید میڈیا کے ذریعے طالبان قیادت سے دھوکہ دہی کی کوشش کی ......جب بعض ذرائع ابلاغ نے یہ خبریں جاری کیں کہ طالبان کے چند اہم راہ نماؤں کو گوانتاناموبے سے رہا کر کے قطر کے حوالے کیا گیا ہے تاکہ مذاکرات کی راہ ہموار ہو سکے......امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری یوسف احمدی نے ۱۰ جنوری کو ان خبروں کی تردید کرتے ہوئے کہا:

''الجزیرہ ٹی وی نے ایک غیر مصدقہ رپورٹ نشر کی جس میں کہا گیا ہے کہ امارت اسلامیہ کے تین رہنما جو گوانتاناموبے میں قید ہیں، رہا ہو چکے ہیں اور ان کے بدلے میں امارت اسلامیہ نے امریکی قیدی بریگیڈال کو رہا کر دیا ہے،الجزیرہ ٹی وی نیٹ ورک نے یہ بھی کہا ہے کہ امارت اسلامیہ کے رہنماوں نے اس خبر کی تائید کر دی ہے،لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام باتیں بے بنیاد ہیں اور امارت اسلامیہ کے کسی بھی ذمہ دار نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے کیونکہ ان خبروں کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ہم ذرائع ابلاغ کے تمام اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس طرح کی خبروں کو نشر کر کے وہ اپنی شہرت کو نقصان نہ پہنچائیں اور مغربی میڈیا کے سائے تلے نہ آئے جو یہ چاہتے ہیں (اپنی رپورٹوں میں نشر کر کے یہ بتلائے) کہ باقی تمام مسائل حل ہو چکے ہیں اور اس طرح سے تشویش پھیلا کر مسلمانوں کو ان کے راہِ جہاد سے دور رکھیں۔اسی طرح امارت اسلامیہ کے دشمنوں کو بھی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ افغانستان کے مجاہد اور بہادر عوام،امارت اسلامیہ کی قیادت میں اس وقت تک اپنی مسلح جہاد کو جاری رکھیں گے جب تک تمام قابض افواج کو اس سرزمین سے بھگایا نہیں جاتا''۔

حقیقت یہی ہے کہ امریکہ اور اُس کے تمام صلیبی اتحادی افغانستان میں اپنے فوجیوں کی جانیں گنوا گنوا کر نڈھال ہو چکے ہیں اور اُن کی ہر ممکن طریقے سے یہ کوشش ہے کہ کسی بھی طرح افغانستان سے''باعزت'' واپسی کی صورت نکل آئے۔یہی وجہ ہے کہ فوجی کمانڈر طالبان سے مزید مقابلہ کرنے سے معذوری کا اظہار کرتا ہے جب کہ امریکی ذمہ داران اپنے لوچ دار بیانات سے''طالبان دوستی'' کا ڈھونگ رچاتے ہیں......لیکن طالبان مجاہدین اپنے بابرکت جہاد کے ذریعے دشمنانِ اسلام کو ان کی اصلیت یاد دلا رہے ہیں......مجاہدین پوری طرح جہاد کے راستے پر ثابت قدم ہیں،اُنہوں نے جہاد کا راستہ چھوڑا ہے اور نہ ہی اپنی کارروائیوں میں تعطل آنے دیا ہے......امریکہ کو اگر مذاکرات کی طرف آنا ہے تو اُسے بہرصورت امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی پیش کردہ شرائط پر مذاکرات کرنے ہوں گے......صرف انہی شرائط کی تکمیل پر مجاہدین مذاکرات کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

وہ دیکھو سامنے
سر جکائے شرمندہ سا
کل تک جسے ناز تھا اپنی طاقت پر
طلسماتی کرداروں پر
اک گھمنڈ تھا
اور غرور
سب کچل دیے جائیں گے
پتھر کے دور میں پہنچے گا
وہ
جو ہمیں آنکھیں دکھائے
وہ صدائیں......بھڑکیں،وہ گھن گرج اور فرعونی طرز تخاطب
مگر
آج......
بوریا نشینوں کے آگے
سر جکائے شرمندہ سا

(علی اکبر بامیانی)

30 دسمبر:صوبہ سرپل......ضلع صیاد......مجاہدین نے امریکی چینوک ہیلی کاپٹر مار گرایا......ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی عملہ سمیت ہلاک

مجاہدینِ افغانستان نے صلیبیوں کو نشئی اور پاگل کر دیا!!!

ڈاکٹر ابوبدر

جنگ میں دونوں طرف کی سپاہ تو مرتی ہی ہے لیکن آخر میں پسپا ہوتی ہوئی افواج کے کمان دان بھی، جو اپنے آپ کو اپنے جوانوں کے فولادی سینوں جیسے حصاروں میں محفوظ پاتے تھے، بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے لگتے ہیں۔ وہ دل جو فولادی حصاروں میں اطمینان پاتے تھے جب افواج پسپا ہونے لگیں تو سینوں کے پنجروں میں خوف و دہشت سے پھڑ پھڑانے لگتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ، جو امریکہ اور اس کے شیطانی اتحادی ہمارے قابض حکمرانوں اور افواج کے کندھوں پر لاد کر افغانستان کے باغوں، تاکستانوں، چمن زاروں، وادیوں، کہساروں، دیہاتوں اور شہروں میں لے گئے تھے اور وہ پتھر کے دور میں جانے کے خوف میں مبتلا، جان بچانے کے لیے مسلمانوں کا قتل عام کرنے پر رضامند ہو گئے تھے۔ وہی جنگ آج تیزی سے پسپائی کی ذلتیں سمیٹے شکست کی راہ پر پہاڑ سے لڑھکتے پتھر کی طرح مُنہ، سر، گھٹنوں اور ٹخنوں پر چوٹیں سہتی گامزن ہے۔

مائیک مُولن سے کوئی پوچھے کہ وہ طالبان جو کابل سے پسپا ہوتے ہوئے تمہارے بقول تِتّر بِتّر ہو گئے تھے آج تمہارے مُنہ اور ناک پر ایک تواتر سے گھونسے مارنے کے اہل کیونکر ہو گئے؟ باکسنگ کے بالکل آخری راؤنڈ میں ناک آؤٹ ہونے والے باکسر کی طرح تم بے جان ہوتی ٹانگوں کو سہارا دینے کے لیے کب تک رسّوں کو پکڑ کر اور ریفری کی مدد لے کر بچ سکو گے؟ تمہارے بے رحم یہودی پروموٹر نے گرم تولیے سے تمہارے پھٹے ہونٹوں، پُھولے پچکے اور خُون تھوکتے منہ کو پُونچھ کر، کچھ منرل واٹر پلا کر تمہیں پھر سے رنگ میں دُھنائی کے لیے دھکیل دیا ہے۔ جہاں اب تم ہو اور تمہاری ناک، مُنہ اور سر پر پے در پے پڑنے والے مُکّے ہیں۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے ستارے ناچ رہے ہیں۔ لڑکھڑاتی ٹانگیں تمہارے بھاری بھرکم وجود کو اُٹھانے کی ناکام کوشش میں کمان بنی جا رہی ہیں۔ اپنا بچاؤ چھوڑ تمہارا دماغ تو اب حماقت پر غور کرنے کے قابل بھی نہیں رہا جس کے زُعم میں تم رنگ میں اُترے تھے۔ تمہارے سُوجے پھٹے مُنہ، ٹوٹی ٹیڑھی ناک، لڑکھڑاتی کمان بنی ٹانگوں اور ڈولتے جسم کو دیکھتے تماشائیوں سے تمہارا عبرتناک انجام پوشیدہ نہیں رہا۔ وہ بھرپور انداز میں تالیاں بجا بجا کر تمہاری شکست کے منتظر ہیں اور تمہارے مُنہ، ناک اور سر پر پڑنے والی ہر ضرب اُن کے جذبوں میں مسرتوں کا طوفان برپا کر دیتی ہے۔

برطانوی اخبار ٹائمز آن لائن اور ڈیلی میل کے مطابق مرجاہ اور قندھار میں طالبان کی عسکری برتری اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہی ہے۔ تابوتوں کے تحفے وصول کرتی امریکی قوم کے اعصاب صاف ٹوٹتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ خودکشی، پاگل پن اور نفسیاتی امراض کا شکار مسلسل مار کھاتی صلیبی افواج کو کسی بھی محاذ پر بھیجنے کا مطلب موت کے مُنہ میں دھکیلنا ہے۔ فوجی رسد میں ڈرگز نشہ آور کا ۷۶ فیصد اضافہ بتاتا ہے کہ ہر چھٹا امریکی فوجی نفسیاتی مریض ہے۔ صلیبی افواج میں مکمل پاگل ہونے والوں کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ۲۰۰۹ء میں بقول جنرل کرسٹوفرل بریک ۱۶۰ امریکی فوجیوں نے افغانستان میں خودکشی کی ہے۔ نفسیاتی امراض کے شعبہ کے سربراہ بریگیڈیئر جنرل لوری سٹن نے امریکی کانگریس کو بتایا ہے کہ افغان محاذِ جنگ پر ۱۹ فیصد فوجی افیون کا نشہ کرتے ہیں جب کہ ۱۲ فیصد باقاعدہ مریض بن چکے ہیں۔ ہیلری کلنٹن نے سینٹ کی خارجہ امور کی کمیٹی کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ امریکی کمانڈر اپنی افواج کو رسد پہنچانے کے لیے بھتہ دینے پر مجبور ہیں۔ دوسری طرف طالبان نے تمام صلیبی افواج، ان کے مزدور سپاہیوں، کرزئی حکومت اور اس کے کاسہ لیسوں، بیرونی و اندرونی جاسوسوں، سفارتکاروں، اراکین پارلیمنٹ، سرکاری اور پرائیویٹ خفیہ جاسوس تنظیموں، ایجنسیوں، قابض فوجیوں کو سپلائی فراہم کرنے والے اداروں اور ٹھیکیداروں کے خلاف نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ کورنگل جو کہ صوبہ کنڑ کی ایک وادی ہے، کو امریکی افواج نے موت کی وادی (Valley of death) کا نام دے رکھا ہے۔ اس وادی سے امریکی افواج اتنی بدحواسی میں پسپا ہوئیں کہ اُنہیں اپنا اسلحہ، سامان جنگ اور گولہ بارود اُٹھانے کی بھی مہلت نہیں مل سکی۔ امریکی معیشت کا پتلا حال کسی سے ڈھکا چُھپا نہیں ہے۔ امریکہ کے ۴۵ ہزار ادارے دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ اس کی چونتیس ریاستیں بے روزگاری کے عفریت کے پنجوں میں جکڑی، سسکتی امریکی سالمیت کی خستہ عمارت کا گرتا ستون ہیں۔ وہ دن دُور نہیں جب پسپا ہوتی ہوئی امریکی افواج اور اس کے کماندار اور کاسہ لیس بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے لگیں گے۔ بقول ڈیوڈ پیٹر یاس ''افغانستان میں آنے والے دن انتہائی سخت ہوں گے''۔ صاف لگ رہا ہے کہ امریکی کمان داروں کے دل سینوں کے پنجروں میں تاریخ کی مہلک ترین پسپائی کی دہشت سے پھڑ پھڑانے لگے ہیں۔

☆☆☆☆☆

30 دسمبر: صوبہ کنڑ.........ضلع غازی آباد.........مجاہدین کا امریکی و افغان فوجوں کے مشترکہ کاررواں پر حملہ.........7 رینجر گاڑیاں تباہ 14 امریکی اور افغان فوجی ہلاک اور زخمی

طالبان کی ابتدائی کہانی......ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی زبانی

میں نے ایک چھوٹا سا مدرسہ بنایا جس میں میرے ساتھ پندرہ بیس طلبہ تھے۔ میں بھی اس مدرسہ میں پڑھ رہا تھا، ایک دن پڑھائی میں مصروف تھا کہ میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔ میں نے اپنی کتاب بند کردی اس سے پہلے ایسا خیال میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ میں اٹھا اور ایک ساتھی کو ساتھ لیا۔ یہ آیت کہ **لا یکلف الله نفسا الا وسعها** اس وقت میرے لیے کافی نہیں تھی۔ جیسے ہی مجھے یہ خیال آیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے نہ کوئی اسلحہ، نہ کوئی فوج اور نہ مال و دولت تو کیا اس وقت میں اپنے نفس کو غیر مکلّف سمجھتا؟ لیکن میں نے محض توکل کیا اور اللہ سے سچا وعدہ کیا کہ میں ضرور یہ کام کروں گا۔ وہاں میں نے ایک آدمی جس کا نام سرور تھا اور جس کا تعلق قندھار کے علاقے تالقان سے تھا' سے موٹر سائیکل ادھار لیا اور اپنے ساتھی کو ساتھ بٹھا کر زنگاوات گیا۔ زنگاوات سے آگے تالقات تک ہم پیدل چلتے رہے، راستہ میں خاردار جھاڑیاں اور کانٹے دار شاخوں کی وجہ سے چلنے میں بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے راستے میں ساتھی کو کہا کہ یہ رات یاد رکھنا، اس کا اجر ضرور ملے گا۔ صبح ہم نے اپنا کام شروع کیا، ایک مسجد میں گئے وہاں پر سات طلبہ سبق پڑھ رہے تھے ہم نے ان کو دائرے کی شکل میں بٹھایا اور ان سے بات شروع کی کہ اللہ کا دین خفیہ طریقے سے چل رہا ہے اور فسق و غارت گری سڑکوں پر شروع ہے۔ کسی آدمی کو پیسے کے لیے گاڑی سے اتار کر گولی ماردی جاتی ہے اور ڈر و خوف کی وجہ سے کوئی اس آدمی کو دفناتا تک نہیں۔ ہمارے یہاں سبق پڑھنے سے یہ مسائل حل ہونے والے نہیں اور زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی یہ پڑھائی رہ جائے گی۔ مجھے کسی نے ایک روپیہ تک دینے کا وعدہ نہیں کیا، گاؤں والوں کی مرضی ہوتی کہ وہ ہمیں روٹی دیتے یا نہ دیتے۔ میرے پاس محض توکل کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس کام کو ہفتہ، مہینے یا سال نہیں زندگی کے آخری لمحے تک کرنا ہے اور تسلی بھی دی کہ دیکھو فاسق و فاجر لوگ اللہ کی دشمنی میں دن رات محاذوں پر بیٹھے ہیں اور انہیں کسی چیز کی پروا نہیں۔ کیا ہم اتنے ہی کمزور اور بزدل ہیں کہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے دین کے پیروکار ہیں اور پھر ان کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتے۔

وَلاَ تَهِنُوا فِيْ ابْتِغَاء الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ (النساء: ۱۰۴)

''اور کفار کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو تو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں''۔

سات طالبان میں سے کسی نے مجھے حوصلہ افزا جواب نہیں دیا اور وہ نہ ہی فوراً کام کے لیے تیار ہوجائے۔ اللہ شاہد ہے سب نے کہا اگر جمعرات والے دن ہم فارغ ہوئے تو کوشش کریں گے تو کیا میں ان سات طلبہ کو مقیس علیہ بنا کر باقی سب کو ان پر قیاس کرتا اور مایوس ہوکر واپس لوٹ جاتا اور اپنی پڑھائی شروع کردیتا۔ لیکن میں نے اپنے آپ کو اس کا مکلّف بنایا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے کے لیے دوسری مسجد گیا۔ اس مسجد میں بھی پانچ چھ طالب تھے میں نے ان کو بھی وہی دعوت دی جو پہلے والے طلبہ کا دی تھی تو وہ سب تیار ہوگئے اور انہوں نے مکمل تعاون کا وعدہ کیا اور اسی وقت کام کے لیے تیار ہوگئے۔ یہ بھی اسی امت کے لوگ تھے جس امت کے باقی سب ہیں، کیا یہ مرد تھے اور باقی سب عورتیں تھیں یا یہ بڑے تھے اور باقی چھوٹے یا یہ کسی اور نسل کے لوگ تھے اور باقی کسی اور نسل کے؟ نہیں ان میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل محض کا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح سے لے کر شام تک ۵۵ طالبان تیار ہوگئے تو میں نے ان کو کہا کہ تم صبح آجاں لیکن یہ سب اللہ پر توکل کرنے والے اسی رات ایک بجے سنگسار پہنچ گئے۔ صبح کی نماز میں جب امام نے سلام پھیرا تو ایک آدمی نے امام صاحب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ہمارے اس علاقہ سنگسار میں بہت سے فرشتے آئے اور ان کے ہاتھ بہت ہی نرم و نازک تھے، میں نے ان کو کہا کہ اپنا ہاتھ تبرکاً میرے سر پر پھیر دو (جب امیر المومنین یہ واقعہ سنا رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، حضرت مولانا احسان شہیدؒ نے نعرہ تکبیر بلند کیا، اس کے بعد امیر المومنین نے اپنی گفت گو دوبارہ شروع کی)۔

یہی شب و روز تھے جن میں تحریک کی ابتدا ہوئی۔ جب دن کے دس بج گئے تو ہم نے حاجی بشر سے دو گاڑیاں لیں اور ہم سب ان میں بیٹھ کر کرکشکی (قندھار کے ایک علاقے کا نام) کو چلے گئے آہستہ آہستہ لوگ وہاں جمع ہوگئے اور اسلحہ بھی کافی مقدار میں جمع ہوگیا اور کام شروع کردیا گیا۔ اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریک کی ابتدا تھی اور یہاں تک پہنچنا محض توکل کا ثمرہ تھا۔ میں تمام علمائے کرام سے یہی چاہتا ہوں کہ مجھے اس آیت **لایکلف الله نفسا الا وسعها** کا مصداق بتائیں۔ میں علمائے کرام سے وہ عذر قبول کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہو، اس کے علاوہ کوئی عذر قبول نہیں کرتا۔ میں نے یہاں تک بات پہنچا دی اور یاد رکھو! علمائے کرام کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہوسکتا اور اگر علمائے کرام نے غفلت سے کام لیا تو یہ کام ضرور خراب ہوجائے گا کیونکہ طالب علم کا کام محاذِ جنگ پر رہنا اور دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ قانون نافذ کرنا صرف علمائے کرام کا کام ہے، اگر یہ کام خراب ہوگیا

31 دسمبر: صوبہ کابل..........ضلع سروبی..........افغان نیشنل آرمی کے قافلے پر مجاہدین کا حملہ 2 رینجر گاڑیاں اور ایک ٹینک تباہ..........10 فوجی اہل کار ہلاک

تو قیامت کے دن میں تمہارا گریبان پکڑوں گا اور ذمہ دار علمائے کرام ہوں گے۔

یہ خطاب امیر المومنین نے علمائے کرام کے ایک مجمع میں کیا اور تحریک اسلامی طالبان کی اصل بنیاد اپنی زبانی بیان کی۔ جس تحریک کی روشنی تمام عالم اسلام اور عالم کفر نے دیکھ لی اور یہ تحریک تمام کفر کے لیے ایک چیلنج بن گئی۔ قتل وغارت، ڈاکہ زنی، راہ زنی، لواطت، زنا کاری سمیت تمام مفسدات کا قلع قمع ہو گیا۔ حق داروں کو حق ملنے لگا، چمن بارڈر سے لے کر دریائے آمو تک پورے ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو گیا اور امارت اسلامی وجود میں آ گئی۔ افغانستان کے ہر صوبے اور ہر ضلع میں قصاص وحدود کا نفاذ پھیلتا گیا اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مردِ مجاہد امیر کا تحفہ مل گیا، جس کا نام ملا محمد عمر مجاہد ہے۔ اب مرد ہو کہ عورت، بچہ ہو یا جوان سب کے چہروں پر اطمینان اور خوشی ظاہر ہونے لگی۔ جب طالبان کسی علاقے کو فتح کرتے تو لوگ ان کے استقبال کے لیے سڑکوں پر نکل آتے اور خوشی سے سفید جھنڈے لہراتے اور گاڑیوں پر پانی چھڑکتے۔ یہ تحریک سمندر کی موجوں کی طرح افغانستان کے کونے کونے تک پھیل گئی۔ اس میں رہنے والے ایمان والوں کے جذبوں کی حرارت وائٹ ہاؤس تک پہنچ گئی اور امریکہ کے ایوانوں کو جلانے لگی۔ افغانستان ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ایک مضبوط قلعہ بن گیا۔ تقریباً ۴۴ ممالک کے مسلمان ہجرت کر کے امارت اسلامی میں آ بسے اور اپنے گھر بار کو خیر آباد کہہ کر امارت اسلامی پر اپنی جان و مال اور اپنی ہر چیز قربان کر دی۔ کیوبا جیل میں مقید ایک قیدی جس کا تعلق کویت سے تھا اور جو افغانستان سے گرفتار ہوا تھا...... ایک دن امریکی جنرل ایک بڑی خوب صورت گاڑی میں جیل کے دورے پر آیا تو تمام قیدی اس کی گاڑی دیکھ کر حیران ہوئے تو اس کویتی مجاہد نے بتایا کہ ہمارے گھر کے نوکر جس گاڑی پر گھر کا سودا لاتے ہیں وہ گاڑی بھی بالکل ایسی ہے جیسی اس جنرل کی ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جن کے نوکروں کی اتنی مہنگی گاڑیاں ہوں ان کے اپنے استعمال کی کسی گاڑیاں ہوں گی۔ لیکن یہ لوگ ایسی پر آسائش زندگی کو قربان کر کے اللہ کے دین کے لیے وقف ہو گئے اور اپنے اجداد کی تاریخ پھر زندہ کر دی۔ افغانستان کے پہاڑوں اور صحراؤں میں ان کے اعضا بکھر گئے اور ان کے خون کی خوشبو سے افغانستان کے خشک صحرا اور دشت معطر ہوئے۔ افغانستان میں طالبان کی مقبولیت اتنی زیادہ ہو گئی کہ ہر گھر کی یہ خواہش ہوتی کہ ان کے گھر سے ایک دو طالب علم ہوں جو دین کی تعلیم حاصل کریں۔ جب چار سال بعد مدارس کا جائزہ لیا گیا تو ایک لاکھ سے زائد طلبہ مدارس میں پڑھ رہے تھے، ہزاروں کی تعداد میں مدرسے بنائے گئے، ہر ضلع میں ایک مدرسہ بنایا گیا جس میں چار سو سے زیادہ طلبہ پڑھتے اور ہر گاؤں میں بھی ایک چھوٹا مدرسہ بنایا گیا۔ (جاری ہے)

(ماخوذ از لشکر دجال کی راہ میں رکاوٹ)

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد فی سبیل اللہ اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں

یہی وہ بابرکت و معزز حضرات ہیں جن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت مبارکہ ہم مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں آفات وبلیات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کے بغیر دنیا مثلِ طفل یتیم ہے جس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھا جاتا ہے۔ تاریخ کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ بات طشت از بام ہو جاتی ہے کہ علم و جہاد ہمیشہ اکٹھے رہے۔ سرزمین ہندوستان پر جب تحریک جہاد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی قیادت میں چلی تو اس لشکر جہاد کی مجلس شوریٰ کے اندر یہ بات بھی زیر بحث لائی گئی کہ ہم جنگی سامان سے خالی و تہی دست ہیں اور کفار جنگی سامان سے لیس ہیں۔ اس موقع پر مولانا قاسم نانوتویؒ نے جو خوب صورت بات کی وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے، فرمایا: ''کیا ہم بدر والوں سے بھی زیادہ بے سروسامان ہیں''۔ یہی علم و عمل کا بحر بے کراں جو زہد و تقویٰ کا بے تاج بادشاہ تھا...... جب انہیں کہا گیا کہ حضرت عمل جہاد کی وجہ سے آپ کے مدرسہ کو خطرہ ہے تو فرمایا کہ میں جہاد نہیں چھوڑوں گا چاہے دارالعلوم دیوبند گرا دیا جائے۔ پھر زمین وآسمان نے وہ مبارک منظر دیکھا کہ یہاں سے وہ علمی فیض پھیلا جس سے دنیا واقف ہے۔ جس طرح ماضی بعید وقریب میں جہاد فی سبیل اللہ علماء کی اہم ذمہ داری تھی، اسی طرح آج بھی جہاد سے متعلق علما کی کئی ذمہ داریاں ہیں۔ مثلاً بنفس نفیس مثلِ اسلاف جہاد میں شرکت کرنا، فرضیت جہاد، الولاء والبراء کے عقیدے کی تشریح و توضیح کرنا، تمام باطل نظاموں کا ابطال کرتے ہوئے شریعت کے غلبے کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ بیان کرنا، شریعت کی برکات وثمرات سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور بے سروسامان مجاہدین کی قیادت ورہنمائی کرنا، جس طرح بانی دارالعلوم دیوبند نے کی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح جہاد کی تربیت حاصل کرتے ہوئے پانی کے اندر ہی تشنگانِ علم کو سیراب کرنا۔

مسلمانو! ہم غافل ہو گئے، غفلت و کاہلی کی لمبی چادر تان کر ہم سو گئے۔ تاریخ دیکھو! بخارا و ثمرقند کے وہ علاقے جو ماوراء النہر کے علاقے کہلاتے ہیں جس قدر علم آج مسلمانوں کے پاس ہے اس کا اکثر حصہ انہی علاقوں سے آیا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ، صاحب ھدایہ برھان الدینؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوحفص صغیرؒ، امام ابوحفص کبیرؒ، یہ آخری دو ایسی شخصیات ہیں جن کے سامنے امام بخاریؒ دوزانو بیٹھا کرتے تھے، منطق وفلسفہ کے مشہور مصنفین اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ یہیں سے پیدا ہوئے۔ تزکیہ واحسان کا پورا سلسلہ انہی علاقوں سے چلا اور فقہ کی مشہور کتاب نوادر اور تصوف کی مشہور کتاب تنبیہ الغافلین لکھنے والے علامہ ابواللیث ثمرقندیؒ انہیں علاقوں سے تھے، شرح عقائد کے مصنف یہیں کے تھے، وہاں ایک ایک مدرسہ میں تیس تیس ہزار طلبہ علم دین حاصل کر رہے تھے، وہاں کے مسلمانوں نے جہاد کے مبارک عمل کو چھوڑا جب کہ ان علاقوں کے فاتحین صحابہؓ تھے تو پھر اعلان ہو رہا تھا کہ سب لوگ بخارا کے سب سے بڑے چوک میں جمع ہو جائیں۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! ہم نے تمہارے خدا کو بخارا سے نکال دیا! مسلمانو! سنبھل جاؤ کہیں ترک جہاد کی بنا پر ہمارا واہی حشر نہ ہو جو ثمرقند و بخارا اور اندلس کا ہوا، اپنی شان کو پہچانو اور ذمہ داری سنبھالو!

☆☆☆☆☆

31 دسمبر: صوبہ ہلمند............ضلع گرمسیر............مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا............ہیلی کاپٹر میں سوار 35 فوجی اہل کار جہنم واصل

امارت اسلامی افغانستان کی طرف سے مجاہدین کے لیے شرعی ضوابط

نوٹ: ولسوالی سے مراد قصبہ یا تھانہ اور ولسوال اس کا امارت کی طرف سے مقرر کیا گیا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جب کہ ولایت سے مراد صوبہ ہے اور والی اس کا امارت کی طرف سے ذمہ دار ہوتا ہے۔

حصہ ہشتم

تعلیم اور تربیت کے بارے میں

۵۹۔تعلیم اور تربیت کے متعلق اسلامی امارت کی تشکیلات میں تعلیمی کمیشن کے پروگرام طے کردہ اصولوں کے مطابق چلتے رہیں گے۔ولایت اور ولسوالی کے مسئولین تعلیمی سرگرمیوں کو آگے لے جانے کے لیے مذکورہ کمیشن کے طریقہ کار کے مطابق عمل کریں۔

حصہ نہم

موسئہ اور کمپنی کے کنٹرول اور نظم کے بارے میں

۶۰۔ولایتی مسئولین ،مؤسسات(کمپنیوں) کے کاموں مؤسسات (کمپنی) کے کنٹرول اور تنظیم ،کمیشن کی ہدایت سے کام کریں۔البتہ کمیشن متعلقہ ولایت کے مسئول کے مشورہ کا پابند ہے۔نظم کی موافق نہ ہونے کی صورت میں امام سے ہدایت طلب کی ہے۔ولایت، ولسوالی اور گروپ کے مسئولین او رمذکورہ کمیشن کے ولایتی نمائندہ مؤسسات اور کمپنیوں کے حوالے سے قضیئے میں خود فیصلہ نہیں کرسکتا۔

حصہ دھم

صحت کے بارے میں

۶۱۔اسلامی امارت کا صحت کا کمیشن اپنے متعلقہ معاملات کی تنظیم کے لیے اپنے طریقہ کار رکھتا ہے۔مجاہدین کا علاج اسی طریقہ پر ہوتا ہے،صحت کے حوالے سے ولایتی نمائندہ مکلّف ہے کہ اصول کی رعایت اور متعلقہ کاموں میں مذکورہ کمیشن کی ہدایات پرعمل کریں۔

گیارھواں حصہ

علاقائی موضوعات

۶۲۔اگر علاقہ کے رہنے والوں نے اپنی حق تلفی یا جھگڑوں کے حل کے لیے مجاہدین کو درخواست دی تو ہر گروپ کا سربراہ یہ حق نہیں رکھتا کہ ان معاملات میں مداخلت کرے۔ البتہ صرف ولایت کا مسئول یا ولسوالی کا سربراہ یا اس کا معاون کرسکتا ہے کہ درخواست پر غور کریں اور متعلقہ کاموں کے ذریعے کسی ثالث کے توسط سے قضیئے کو صلح کے ساتھ اس طرح حل کریں کہ شریعت مقدسہ کے ساتھ تضاد نہ ہو۔اگر صلح یا جرگہ ممکن نہ ہو تو پھر محکمہ (شرعی عدالت) کی موجودگی کی صورت میں محکمہ سے کو رجوع کریں۔اگر محکمہ نہ ہو تو پھر جید علمائے کرام کی رائے کے موافق حل کریں۔

۶۳۔اسلامی امارت کے سقوط سے قبل کے وقت جو معاملات اور جو دعوے صحیح طریقہ پر حل ہوئے ہیں اس وقت ان معاملات کو دوبارہ اٹھانا اور لڑانا منع ہے اگر چہ ایک طرف کے لیے بھی قابل قبول نہ ہو۔کیوں کہ موجودہ حالات کی نسبت اُس وقت عدل وانصاف کے امکانات زیادہ تھے۔

۶۴۔عام لوگوں کے دعووں میں مسئولین یا افراد مداخلت نہ کریں اور مجاہدین نہ کسی کی طرف داری کریں اور نہ قاضی کے اور نہ محکمہ تک سفارشی کے طور پر جائیں۔

۶۵۔ولایت، ولسوالی اور گروپ کے مسئولین اور سارے مجاہدین اپنی ساری طاقت کے ساتھ عام لوگوں کی جان، ان کی موٹر اور شخصی اموال کے ساتھ احتیاط کریں۔بے احتیاطی کرنے کی صورت میں ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق ذمہ دار ہے اور جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔

۶۶۔اگر کوئی مسئول یا عام آدمی، مجاہد کے نام پر عام لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کے اوپر کا مسئول مکلّف ہے کہ اس مسئول یا فرد کی اصلاح کرے۔اگر اصلاح نہ ہو تو پھر ولایتی مسئول کی طرف سے وہ امام کے سامنے مسئلہ لے کر جائے۔امام اپنی صوابدید کے ساتھ سزا دیں اور اگر ضروری ہو تو مجاہدین کی صف سے نکال دیں۔

بارھواں حصہ

ممنوعات کے بیان میں

۶۷۔جس طرح اسلحہ کے جمع کرنے کا کام تحریک کی ابتدا سے اب تک جاری تھا یہی طریقہ کار مناسب ہے اس کے بعد کسی سے بیت المال کے نام پر بزور اسلحہ نہیں لیا جائے گا۔

۶۸۔مجاہدین کو چاہیے کہ سابقہ حکم کے مطابق سگریٹ پینے سے سختی سے اجتناب کریں۔

۶۹۔بے ریش (ایسے افراد جن کی کم عمری کے باعث داڑھی نہ نکلی ہو) مجاہدین کے رہنے کی جگہوں اور نظامی مراکز میں اپنے ساتھ رکھنا سخت منع ہے۔

۷۰۔شریعت کی روشنی میں انسان کا مثلہ کرنا(یعنی ناک، کان، ہونٹ وغیرہ کاٹنا) سخت منع ہے۔مجاہدین ایسے کاموں سے سختی سے اجتناب کریں۔

۷۱۔اسلامی امارت کے مجاہدین کسی سے بزور زکوۃ،عشر اور چندہ نہ لیں اگر کوئی چیز ان میں سے ملے تو اپنے شرعی مصارف میں خرچ کردیں۔

31 دسمبر: صوبہ ہرات............ضلع شیڈنڈ............مجاہدین کا پولیس چیک پوسٹ پر حملہ............8 پولیس اہلکار ہلاک

۷۲۔مجاہدین لوگوں کے گھروں کی تلاشی نہ لیں۔اگر سخت ضرورت ہوتو ولسوالی کے مسئول کی اجازت سے لیں اور تلاش کے لیے گاؤں کی مسجد کے امام، گاؤں کے دو عدد بزرگ اور عمر رسیدہ آدمی اپنے ساتھ لے کر جائیں۔

۷۳۔پیسوں کے لیے لوگوں کو یرغمال بنانا ہر کسی کے نام پر ممنوع ہے اور متعلقہ علاقہ کے مسئولین اس کا سختی سے سد باب کریں۔اگر اسلام کے نام سے کوئی غلط فائدہ اٹھا کر کے ایسا کوئی کام کرے تو ولایت کے مسئولین ان مجرموں کو امام کی ہدایت کے مطابق غیر مسلح کریں اور سخت سزا دیں۔

تیرھواں حصہ

نصیحتیں

۷۴۔ہر گروپ کے ذمہ دار کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کی جہادی، دینی اور اخلاقی تعلیم کے لیے مختلف اوقات متعین کریں۔جنگ اور اضطراری حالت کے علاوہ تعلیم کو ترک نہ کریں۔

۷۵۔اگر خطرہ نہ ہوتو مجاہدین مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور اگر مسجد تک جانا مشکل ہوتو پھر اپنے ٹھکانوں میں باجماعت نماز ادا کریں۔تلاوت اور ذکر واذکار کا خاص خیال رکھیں کیونکہ تلاوت اور ذکر سے دلوں کو اطمینان اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

۷۶۔مجاہدین اپنی صلاحیتوں کو نظامی کاموں کی جانب مرکوز رکھیں۔علاقائی اور عوامی مسائل سے اپنے آپ کو بچائیں کیونکہ یہ ایک مصروفیت بھی ہے۔دوسری طرف مجاہدین کے درمیان اور لوگوں کے درمیان بدنیتی کا سبب بنتی ہے البتہ اگر ضروری مسئلہ ہوتو شق نمبر ۶۲ پر عمل کریں۔

۷۷۔اسلامی امارت کے تمام مجاہدین کوشش کریں کہ مخالف دشمن کے ایسے لوگ جو دھوکے اور فریب کی وجہ سے ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، ان کو اسلحہ رکھنے اور تسلیم ہونے کی طرف مائل کریں۔انہیں ترغیب دیں اس سے ایک تو دشمن کی صف کمزور ہوتی ہے دوسری طرف داخلی لوگوں کی طرف سے مشکلات بھی کم ہو جاتی ہیں اور بعض مقامات میں مجاہدین کو اسلحہ بھی ہاتھ آتا ہے۔

۷۸۔مجاہدین مکلّف ہیں کہ عامۃ المسلمین کے ساتھ اسلامی اخلاق اور اچھا رویہ اختیار کریں۔عام مسلمانوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیں اور ایک مجاہد کی صفت سے اسلامی امارت کی اس طرح ترجمانی کریں کہ سارے ملک کے لوگ انہیں خوش آمدید کہیں اور پھر مجاہدین کے ساتھ مدد کا ہاتھ بڑھائیں۔

۷۹۔مجاہدین ہر قسم کی قومی ولسانی اور علاقائی تعصب سے اپنے آپ کو اہتمام کے ساتھ بچائیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبية اويدعو لعصبية اوينصر عصبية قتله جاهلية (جزاً الحديث مشكوة ۳۱۹)** ''جو کوئی نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑتا ہے (یعنی جس کا اچھا یا برا معلوم نہ ہوا اور وہ بلا سوچے سمجھے اس کے ساتھ ہو) اور جو کوئی قومی تعصب کی وجہ سے غصہ ہو (اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے نہیں) اور قومیت کی عصبیت کے لیے لوگوں کو دعوت دے (اللہ کے لیے نہ ہو) یا قومیت کے لیے کسی کی مدد کرے (اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہو) پھر قتل ہوا، اس کا قتل جاہلیت کی ایک قسم ہے (یعنی جیسے اسلام سے قبل مر گیا ہو)''۔

۸۰۔بالائی مسئول اپنے ماتحت مسئول سے وقتاً فوقتاً جہادی اثاثہ جات اور مالی مصارف کا محاسبہ کریں۔

۸۱۔مجاہدین شریعت کی حدود میں اپنا ظاہری وضع قطع اور لباس و پوشاک مثلاً کپڑے، سر کے بال، جوتے علاقے کے عام لوگوں کی طرح بنائیں تاکہ مجاہدین اور عام لوگوں میں کوئی فرق نہ ہو۔امنیت کے لحاظ سے اور مجاہدین بھی ہر طرف اپنی آمد و رفت جاری رکھ سکیں۔

چودھواں حصہ

شرعی ضوابط کے حق میں سفارشات

۸۲۔ان شرعی ضوابط کی مذکورہ شقوں میں تغیر و تبدل کا حق صرف اسلامی امارت کے مقام اور اسلامی امارت کی رہبر شوریٰ کو ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی شخص تبدیل کرنے یا اس کے خلاف عمل کرنے کی کوشش کرے تو پھر اس کا عذر قابل قبول نہیں۔

۸۳۔مرکزی نظامی کمیشن کا کام یہ ہے کہ وہ ولایات اور ولسوال کے مجاہدین ان شرعی ضوابط اور اسلامی امارت کے احکام کو پہنچائیں۔

۸۴۔اگر مجاہدین کے سامنے کوئی ایسا کام آجائے جس پر شرعی ضوابط کے تحت بحث نہ کی گئی ہوتو پھر ولسوالی کے مسئولین کے مشورہ سے حل کریں البتہ اگر موضوع حل نہ ہو ولایت کے مسئول سے رجوع کریں اور اگر پھر بھی حل نہ ہوتو تنظیمہ رئیس سے ہدایات طلب کریں اگر پھر بھی حل نہ ہوتو تنظیمہ رئیس، امام سے ہدایت طلب کرے۔

۸۵۔مذکورہ بالا تمام شقوں پر عمل کرنا لازم ہے اگر کوئی مخالفت کرے تو اسلامی اصولوں کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ ہوگا۔

ومن اللہ التوفیق

☆☆☆☆☆

یکم جنوری: صوبہ روزگان..........ترینکوٹ شہر..........بارودی سرنگ دھماکہ..........گاڑی تباہ..........ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس سروس آفیسر عبداللہ اور 6 پولیس اہلکار ہلاک

افغانستان......کفار کا ''مہذب'' چہرہ بے نقاب

ڈاکٹر ولی محمد

۱۹ سالہ چینی نژاد امریکی ،ڈینی چین اپنی فوجی تربیت مکمل ہونے کے ۱۳ اگست ۲۰۱۱ءکو افغانستان کے صوبے قندھار پہنچا تو اس کو اندازہ نہ تھا کہ یہاں اسے کن وحشی درندوں کے ماتحت زندگی گزارنی ہوگی ، چنانچہ ڈینی نے اگلے دو ماہ اپنے ہی سینئرز کی جانب سے بدترین نسلی تعصب ، ذہنی وجسمانی تشدد سہتے سہتے بالآخر اس حسن سلوک کی تاب نہ لاتے ہوئے ، ۳/اکتوبر ۲۰۱۱ءکو پہرے پر ڈیوٹی دیتے ہوئے اپنی بندوق سے خودکشی کر لی۔ڈینی کی خودکشی اپنی نوعیت کا کوئی منفرد واقعہ نہیں ہے بلکہ درحقیقت افغانستان پر غاصب صلیبی اقوام کی حیوانیت ودرندگی ، اوراخلاقی پستی کی انتہا کا آئینہ دار ہے، یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے واقعات اس سے پہلے اور بعد میں بھی پیش آتے رہے ہیں۔ماہ رواں میں بھی ۲۵ جنوری ۲۰۱۲ءکو نہر سراج ، ہلمند کے قریب ایک گشتی مرکز پر تعینات ایک برطانوی فوجی نے خودکشی کر لی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کی کیفیت کو قرآن میں ان الفاظ میں بیان کی ہے :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (البينه: ٦)

''جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔ یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں''۔

عہد حاضر کی صلیبی جنگ نے قرآن کی بیان کردہ اٹل حقیقت کو ایک مرتبہ پھر آشکارا کر دیا ہے کہ کفار اپنے انجام کے لحاظ سے بھی اور اپنے اخلاق واعمال کے لحاظ روئے زمین کی بدترین مخلوق ہیں۔گزشتہ دنوں منظر عام پر آنے والی امریکی فوجیوں کی ویڈیو بھی دراصل اسی حقیقت کی مظہر ہے کہ مسلمانوں کی سرزمینوں پر قابض یہ مغربی اقوام روئے ارض کا تلچھٹ ہیں۔اس ویڈیو میں امریکی فوجیوں کو طالبان شہدا کے جسود خاکی کی بے حرمتی کرتے دکھایا گیا ہے۔امارت اسلامیہ افغانستان نے اس ویڈیو پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

> پنٹاگون کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے فوجی دنیا میں سب سے اچھی تربیت حاصل کرتے ہیں اور تمام انسانی اقدار کو پہچانتے ہیں اس لیے وہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے محافظ ہیں۔لیکن کیا مُردوں کی لاشوں کو جلانا، ان پر پیشاب کرنا ، ان کی انگلیاں کاٹ کر اپنے ساتھ رکھنا، قران کریم اور دیگر مقدس کتابوں کو جلانا اور پھاڑنا، یہی تمہاری جمہوریت اور انسانی حقوق ہیں؟ کیا یہ وحشیانی اقدامات جو امریکی فوج منظّم انداز میں افغانستان میں کر رہے ہیں، تمہاری تربیت کے اثرات ہیں ؟ بغیر کسی مقدمے کے قیدیوں کو سالہا سال جیلوں میں رکھنا، ان کو برہنہ کرنا اور تعذیب کا نشانہ بنا کر قتل کرنا کیا کوئی تمدن اور ثقافت ہے؟ کیا عام لوگوں کی بستیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا، ان کے ہرے بھرے باغات کو تباہ کرنا، ترقی اور امن ہے؟ تمام افغان عوام یہ بات جانتے ہیں کہ امریکی فوجیوں نے گزشتہ دس سال کے دوران یہی مکروہ ترین اقدامات کیے ہیں۔
>
> بلاشبہ انسانوں کے مابین کچھ اقدار مشترک ہیں جو دنیا کے تمام انسانوں کی مشترکہ میراث اور اثاثہ ہے، مردوں کے اجساد کا احترام کرنا بھی انہی اقدار کا حصہ ہے جس کا سب کو احترام کرنا چاہیے، لیکن افغانستان میں قابض افواج کی جانب سے انتہائی بےشرمی کے ساتھ ان اقدار کی خلاف ورزی ایک معمول بن چکا ہے۔ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر کفار یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے افعال کا ارتکاب کر کے وہ مجاہدین کے دلوں میں خوف ڈال دیں گے، تو یہ ان کی خام خیالی اور افغانستان کی تاریخ سے بے خبری ہوگی، صلیبی افواج جتنا بھی اس قوم پر ظلم اور جارحیت کریں گی اسی شدت کے ساتھ افغانستان کے مسلمان ان کے خلاف کھڑی ہوں گے اور میدان کارزار میں تلوار کی زبان میں ان کو جواب دیں گے ، اسی لیے تو اس سرزمین کو سلطنتوں کا قبرستان کہا جاتا ہے، موجودہ کفار بھی اس انجام سے کسی صورت نہیں بچ سکتے''۔

افغانستان کی غیور قوم نے سور اور بندروں کی اولاد کو ویسے بھی جو سبق سکھایا ہے ، وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن مذکورہ بالا ویڈیو کے نشر ہونے کے بعد صلیبیوں کی اپنی کٹھ پتلی فوج میں سے ہی ایک غیور افغان فوجی عبدالمنصور نے ۱۹ جنوری کو کاپیسا میں افغان فوج کے تربیتی مرکز میں فائرنگ کر کے ۴ فرانسیسی فوجیوں کو جہنم واصل اور ۱۷ کو زخمی کر دیا۔غالب گمان یہی ہے کہ عبدالمنصور نے یہ حملہ امریکی فوجیوں کی شرمناک ویڈیو کے ردعمل میں کیا۔فرانسیسی فوج جنگی سرگرمیوں سے پہلے ہی کنارہ کش ہو چکی ہے اور اس کے ۴۰۰۰ فوجی فقط تربیتی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔۲۹ دسمبر کو بھی اسی طرح کے ایک واقعے میں ۲ فرانسیسی فوجی مردار ہوئے تھے۔۱۹ جنوری کے واقعے کے فوری بعد فرانسیسی صدر سرکوزی نے افغانستان میں اپنی فوج کے تمام آپریشن معطل کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ

فرانس اپنے اتحادیوں کے ساتھ ہے لیکن اپنے فوجیوں کا جانی نقصان برداشت نہیں کر سکتے، اگر فوجیوں پر حملے جاری رہے تو فرانس افغانستان میں اپنے تمام فوجیوں کو واپس بلا لے گا۔فرانس کا وزیر دفاع جیرالڈ لانگٹ فوری طور پر افغانستان پہنچا اور اپنے زخمی فوجیوں کی عیادت کی۔صرف چار فوجیوں کی ہلاکت پر اس نام نہاد ''سپر پاور'' کی آہ و بکا مجاہدین کے اس دعوے کا ثبوت ہے کہ افغانستان میں اتحادیوں کے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔وہ اس دلدل سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن کوئی راستہ نہیں پاتے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے فوجیوں کے مورال بری طرح زوال کا شکار ہیں اور بددلی ایک وائرس کی طرح پورے صلیبی لشکر میں پھیل چکی ہے۔اس بددلی کا علاج کرنے کے لیے اتحادی حکومتیں مختلف تدابیر اختیار کرتی رہی ہیں جس کی ایک تازہ مثال برطانوی حکومت کا سرکاری خرچ پر گویوں، اداکاروں اور کھلاڑیوں وغیرہ کو افغانستان کا دورہ کروانا ہے، تاکہ اس طرح کے دوروں کے ذریعے مایوسی کے شکار فوجیوں کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے بھی اسی مقصد کے لیے گزشتہ ماہ افغانستان کا پھیرا لگایا۔لیکن

الٹی ہوگئی سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

کے مصداق شکست خوردہ صلیبی افواج کو کہیں سے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی، بلکہ مغربی ممالک کے اپنے ہی تحقیقی اداروں کی رپورٹوں کے مطابق ہاری ہوئی اس جنگ میں شرکت کرنے والے فوجیوں میں نفسیاتی امراض تیزی سے پھیل رہے ہیں۔کنگز کالج لندن کی ایک سٹڈی رپورٹ کے مطابق افغانستان کی جنگ میں حصہ لینے والے ۲۴۰۰۰ میں سے کم و بیش ۵۰۰۰ فوجیوں کے نفسیاتی امراض میں مبتلا ہونے کا خدشہ موجود ہے۔گویا ہر پانچ میں سے ایک صلیبی فوجی نفسیاتی مریض ہو سکتا ہے۔

امریکہ اور نیٹو کے فوجیوں کی 'جرات و بہادری' اگرچہ ویسے بھی ضرب المثل ہیں ،لیکن حال ہی ذرائع ابلاغ میں موضوع بحث بننے والی ان خبروں کہ افغانستان میں اتحادی افواج 'ڈائپرز' استعمال کرتی ہیں' نے مغربی فوجوں کی 'دلیری' کی داستانوں میں ایک اور سنہری باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ان خبروں میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں تعینات اتحادی فوجی جب اپنے مراکز سے گشت یا لڑائی کے لیے نکلتے ہیں تو رفع حاجت کے لیے Adult Diapers استعمال کرتے ہیں۔کیونکہ مراکز سے باہر کھلے آسمان تلے اس سہولت سے مستفید ہونے کی صورت میں مجاہدین کے ہاتھوں جان سے جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔اخباری اطلاعات کے مطابق پاکستان کے راستے رسد کی بندش کی وجہ سے جہاں اتحادی افواج کو دیگر مشکلات درپیش ہیں وہیں 'ڈائپرز' کی قلت بھی اتحادی افواج کے آپریشنز میں رکاوٹ کا سبب بن رہی ہے۔کیونکہ اتحادی فوجی ان کے بغیر اپنے بیسز سے باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔چنانچہ امریکی حکام نے گزشتہ ماہ پاکستانی حکام سے 'ڈائپرز' کی فراہمی کے لیے رابطہ کیا۔پاکستانی تجزیہ نگار ڈاکٹر شیریں مزاری نے امریکی اور نیٹو افواج کی اس بہادری پر طنز کرتے ہوئے ایک پریس ریلیز میں مطالبہ کیا ہے کہ ''حکومت فوری طور پر نیٹو کنٹینرز میں سے ڈائپر نکال کر امریکی فوجیوں کو بھیجے، ایسا نہ ہو کہ ہمیں امریکی افواج کو ان کے بنیادی انسانی حق سے محروم کرنے پر مورد الزام ٹھہرایا جائے''۔

عیسوی سال ۲۰۱۱ء سال کے اختتام پر بھی بڑی تعداد میں بین الاقوامی اداروں اور سرکاری میڈیا کی جانب سے افغانستان کے جنگ سے متعلق گزشتہ سال کی زمینی صورتحال کے حوالے سے رپورٹیں اور اعداد و شمار نشر کیے گئے۔جن میں سے زیادہ تر نے حسب روایت افغانستان میں صلیبی فوجوں کی کامیابی کی خودساختہ رپورٹیں شائع کیں جو سفید جھوٹ ہے۔درحقیقت افغانستان پر امریکی حملے سے لے کر ۲۰۱۲ء تک ہر نئے سال میں گزشتہ سال کے مقابلے میں صلیبی کفار کے جانی و مالی نقصانات زیادہ ہوتے ہیں، لیکن جب بات نتیجہ پر پہنچتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنی کامیابی اور قیام امن کی بہتر صورتحال کا شوشہ چھوڑتے ہیں۔حالیہ گزشتہ سال میں اکثر ذرائع ابلاغ نے مجاہدین کی کامیابی اور زمینی حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اس بات کا شور مچایا کہ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۱ء میں امریکہ کے نقصانات کم ہوئے انہوں نے اس حوالے سے نیٹو ترجمان اور امریکی میڈیا کی جانب سے یک طرفہ طور پر نشر ہونے والے اعداد و شمار کو بطور دلیل پیش کیا جس کی کسی آزاد ذرائع سے تصدیق نہیں ہو سکی۔امارت اسلامیہ افغانستان نے بین الاقوامی میڈیا کے پیش کردہ اعداد و شمار کے جھوٹ کو واضح کرنے کے لیے گزشتہ سال افغانستان کے صرف ایک صوبہ میں جہادی عملیات کا مختصر جائزہ اپنی ویب سائٹ پر شائع کیا ہے جس سے قارئین با آسانی پورے ملک میں صلیبی افواج پر ہوئے حملوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

صوبہ وردگ افغانستان میں آبادی، رقبہ اور صلیبی افواج کی موجودگی کے اعتبار سے ایک درمیانہ صوبہ ہے۔یہ دارلحکومت کابل کے ساتھ متصل ہے اس میں مجاہدین کی موجودگی سے امریکہ اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت سخت خوفزدہ ہیں، اسی وجہ سے اُنہوں نے اپنی بھرپور توجہ اس صوبے پر مرکوز کر رکھی ہے۔وردگ کے طول و عرض میں مختلف مقامات پر چیک پوسٹیں اور بیس قائم کیے گئے ہیں اور مسلسل فضائی اور زمینی آپریشن جاری ہے اس کے باوجود مذکورہ صوبہ میں گذشتہ سال مجاہدین کی سرگرمیاں حوصلہ افزا، تعداد اور نتائج کے لحاظ سے خراج تحسین کے لائق تھیں۔اس صوبہ میں مجاہدین کے ذمہ داران نے امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ کو جو رپورٹ بھجوائی، اس کے مطابق گذشتہ سال اپریل (آپریشن بدر) کے آغاز سے سال کے اختتام تک مجاہدین نے جو کامیابیاں حاصل کیں، ان کی مثال پہلے نہیں ملتی۔مذکورہ مدت میں اس صوبہ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی دشمن کے ساتھ ۶۵۰ دوبدو جھڑپیں ہوئیں۔اسی طرح سیکڑوں بارودی سرنگوں اور ریموٹ کنٹرول بموں کے ذریعے دشمن کو پہنچنے والے نقصانات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

2 جنوری: صوبہ غزنی.......... ضلع آب بند.......... مجاہدین کا نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ.......... 6 فیول بھرے ٹینکر تباہ.......... 8 سیکورٹی اہلکار ہلاک.......... متعدد زخمی

القاعدہ نے عرب بغاوتوں کی حمایت کیوں کی؟

یعقوب الشنقیطی

جب سے عرب بغاوتیں شروع ہوئیں ہیں مجاہدین کے حامیوں کے ذہنوں میں بہت سے سوالات گردش کررہے ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں: القاعدہ نے اُن عرب بغاوتوں کی تائید کیوں کی جن کے نعرے آزادی اور جمہوریت تھے، جب کہ اُنہوں نے اسلام کا نعرہ بھی بلند نہیں کیا؟ کیا القاعدہ کے لیے یہ زیادہ بہتر نہیں تھا کہ وہ جاری حالات کے بارے میں غیر جانب دار موقف اختیار کرتی ؟ کیا ان عرب بغاوتوں نے القاعدہ (کے مفادات) کو نقصان پہنچایا یا القاعدہ اور اس کے خلافتِ راشدہ کے قیام کے منہج کو فائدہ پہنچایا؟

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب حکیم میں فرماتا ہے کہ:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت: ۶۹)

''جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے''

امام احمد بن حنبلؒ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا:

''اگر لوگ کسی چیز میں اختلاف کریں تو آپ اہل ثغور (محاذ والوں) سے پوچھیں کیونکہ حق ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: ''جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے''

بلاشبہ القاعدہ نے ایک ایسا فطری موقف اختیار کیا ہے کہ جو اسے ان عرب بغاوتوں کی مدد کے لیے لازمی طور پر اختیار کرنا چاہیے تھا۔ تعجب انگیز معاملہ تو اس وقت ہوتا کہ اگر اللہ نہ کرے، القاعدہ عرب بغاوتوں کے خلاف ہوتی یا ان سے غیر جانب دار موقف اختیار کرتی، کیونکہ ایسی صورت میں اُس کا یہ موقف اس کے خود اپنی ہی اُس دعوت سے پیچھے ہٹنا شمار ہوتا کہ جس کی طرف وہ اپنی بنیاد رکھنے سے لے کر ہمارے آج کے دن تک دعوت دیتی رہی۔

لہٰذا القاعدہ جب سے قائم ہوئی، اُس نے یہی آواز لگائی بلکہ اُس کی قیادت نے تو مسلمان عوام کو چیخ چیخ کر باآواز بلند کہا کہ اے مسلمان عوام! ان ظالم وسرکش حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرو جنہوں نے اُمتِ مسلمہ کو ذلیل کیا، اس کے دین کو حقیر جانا، اس کی کرامت کو روندڈالا اور اُسے عالمی کفر کو کم ترین قیمت میں فروخت کردیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ القاعدہ کے اُمت کو ان جابرانہ نظاموں کے خلاف اُبھارنے کا مقصد اُمت سے ظلم کو رفع کرنا اور اُس کی عزت وکرامت کو واپس لانا تھا۔ لہٰذا یہ ایک فطری سی بات ہے کہ لوگوں کی تحریک (بیداری) سے القاعدہ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ کیونکہ القاعدہ تمام معاملات کو شریعت کے پیمانے پر پرکھتی ہے۔

یہ واضح شریعت اسلامی مسلمان پر مظلوم کی مدد کرنے اور ظالم سے اُس کا حق دلانے کو فرض قرار دیتی ہے، خواہ وہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر اگر مظلوم مشرق سے لے کر مغرب تک امت مسلمہ ہو تو ایسے مظلوم کے بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے۔ شاید مسلم عوام کا آزادی، جمہوریت اور عوامی سول حکومت کا مطالبہ کرنا اور شریعت کے نفاذ کا مطالبہ نہ کرنا ہی وہ سبب ہے کہ جس کی وجہ سے بعض لوگ القاعدہ کا ان بغاوتوں کی مدد کرنے کو ناپسند کررہے ہیں۔ کیونکہ القاعدہ ایسے شخص کی مدد کیسے کرسکتی ہے کہ جو دلی اور عملی طور پر شریعت کے مخالف جمہوری حکمرانی کا مطالبہ کررہا ہو۔ ہمیں ان باتوں پر غور کرنا چاہیے

اول: بلاشبہ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ القاعدہ نے مسلمان عوام کی مدد ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرنے کے اصول کے تحت کی تھی۔ یہ ایسی چیز ہے کہ جسے شریعت تسلیم کرتی اور اس پر اُبھارتی ہے۔ بلکہ اُمتِ مسلمہ میں سے ہر استطاعت رکھنے والے پر اسے واجب قرار دیتی ہے۔ مظلوم خواہ کتنا ہی برائیوں کا مرتکب کیوں نہ ہوجائے، تو بھی یہ چیز اُس سے ظلم کو رفع کرنے اور اس کے حق کے لیے مدد کرنے سے رکاوٹ نہیں بنتی۔ اس کے لیے ہمارے پاس ''حلف الفضول'' (الفضول والے سال کا اتحاد) ایک واضح دلیل ہے۔ سو اس کے باوجود اس اتحاد کے داعی کفار قریش تھے مگر چونکہ اس کا مقصد ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرنا تھا۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

''میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک ایسے اتحاد میں حاضر ہوا تھا کہ سرخ گھوڑے بھی مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں اور اگر اسلام میں مجھ کو اس کی دعوت دی گئی تو میں ضرور قبول کروں گا''۔

سو اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی مدد کے ساتھ ہوں، خواہ وہ کافر ہی ہو اور اس کے لیے خود کفار نے ہی پکارا ہو۔ تو پھر آپ کا کیا خیال ہے اُن کمزور مسلمانوں کی مدد کے بارے میں کہ جن کی مدد کرنا اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ جب کہ اہل علم کے نزدیک یہ بھی مسلّمہ مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کی ولایت (اخوت) صرف اُس کے ارتداد کی صورت میں ہی ختم ہوسکتی ہے۔ تو اے بھائیو! کیا مسلم عوام مرتد ہوچکی ہے کہ جس کی بنا پر اہل جہاد اُن کے مخالف یا غیر جانب دار موقف اپنائیں؟!

دوئم: بلاشبہ آج اکثر لوگ آزادی اور ایسی سول (عوامی) حکومت کا نعرہ لگاتے ہیں، کہ جس کا بنیادی ستون اکثریت کی حکمرانی ہے، خواہ یہ کتاب وسنت کی صریح نص (دلیل) کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اُن کا اعتقاد تو یہ ہوتا ہے کہ اُن کے یہ مطالبے شریعت کے

2 جنوری: صوبہ ہلمند.........ضلع ناوہ.........مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید جھڑپیں.................12 امریکی فوجی ہلاک...............متعدد زخمی

مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان مطالبات کے ذریعے شریعت کی مدد کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اکثر لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ جمہوریت اورعوامی حکومت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اوراُن کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے ان مطالبات کی وجہ سے اللہ کے ہاں اجر پائیں گے۔

اس طرزِ فکر کے کئی اسباب ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ لوگ عہدِ جاہلیت سے زیادہ قریب رہے ہیں کیونکہ لوگوں نے شریعت کی حکمرانی، سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے زمانے سے نہیں دیکھی ماسوائے امارت اسلامی افغانستان کے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امت مسلمہ کی کئی نسلیں غیر اسلامی حکمرانی کے ادوار میں پیدا ہوئیں بلکہ اُن کی اکثریت اسلام کی حکمرانی کو ایک مرتبہ بھی دیکھے بغیر ہی فوت ہوگئی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں سے شریعت کا نفاذ غائب ہونے کی وجہ سے اُن کے دینی ودنیاوی معاملات بگڑ جاتے ہیں اوراُن میں بہت سے ایسے غلط عقائد وتصورات پھیل جاتے ہیں کہ جنہیں وہ سمجھتے تو نیکی ہیں مگر درحقیقت وہ صرف برائی ہی ہوتے ہیں۔ پھر یہاں ایک اور ایسا معاملہ بھی ہے کہ جس کا نقصان ،لوگوں کے بہت سے مفاہیم واعتقادات کے آپس میں خلط ملط ہوجانے سے کسی طرح کم نہیں اوروہ ہے اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کا کفری تصورات کواپنانا۔ لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہوئے کہ شریعت ان تصورات کو تسلیم کرتی ہے۔ لہٰذا آج عوامی اور جمہوری حکومت کا نعرہ لگانے والے بعض لوگ وہ ہیں جو اسلامی جماعتیں کہلاتی ہیں۔ جیسے ''اخوان المسلمین'' ہے کہ جو پارلیمنٹ کی نشستوں کی خاطر لڑتے ہیں اوروہ اپنے افراد کواس کی راہ میں (قربانی کے لیے) پیش کرتے ہیں۔ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اُن کے ایک لیڈر نے تو یہ بیان جاری کیا ہے کہ اگر مصر کی حکمران عسکری کونسل نے پارلیمنٹ کے انتخابات کے وعدے کی پابندی نہ کی تو ''اخوان المسلمین'' اس کے لیے (شہدا کی قربانی) پیش کرنے کے لیے تیار ہے۔ لہٰذا ایسی جماعتوں کہ جو اسلام سے تعلق کا دعویٰ کرتیں ہیں' کی جانب سے اس طرح کے بدترین دعوے ہی تو لوگوں کے عوامی اور جمہوری حکومت جیسے مطالبوں کا بنیادی اور براہ راست سبب بنے ہیں۔ جب کہ اس مسئلے کے حل کے لیے علما اورداعی حضرات کی بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کی یہ طاغوتی نظام اجازت نہیں دیں گے لیکن ان نظاموں کے خاتمے کے بعد اس دعوتی کام کے لیے بڑا کھلا میدان ہوگا۔ لہٰذا اب ترجیح اول ان طاغوتی نظاموں کے گرانے کے کام کو حاصل ہونی چاہیے۔ پھر اُس کے بعد ان بُرے اعتقادات کی بات آئے گی۔ اوران کا علاج لوگوں کے ساتھ گھلنے ملنے اورنرم دلوں اورزبانوں کے ذریعے اُن کے ساتھ متوجہ ہونے سے ہوگا۔

جیسا کہ ہمارے بڑے جہادی قائدین نے اس کی نصیحت کی کہ جنہوں نے ترجیح و فوقیت کے کاموں کی فقہ اورحالات وواقعات کی فقہ کو بڑی گہرائی سے سمجھا۔ لہٰذا آپ دیکھئے کہ شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے ان متحرک وبیدار مسلم عوام کو جمہوریت کے نعرے لگانے کے باوجود، اُن پر ترس کھاتے ہوئے اوراُن کے حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے، میری 'اُمتِ مسلمہ'، میری 'گرانقدر اُمت' جیسے الفاظ کے ذریعے مخاطب کیا۔ اس بات کا یقین دلاتے ہوئے کہ 'القاعدہ' اوراُس کی قیادت اُمت کے ساتھ کھڑی ہے اوروہ بھی اس اُمت کا ایک حصہ ہیں۔ جو اس کی خوشی کے ساتھ خوش اوراس کے غم ومصیبت کے ساتھ غمگین ہوتے ہیں۔

سوم: جن لوگوں کا صرف یہ اعتقاد ہے کہ القاعدہ صرف اسلحہ اُٹھانے پر یقین رکھتی ہے۔ القاعدہ اوراس کے منہج کے بارے میں لوگوں میں یہ سب سے زیادہ لاعلم ہیں۔ کیونکہ القاعدہ جہادی ودعوتی کام کو صرف مسلح کارروائیوں پر ہی منحصر نہیں کرتی جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ وہ تو خلافت کے لیے اُمت کو اُن تمام آلات کو استعمال کرنے کی دعوت دیتی ہے کہ جو شریعت کے مخالف نہ ہوں۔ اگر ہم تھوڑا سا پیچھے کی جانب جائیں تو ہم دیکھیں گے کہ شیخ ایمن الظواہری (حفظہ اللہ تعالیٰ) نے مصر میں لوگوں کو بغاوت سے پہلے ہی وہاں کے مسلمانوں کو حسنی مبارک کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے پر اُبھارا تھا۔ جب آپ نے مصر میں لوگوں کی بغاوت سے پہلے اُن سے مظاہروں اورسول نافرمانی کرنے کا مطالبہ کیا تھا تو اُس وقت آپ نے لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ 'نا مبارک' نظام کے خلاف اسلحے کے ساتھ نکلو۔ کیونکہ آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ لوگوں کے پاس اتنا اسلحہ نہیں کہ جس کے ساتھ وہ مصری مجرم نظام کا مقابلہ کرسکیں۔ اس لیے آپ نے لوگوں سے اُسی چیز کا مطالبہ کیا کہ جس کہ وہ استطاعت رکھتے تھے۔ لہٰذا اللہ کے فضل وکرم سے القاعدہ حالات وواقعات کو سمجھنے اوراُن سے حکمت کے ساتھ نبٹنے میں مکمل طور پر اسی طرح ماہر ہے، جس طرح وہ اسلحہ اُٹھانے اوراُسے کفر اوراُس کے مددگاروں کے خلاف استعمال کرنے میں مہارت رکھتی ہے۔ لہٰذا القاعدہ نے عرب بغاوتوں کی مدد کرکے اپنی اسٹریٹجک پالیسی تبدیل نہیں کی، جیسا کا بعض لوگ گمان کررہے ہیں۔ یہ عرب بغاوتیں آخر میں القاعدہ کے مفاد میں ہی جائیں گی جو کہ تمام مسلمانوں کا مفاد ہے۔ اب ان شاء اللہ ان گرائے گئے نظاموں سے زیادہ سخت اورزیادہ سرکش نظام ہرگز نہیں آئے گا۔ اگرچہ لوگ، آزادی اورجمہوریت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے، مگر اُن کی آئندہ یہ بیداری تحریک قرآن اوراُس کی حکمرانی کے لیے ہوگی۔ اللہ کی طرف دعوت دینے والے سب سے بہترین داعیان وہ ہیں جو عرب بغاوتوں کو اسلام اورمسلمانوں کے مفاد کے لیے استعمال کریں۔ کتنے ہی اچھے لگے! مجھے ہمارے شیخ اسد الجہاد حفظہ اللہ کے وہ کلمات جو آپ نے اپنے ایک مضمون میں لکھے کہ ''اے انصار بھائیو! آپ جلدی مت کریں لوگ اپنی ان بغاوتوں کے بعد خود ہی ہمارے پاس چل کر آئیں گے''۔

چہارم: یہ عرب بغاوتیں اور جسے ''عرب بہار'' کا نام بھی دیا جاتا ہے، اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ لوگ القاعدہ اوراس کے منہج کے بہت ہی قریب ہوتے جارہے ہیں، نہ کہ اس کے برعکس۔ لہٰذا وہ جماعتیں اورداعیان حضرات کہ جو آج عرب بغاوتوں کی تائید کرتے ہیں خواہ یہ حقیقی تائید ہو یا حالات کی مجبوری سے۔ یہی لوگ کل تک طواغیت اوران کے نظاموں کے خلاف بغاوت کے مخالف تھے۔ اس کے خلاف نکلنے کا کہتے ہوئے، وہ

3 جنوری: قندھار شہر..........فدائی حملہ..........فرنٹیئر کور کے 8 اہل کار ہلاک..........متعدد زخمی

طاغوت کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے۔ اور کچھ دوسری جماعتیں طاغوتی اداروں میں شامل ہوکر اُس کا جزو لاینفک بن گئیں۔ جب کہ اسی وقت القاعدہ اور اس کے منہج کے حامل لوگوں نے اکیلے ہی اُمت کو طاغوتی نظاموں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے پر اُبھارا۔ لہٰذا آج لوگوں کی بغاوت القاعدہ کے منہج کی حقیقی کامیابی ہے۔ اب شعارات (نعروں) کی تبدیلی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور وہ بھی میرے خیال کے مطابق ان سرکش نظاموں کے خاتمے اور بغاوتوں کے کچھ عرصہ بعد تبدیل ہو جائیں گے۔

بلاشبہ الحمدللہ! القاعدہ ہی کو سب لوگوں سے زیادہ ان عرب بغاوتوں کا فائدہ حاصل ہوا اور عن قریب اس کا اثر سب دیکھیں گے۔ آج جس چیز کا تقاضا ہے وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان فرد اگلے مرحلے کے لیے اپنے کردار کو سمجھے کہ جب ہر جانب سے خطرناک سازشوں کے سائے تلے لوگوں کی بغاوت کے پھل کو چرانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ حالانکہ اہل اسلام ان پھل کے چننے کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ حقیقتِ حال یہی ہے کہ اہل اسلام ہی ان بغاوتوں کے مرکزی کردار تھے۔ جو کہ مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد کے ساتھ چل نکلیں۔ اس میں ایک واضح اشارہ ہے کہ لوگ اسلام سے محبت کرتے ہیں اور یہ محبت مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہے، لیکن اُنہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی اُن کے ہاتھ پکڑ کر انہیں محفوظ کنارے پر لے جائے۔ یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ عام مسلمانوں کی اسلام سے محبت کو توحید کی دعوت اور شریعت کے قیام کے لیے محبت اور نرمی کے ساتھ ڈھالا جاسکتا ہے لیکن اگر متشددانہ رویہ اختیار کیا جائے تو وہ بدک کر طاغوت کے کیمپ میں جاسکتے ہیں۔ اُن لوگوں کے لیے کہ جن کا خیال ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ان بغاوتوں کے پیچھے ہیں یا جو اُن کے ساتھ چلنے والوں میں شامل ہیں۔ اُنہیں ایک حقیقت کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے اور وہ یہ کہ ایسے موقعوں پر دانش مندوہ ہوتا ہے کہ جو ان حالات کو اپنی مصلحت کے لیے استعمال کریں۔ لہٰذا یہ بات تو فطری ہے کہ امریکہ اور اس کے پٹھو بغاوت کا پھل حاصل کرنے کے لیے مداخلت کریں گے۔ لیکن عالمی کفر کا ان بغاوتوں سے اپنے مفادات حاصل کرنے کے کے پیچھے دوڑنے سے کسی مسلمان کے لیے یہ جواز پیدا نہیں ہوتا کہ وہ تماشائی کی طرح کھڑا رہے۔ بلکہ ہر ایک پر فرض ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے فائدے کے لیے کام کرے۔ ہم مسلمان ہونے کے ناطے ان بغاوتوں کے پھل کے، امریکہ اور فرانس سے زیادہ حق دار ہیں کہ جن کا ایندھن امریکی و فرانسیسی شہری نہیں بلکہ مسلمان بنے ہیں۔ جب کہ سازشی نظریہ والا مقولہ مطلق طور پر بعید از امکان ہے۔ کیونکہ دیکھیں کہ تیونس میں ابوعزیزی نے وہاں بغاوتوں کے آغاز کے لیے خود کو امریکا کے حکم پر تو نہیں جلایا تھا اور نہ لاکھوں مصری 'نامبارک' نظام کے خلاف امریکہ کے کہنے پر نکلے تھے۔ لہٰذا اس بات میں بہت فرق ہے کہ عالمی کفر کا عرب بغاوتوں کے پھل چرانے کی کوششیں کرنا کہ جو بالکل ممکنہ واقعی اور واضح معاملہ ہے، اور اس بات میں کہ عالمی کفر نے ہی ان بغاوتوں کو متحرک کیا ہے، جس کے نتائج آئندہ دنوں میں خود اُس کے لیے بدتر ہوں گے، واللہ اعلم بالصواب۔

بقیہ: افغانستان...... کفار کا ''مہذب'' چہرہ بے نقاب

تباہ شدہ ٹینک ۴۳، جلائے رتباہ کیے گئے رسد کے ٹرالر، کنٹینر وغیرہ ۲۴۸، جلائی رتباہ کی گئی دیگر مال بردار گاڑیاں ۴۰، پہاڑی آپریشن کے لیے مختص صلیبی میرینز کی ہلاکتیں ۸۵۵، افغان نیشنل آرمی اور پولیس کے اہل کاروں کی ہلاکتیں ۸۲۱......

جب کہ اس عرصے میں امریکی فوجیوں نے علاقے کے عوام پر سخت مظالم ڈھائے، فضائی بم باری کی اور اندھے چھاپے مارے۔ جس کے نتیجہ میں گیارہ گھر، دو مدرسے ایک کتب خانہ اور ایک مسجد شہید ہوئی اسی طرح عام شہریوں کی دس گاڑیاں جلا دی گئیں۔ مذکورہ بالا کامیابیوں میں صوبہ وردگ میں مجاہدین کے بعض بڑے پیمانے پر کیے گئے حملے بھی شامل ہیں جن سے دشمن کو زیادہ نقصانات پہنچے۔ اس حوالے سے دشت ٹوپ اور سید آباد میں امریکی اڈوں پر ٹرک کے ذریعے فدائی حملے اور سید آباد میں امریکی چینوک ہیلی کاپٹر مار گرانا قابل ذکر ہے۔ ان تینوں حملوں میں دشمن کو بہت بھاری نقصان پہنچا اور اس میں سیکڑوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اگر صوبہ وردگ کے حالیہ گذشتہ سال کا ۲۰۱۰ء سے مقابلہ کیا جائے تو اس میں بہت واضح کامیابی نظر آئے گی۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ ۲۰۱۱ء پورے افغانستان میں امریکی یلغار کے بعد امریکہ کے لیے شکست، جانی و مالی نقصانات اور مجاہدین کے لیے کامیاب حملوں کا سال رہا۔

اس حوالے سے بین الاقوامی میڈیا اور دیگر ادارے آنکھیں بند کر کے زمینی حقائق کو مسخ کرتے ہیں تو کرتے رہیں مگر حساب ہمیشہ حقائق پر ہوتا ہے۔ امریکہ اگر نئے سال کی آمد کے ساتھ اپنی پالیسیوں میں غیر معمولی تبدیلی لا رہا ہے تو یہ اس بات کا مظہر ہے کہ اس نے قطعاً کامیابیاں حاصل نہیں کیں بلکہ درحقیقت اسے ایک تاریک مستقبل کا سامنا ہے۔ گزشتہ ماہ افغانستان کے طول و عرض میں اتحادی افواج پر مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ۲۰۱۱ کی طرح ۲۰۱۲ بھی صلیبیوں کی خونریزی کا سال ثابت ہوگا، ان شاء اللہ۔ گزشتہ ماہ میں مجاہدین نے اللہ کی نصرت سے ایک ڈرون طیارہ اور پانچ ہیلی کاپٹر تباہ کیے جن میں دو چینوک ہیلی کاپٹر بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بگرام ایئر بیس پر میزائلوں سے حملہ، قندھار میں فوجی چھاؤنی پر فدائی حملہ جس میں ۳۷ سے زاید صلیبی و افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

گذشتہ دہائی میں اللہ تعالیٰ نے جہاں مجاہدین کو سونے سے کندن میں تبدیل کرنے کے لیے آزمائشوں سے گزارا، وہیں اللہ کے دشمنوں کے لیے یہ دہائی 'زوال اور ہزیمت کی دہائی' قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اعانت مجاہدین کے ہمراہ ہے...... اور اُسی ذاتِ حق پر مکمل بھروسہ اور کامل توکل کرتے ہوئے مجاہدین یقین رکھتے ہیں کہ اُن کی پے در پے کارروائیوں کے نتیجے میں نئے عیسوی سال کو بھی تاریخ میں متحدہ کفر کی افواج کے لیے 'تباہیوں کا سال' کے طور پر یاد رکھا جائے گا، ان شاء اللہ۔

3 جنوری: صوبہ پکتیکا......................ضلع برمل......................مجاہدین کا امریکی فوج کی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ......................15 امریکی فوجی ہلاک............متعدد زخمی

ڈاکٹر ارشد وحید شہیدؒ کے ساتھ رفاقت کے چند دن

عبدالرافع فاروقی

غالباً ۱۹۸۸ء میں پہلی مرتبہ مجھے حافظ وحید اللہ صاحب کی تقریر سننے کا موقع ملا تھا۔ اس وقت سے ان کے ساتھ میرا رسمی سا قلبی تعلق بن گیا تھا۔ اس بات کو تقریباً دو دہائیاں گزر چکی ہیں لیکن کبھی ان سے بالمشافہ ملاقات نہیں ہوسکی۔ چار پانچ سال پہلے اخبارات میں خبریں چھپیں کہ وحید برادران گرفتار کر لیے گئے اور دونوں کو جیل بھیج دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں بھائی حافظ وحید اللہ صاحب کے صاحب زادے ہیں اور یہ کہ ان دونوں بھائیوں نے کسی مجاہد کا علاج کیا تھا، جس کے جرم میں انہیں پکڑ لیا گیا اور دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے فردِ جرم عائد کرتے ہوئے انہیں جیل کی سزا سنائی۔ لیکن عدمِ ثبوت کی بنا پر ہائی کورٹ نے خصوصی عدالت کی اس سزا کو منسوخ کرتے ہوئے انہیں باعزت بری کردیا۔

میری طرح بہت سے لوگوں کو بھی اس واقعہ نے حیرت زدہ کردیا ہوگا کہ علاج کرنا بھی کوئی جرم ہے!!! مگر مسلمانوں کے ساتھ المیہ یہ رہا ہے کہ اسلام کے غلبے کے لیے سچّی محبت واخلاص کے ساتھ کوئی شخص کام کرے تو وہ دہشت گرد کہلائے، پھر کوئی ڈاکٹر اس کا علاج کرے تو وہ بھی مجرم ٹھہرے۔ لیکن اگر کوئی وردی پہن کر لاکھوں لوگوں کو ہلاک کرے اور کفّار کا فرنٹ لائن اتّحادی بن جائے تو وہ ''شریف شہری'' کہلائے۔

آج اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے کہ کتنے ہی دین سے اخلاص رکھنے والے ڈاکٹر اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد صرف ان شبہات میں لاپتہ کردیے گئے، یا جیلوں میں دھکیل دیئے گئے، یا شہید کردیے گئے کہ انہوں نے مجاہدین کا علاج کیا، یا ان کے ساتھ معمولی نوعیت کا تعلق رکھا، یا ان سے ادنیٰ سا تعاون کیا۔ انہی جرائم کی وجہ سے ڈاکٹر ارشد وحیدؒ بھی کفّار کے ایجنٹوں کے عتاب کا شکار ہوئے۔ پہلے انہیں انسانی ہمدردی کی پاداش میں خصوصی عدالت کے ذریعے سزا سنا کر ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی پھر جیلوں میں دھکیل کر دین کے کاموں سے باز رکھنے کا انتہائی اچھوتا حربہ استعمال کیا گیا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مرتدین کے حربوں سے بچ نکلے تو اس کے بعد سے ان پر اور ان کے گھر والوں پر کڑی نگرانی شروع کردی گئی۔ انہوں نے اللہ کی خوش نودی اور دین کی سربلندی کے لیے دنیاوی آسائشوں اور سہولیات کو لات مار کر آزاد قبائل کی طرف ہجرت اختیار کی۔ اس کے باوجود کفّار کے حاشیہ برداروں نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا اس لیے کہ کفّار کے تنخواہ دار نوکر جانتے تھے کہ اسلام کے اس بطل کو آزادی کے ساتھ جہاد کے عملی میدان میں مجاہدین کے ساتھ ربط وضبط اور تعاون کا موقع دیا گیا تو یہ ہماری کمر توڑ کر رکھ دے گا۔ اس لیے وہ پاگل کتّوں کی طرح اُن کی بو سونگھتے پھر رہے تھے اور ان کا پتہ لگانے کے لیے ان کے والدین اور بھائیوں کو ان کے گھر آ کر آئے دن تنگ کر رہے تھے۔ آخر کار کفّار کے پالتو کتے جنوبی وزیرستان کے ایک دور اُفتادگاؤں میں ڈرون حملے کے ذریعے ان کو اور ان کے چند ساتھیوں کو شہید کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ان کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیکڑوں نوجوانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے ان کے گھروں سے جہاد کے لیے نکالا۔ الحمدللہ۔

یہ مرتدین ایک دیاگل کر کے سمجھ رہے تھے کہ ہم نے اسلام کا قلع قمع کردیا اور اللہ کے نور کو بجھا دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا۔ ارشادِ ربّانی ہے۔

يُرِيدُونَ اَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ٥ (التوبہ: ۳۲)

''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگر چہ کافروں کو بُرا ہی لگے''۔

کسی شاعر نے اس آیتِ قرآنی کی ترجمانی کرتے ہوئے کیا خوب عکاسی کی ہے

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دواڑھائی سال پہلے کی بات ہے کہ میرے ایک عزیز دوست نے مجھے فون پر بتایا کہ حافظ وحید اللہ صاحب ایک اسلامی اسکول کھول رہے ہیں اور اس کی افتتاحی تقریب فلاں تاریخ کو ہو رہی ہے، آپ اس تقریب میں ضرور شریک ہوں۔ منعقدہ تقریب سے ایک دو دن پہلے میں مذکورہ عزیز کے گھر گیا ہوا تھا۔ اچانک ایک صاحب کالی گھنی داڑھی والے تشریف لائے تو عزیز دوست نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے کہا کہ یہ ہمارے قاری صاحب ہیں۔ یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب نے لپک کر ایسے پُرتپاک انداز میں معانقہ کیا اور باتیں کرنے لگے کہ مجھے ایسا لگا جیسے ڈاکٹر صاحب مجھے مدتِ مدید سے جانتے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ انہوں نے جاتے وقت اسکول کی افتتاحی تقریب کا دعوت نامہ دیا اور اس میں شریک ہونے کی استدعا کی۔

ان سے اس پہلی ملاقات نے مجھے ان کا گرویدہ بنا دیا تھا، جہاں تک تقریب میں شریک ہونے کا سوال ہے تو میرا دل نہیں ٹھک رہا تھا کہ میں اسکول کی تقریب میں

شریک ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں میں مغربی نظامِ تعلیم اور مغربی تعلیمی اداروں سے متعلق کافی کچھ مطالعہ کر چکا تھا اور اس بات پر مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اس مغربی نظامِ تعلیم کے ہوتے ہوئے ایک اسلامی اسکول کا اضافہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عین تقریب کے دن حافظ وحید اللہ صاحب کا فون آیا کہ ارشد نے آپ کو فون کر کے یاد دہانی کے لیے کہا تھا اس لیے میں نے آپ کو یاد دلانے کی غرض سے فون کیا کہ آج شام اسکول کی افتتاحی تقریب ہے۔

اب مجھے اسکول کی افتتاحی تقریب میں شریک ہوئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا اور میں اس بات سے حیران تھا کہ دعوت نامے، ملاقات اور یاد دہانی کے لیے فون۔ مجھے اندازہ ہوا کہ اس شخص کے اندر ایک ادنیٰ سے آدمی کی کتنی قدر ہے، واقعی وہ ہر چھوٹے بڑے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور احترام سے پیش آتے تھے جس کا برملا اظہار کیے بغیر کوئی رہ نہیں سکتا، جس کے بھی ان سے مراسم رہے ہوں۔

اس پہلی ملاقات اور تقریب میں دعا وسلام کے بعد مجھے ان کے کئی دروس میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ میں نے پہلی دفعہ ان کے درسِ قرآن میں ان سے ایسی عالمانہ گفتگو سنی کہ میں ان کے سامنے اپنے آپ کو طفلِ مکتب محسوس کر رہا تھا۔ حالانکہ میں مروجہ دینی و دنیاوی تعلیم سے بہت پہلے فراغت حاصل کر چکا تھا اور بیسیوں دروس میں شریک ہو چکا تھا لیکن میں نے کہیں ایسے رقت آمیز مناظر نہیں دیکھے تھے۔ ان کے اس درس میں ہر شخص کی آنکھیں نم تھیں۔

وہ ایک روز ایک دعائیہ (اختتامیہ) تقریب میں مجھے بھی ساتھ لے کر گئے۔ نمازِ عصر کے بعد انہوں نے گفتگو کا آغاز کیا اور دورانِ گفتگو لال مسجد کے واقعہ پر مشتمل اُمِّ حسّان کی آپ بیتی والا ایک پرچہ جیب سے نکال کر پڑھنا شروع کیا وہ ایک ایک سطر پڑھتے جاتے تھے، خود بھی روتے جاتے تھے اور دیگر شرکا کو بھی رُلاتے جاتے تھے۔ انہوں نے درس کے آخر میں دعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا، پھر کیا تھا کہ پوری محفل پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی جس میں ہر شریکِ محفل رو رہا تھا اور سسکیاں لے رہا تھا۔ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے تھے کہ اے رب العالمین! ہمیں بھی لال مسجد کے جاں نثاروں کی طرح اسلام کا شیدائی بنا اور شہادت عطا فرما۔ کیا دعا تھی! دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے۔ وہ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد اس درس میں شریک چند ساتھیوں سمیت شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی شہادتوں کو قبول فرمائیں اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!!

مجھے پہلی ایک دو ملاقاتوں کے بعد ہمیشہ ان سے ملاقات کا انتظار رہتا تھا کیونکہ ان کی شخصیت ہی کچھ ایسی تھی، ان کی گفتگو میں ایسی حلاوت و چاشنی تھی کہ شرکائے مجلس ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے۔ ایک دن چند دوستوں کے ساتھ اچانک کھانے کے وقت آئے۔ میں نے اصرار کیا کہ کھانا تیار ہے تو انہوں نے کہا، ''اگر کھجور ہو تو پیش کر دیجیے''۔ میں نے فرمائش کے مطابق کھجوریں اور پانی لا کر رکھ دیا تو انہوں نے ساتھیوں سمیت کھجوریں تناول فرمائیں اور کہا کہ اس سے اچھا کھانا اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک صاحب ایک درسِ قرآن کے بعد اِدھر اُدھر کے سوالات کرنے لگے ڈاکٹر صاحب ان کے سوالوں کا جواب خندہ پیشانی کے ساتھ دے رہے تھے مگر وہ صاحب مان ہی نہیں رہے تھے۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب نے ان سے کہا، ''آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر معاملے میں غور فرمائیں'' تو وہ صاحب ایک دم سے پانی پانی ہو گئے اور کہا، آپ کی بات تو ٹھیک ہے مگر......!!!

ایک دن باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ ''میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میرے پیچھے میری کوئی جائیداد نہ ہو''۔ واقعی وہ شخص فنا فی اللہ تھا۔ وہ مالکِ حقیقی سے اس حال میں ملے کہ انہوں نے اپنے پیچھے چار بچوں اور بہت سے چاہنے والوں کے علاوہ کوئی قابلِ ذکر جائیداد نہیں چھوڑی حالانکہ وہ پیشے کے اعتبار سے نیورو سرجن تھے، اپنے دوستوں کے ساتھ بڑے بڑے ہسپتال چلا رہے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں تھی۔ اس کے باوجود اپنی زندگی کو دوسرے ڈاکٹروں کی طرح دنیا کمانے میں ایک دن بھی صرف نہیں کیا سوائے خدمتِ خلق کے، جس کے جرم میں جیل کی مشقتیں بھی جھیلیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی سعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائیں، ان کے درجات کو بلند کریں اور اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کریں۔ آمین!

☆☆☆☆☆

4 جنوری: صوبہ ہلمند...............ضلع سنگین...............امریکی فوج پر مجاہدین کے نصب کردہ بم کا دھماکہ...............7 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

لوح و قلم تیرے ہیں

ابو عبدالرحمٰن

تم مسلمان ہو؟ محمد نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔تو پھر تمہیں اپنوں کی تعریف بھی آتی ہوگی۔تم کیسے مسلمان ہو جو یہ نہیں سمجھتے۔تم یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کا وطن وہی ہوتا ہے، جہاں اس کا دین محفوظ ہوتا ہے۔تم یہ نہیں جانتے کہ انسان کو سچی خوشی وہیں مل سکتی ہے، جہاں وہ اپنے مقصد کے حصول کی بھرپور کوشش کر سکتا ہو،تمہارے لیے وہ ایک انسان تھے، ہمارے لیے وہ ایک تحریک ،ایک علم کا خزانہ،ایک مدرسہ اور ایک کھوئی ہوئی منزل کا نشان تھے۔

تم کیا جانو! ہمارے ہاں اُن کا کیا مرتبہ اور مقام تھا۔ جب وہ آئے ہیں۔تو مسجدوں کے دروازے نمازیوں کے لیے بند تھے۔ بلو مسجد، جس میں آج تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی، آج سے بارہ سال پہلے تک سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نمازی نہیں ہوتے تھے۔مگر آج تم نے دیکھا، ہماری سڑکوں اور بازاروں میں ہر ایسی چیز قابلِ جرم تھی ، ہر ایسا لباس جو عورتوں میں حیا کی نشانی ہو، یا دوسرے لفظوں میں مسلمان عورت کی نمائندگی کرتا ہو، ممنوع ہے۔سر عام اس کی سزا دی جاتی تھی۔عورتیں اور مرد بے حیائی کے مظاہروں کے لیے آزاد تھے۔مگر اسلام کا نام لینا جرمِ عظیم تھا۔ایسے میں تم کیا جانو، انھوں نے کیا کام کیا۔ان کی زبان میں کتنی تاثیر تھی، وہ سلطان ایوب انصاری (حضرت ابوایوب انصاریؓ) کے مزار پر درس قرآن اس طرح دیتے تھے کہ سننے والوں پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔سلطان ایوب کے مزار سے انہیں اُٹھانا کسی کے بس میں نہیں تھا، اور پھر وہ اپنا کام کرتے بھی حکمت سے تھے۔تم کیا جانو! ہماری محبت اور عقیدت جو اُن سے تھی۔تم لوگ ابھی تک وطن اور ملک کا بُت سینے میں چھپائے بیٹھے ہو۔ہم نے اس بُت کو کب کا توڑ دیا...... پاش پاش کر دیا...... محمد نے زور سے میز کو ٹھوکر لگائی۔اس کا چہرہ طیش سے سرخ ہو رہا تھا، اگر ہر کوئی تمہاری سوچ کی طرح وطن اور گھر اور خون کے رشتوں سے چمٹا رہتا۔تو پھر اسلام کسی گھاٹی، کسی وادی یا کسی بستی تک محدود ہو کر رہ جاتا۔ وہ پورے عالم کا مذہب کیسے بن سکتا تھا؟ محمد! تم کچھ نہیں جانتے ۔تم اس رات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ،وہ سوشلسٹ انقلاب آنے سے پہلے کا زمانہ تھا۔تایا مسلمانوں کے لیڈر تھے،ان کے صوبے میں ترکی النسل مسلمان بستے تھے، حافظِ قرآن تھے اور دادا کے گھر لوگوں کا اجتماع ہوتا۔دادا قرآنِ حکیم سے درس دیتے ۔دادی گھر میں بچیوں کو قرآنِ مجید پڑھاتیں۔تایا بہت پائے کے مقرر تھے۔ پورے صوبے کے مسلمان ان کے پیچھے تھے۔تب انھوں نے صوبے کا باقی سوشلسٹ ملک سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔مگر چند ہی سالوں میں سوشلسٹ فوج نے صوبے کا کنٹرول حاصل کر لیا۔محمد! وہ بہت سخت دن تھے۔ ہزاروں جوان بے گناہ مارے گئے اور قید ہوئے۔قرآنِ مجید کی جگہ جگہ بے حرمتی کی گئی......اُسے جلا گیا۔سوشلسٹ فوج تایا علی کے پیچھے تھی۔ مگر جانثار اُنہیں سوشلسٹوں سے ہاتھوں مروانا نہیں چاہتے تھے۔ بابا بتاتے ہیں......ایک رات وہ آدھی رات کو دادی دادا اور میرے ابا کو ملنے آئے۔تائی اور ننھا یلدرم دوسرے شہر اپنے ماموں کے پاس تھے۔اس کے بعد پھر انہیں کبھی نہیں دیکھا گیا۔ان کے جانے کے بعد دادا نے پچھلے کمرے کی دیوار کھود کر قرآن مجید کے اوراق اس میں چھپا دیے۔ دادی اور دادا ایک مدت تک ابا کو لے کر مختلف جگہوں پر چھپتے پھرے۔سوشلسٹ فوجیں ابا اور دادا کے پیچھے تھیں۔مگر نہ وہ دادا کو پہچانتی تھیں، نہ ابا کو۔

مدتوں کے بعد ایک دفعہ تایا علی کے نام کی پکار گونجی۔ ہمارے صوبے میں ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تھی۔کسی کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہو جاتا تو بچے کو مار دیا جاتا۔اور ماں اور باپ کو جیل ہو جاتی۔قرآن لوگ بھولتے جا رہے تھے۔پُرانے حافظِ قرآن بہت تھوڑے رہ گئے تھے اور ترجمہ تو کسی کو آتا ہی نہیں تھا۔ایسے میں مسلمان رہنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔لوگ حیوانوں کی سی زندگی سے تنگ آ گئے تھے۔صبح سے شام تک فیکٹریوں،کھیتوں میں حیوانوں کی طرح کام کرتے رہو، اور بس اتنا سا مل جاتا، جس سے جسم اور جان کا رشتہ برقرار رہے۔لوگ اپنے لیڈر کو اپنے درمیان دیکھنا چاہتے تھے۔ کہ وہ ان کی قیادت کرے ،مگر سوشلسٹ حکومت کسی صورت ان کو زندہ واپس نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔ بلکہ کرائے کے قاتل اُن کے پیچھے تھے۔تبھی چند لوگوں کو ہی ان کے اصل نام کا پتہ تھا،۔میں جب بڑا ہوا تو دادا نے قرآن کا سارا علم، جو ان کے پاس تھا، کسی قیمتی متاع کی طرح مجھے سونپ دیا۔اور اس علم کا جو میں مفہوم سمجھا ہوں ،وہ یہی ہے کہ اُسے دنیا پر نافذ کرنا ہے۔سیف نے جھجکتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا۔ بہت خوب۔تو آپ کے پاس جو ضابطۂ حیات ہے، وہ گھر بیٹھے ہی نافذ ہو جائے گا؟ یا اُس کے لیے کوئی عملی جدوجہد بھی ہوگی؟ محمد نے اُسے سر سے پاؤں تک گھورا۔تمہیں کلمہ پڑھتے ہی اس کے معنی اور مطلب کے مطابق بتوں کو توڑنا ہوگا۔ سب سے پہلے سُپر پاور کا بُت...... پھر وطن کا بت......زبان، رنگ اور نسل کا بر...... پھر خاندان کا بت اور ان سب بتوں سے بڑھ کر اپنے نفس کا بُت......تمہیں یہ کلمہ پڑھنا ہے کہ

جہاں ہے تیرے لے......تو نہیں جہاں کے لیے

تمہارے تایا علی کو ہم الپگین کہتے ہیں۔انھوں نے ساری زندگی جہاد میں گزار دی۔قرآنِ

مجید کی سورتیں ان کی عام گفتگو میں شامل ہوتی تھیں۔تم جانتے ہو اُن کی وفات کے بعد استنبول کے ایک بہت بڑے پل کا نام اتاترک پل رکھا گیا۔اُن کے ملک کا سفیر ہمارے فارن آفس دوڑا آیا۔کہ یہ شخص تو علیحدگی پسند تھا۔یہ تو ہمارے ملک کا غدار تھا۔آپ نے اسے اتنا بڑا اعزاز کیوں دے دیا۔جانتے ہو اس کے بعد کیا ہوا۔مختلف شہروں کے میئروں نے ساری عوامی جگہوں کو اتاترک کے نام سے منسوب کر دیا۔یہ بھول جاؤ کہ تم زمین کے کس خطے میں پیدا ہوئے۔یہ یاد رکھو کہ تمہیں کیوں پیدا کیا گیا۔اس کے لیے اپنے گھوڑے تیز کرو۔محمد نے میز پر زور سے مکا مارا۔ایک بات بتاؤ۔تم کبھی پاکستان گئے ہو؟ کیسا ملک ہے وہ؟ محمد کے لہجے میں اشتیاق جھلک رہا تھا۔چند لمحوں کے لیے سیف سوچ میں پڑ گیا۔وہ اسے پاکستان کے بارے میں کیا بتائے۔بتانے کو تھا ہی کیا۔امریکہ کی کالونی۔بلیک واٹر کے درندے،کرائے کے قاتل،مسجدوں کو لہو سے رنگین کرنے،چند ٹکوں کے عوض بکے ہوئے لوگ......چوروں،اچکوں اور اٹھائی گیروں کی اسمبلی......حرام اور لوٹ مار پر پلی ہوئی نئی نسل......لسانی،نسلی اور صوبائی تعصب میں جکڑے ہوئے لوگ...... غاصب اور بے حیا حکمران چند ٹکوں کی خاطر قومی غیرت کا سودا کرنے اور کبھی بھی شرمندہ نہ ہونے والے جرنیل۔کیا ہوا۔کیا بہت مشکل سوال ہے۔محمد ہنس دیا۔بھئی ایک بات تو بتاؤ۔یہ کراچی کا کیا مسئلہ ہے؟ سُنا ہے وہاں ساٹھ سالوں سے رہنے والے بھی اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہیں۔یار یہ مسلمانوں کی عقل کہاں گھاس چرنے چلی گئی ہے؟ تم ذرا اسرائیل کو دیکھو۔وہاں دنیا بھر سے لوگ نقل مکانی کر کے ابھی تک اسرائیل آ رہے ہیں۔وہاں تو کوئی کسی کو مقامی یا مہاجر نہیں کہتا۔بس یہودی ہونا کافی ہے۔پھر تم جہاں بھی ہو،تمہاری مدد کے لیے دنیا بھر کے یہودی پہنچیں گے۔

سیف بظاہر اس کی باتیں دل چسپی سے سُن رہا تھا۔مگر اب وہ اُس سے کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا،وہ باتیں کرتے کرتے تایا علی کے گھر سے کافی دور آ گئے تھے،جب لڑکیوں کا ایک گروہ بے حیائی کی علامت مغربی لباس پہنے ان کے سامنے سے گزرا۔ان سے کچھ فاصلے پر عبا ئے پہنے اور کچھ لمبی فراکیں پہنے سر پر سکارف لیے خواتین جا رہی تھیں۔ترکی میں یہ اس قدر تضاد کیوں؟ سیف نے محمد سے پوچھا:یہ تضاد معرکہ حق و باطل کی علامت ہے۔یہ اس چیز کی علامت ہے کہ ترک مسلمان اپنے اصل کی طرف واپس آ رہے ہیں۔یہ تبدیلی نسلاً اور مذہباً مسلمان ہونے سے نہیں۔بلکہ قرآن کو پڑھ کر اسلام کو شعوری طور پر اپنا مذہب ماننے سے آئی ہے۔ایک بہت بڑی تعداد میں نوجوانوں نے جہاد کے میدانوں کا رخ کیا ہے۔یہ تبدیلی طاغوت کے ایوانوں میں زلزلہ بر پا کیے ہوئے ہے۔عورت کی وجہ سے......غیر مسلم ماؤں کی وجہ سے......ترکی میں قرآن کی تعلیم نہ ہونے کی برابر رہ گئی۔ یہودی اور یونانی نسل کے لوگوں نے ترکی کو اپنا گھر بنا لیا۔ان کی اولادوں سے ایسے لوگ پیدا ہوئے،جو اسلام کے مخالف اور غیر مسلم نظریات کے حامی تھے۔غیر مسلم یا اسلام سے ناواقف ماں سیکولر جرنیل تو پیدا کر سکتی ہے،وہ خالدؓ بن ولید نہیں پیدا کر سکتی۔خالدؓ بن ولید اور عمر فاروقؓ کے پیروکار بننے کے لیے دین کی واقفیت ہی نہیں،دین کا پورے کا پورا علم چاہیے۔بھائی! صلاح الدین ایوبی ان عورتوں نے بڑا گند ڈالا ہے۔مگر اس نظریے میں بھی بڑی جان ہے

؎ اُتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

خدا نے فرعون کے لیے موسیٰؑ کا بندوبست کر رکھا تھا۔تمہارے تایا جیسے عالم لوگوں نے آہستہ آہستہ اندر اندر سے لوگوں کو دین سکھانا شروع کیا۔

مگر یہ پاکستان کا کیا مسئلہ ہے؟ میں ابھی تک سمجھ نہیں پایا۔وہ لوگ جو ترکی میں خلافت کو بچانے کے لیے اپنے گھر بار بیچ کر ہندوستان سے نکل کھڑے ہوئے تھے،آپ اپنے گھر کو بچانے کی بجائے اُسے الاؤ میں کیوں ڈال رہے ہیں۔اور بجائے آگ بجھانے کے وہ اس میں اور پٹرول چھڑک رہے ہیں۔وہ آگ جس میں ان کے اپنے ہی بچے جل رہے ہیں۔کیوں کر رہے ہیں وہ ایسا......؟ اپنے ہی لوگوں پر فضا سے بم پھینکوانا،بے بس اور بے یار و مددگار عورتوں اور بچوں کو قتل کروانا،اپنی ہی فوج کا اپنے ہی علاقے فتح کرنا پستی اور ذلت انتہا ہے۔کیا خیال ہے تمہارا؟ محمد نے جھرجھری لی۔

مغربی لباس مغربی طور طریقے......دین سے دوری......خدا اسے بے خوفی پاکستان کی حکمران اور فوج کے افسران کے گروہ کو جنم دیا ہے۔جن کی درازئ عمر کی دعائیں یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں ہوتی ہیں،وہ زندہ رہیں،تاکہ وہ اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہوں۔سیف نے دُکھ کی شدت سے کہا۔وہ ملک کو لوٹتے ہیں اور عیسائی اور یہودی بنکوں کو بھرتے ہیں۔وہ اپنے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور غیر قوموں کے ساتھ مخلص ہیں۔وہ لوٹے ہوئے مال میں ایک دھیلا بھی ملک پر خرچ کرنے کو تیار نہیں۔بلکہ دوسری قومیں جو اپنی خیرات اس ملک میں بھجواتی ہیں،وہ بھی یہی لوگ ہڑپ کر جاتے ہیں۔اللہ نے شاید اُن کے مقدر کی سیاہی ان کے منہ پر تھوپنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لیے بہتری کے کوئی آثار نہیں۔

اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بیچ بیچ کر پیسے کمانا صرف ان حکمرانوں اور جرنیلوں کو ہی زیب دیتا ہے۔سیف نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا،تم ابھی تک کیسے محفوظ ہو؟ محمد اُس کی طرف جھکا۔دنیا نیک لوگوں سے خالی نہیں ہوگئی۔میرے دوست! ہمارے اوپر قابض حکمرانوں اور فوجیوں کے علاوہ عام معاشرے میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو غیرت اور ایمان رکھتے ہیں۔جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہیں،جو جانتے ہیں کہ مسلمان قوم غیر مسلم قوموں کی طرح نہیں ایک ملک کے لوگوں،ایک زبان یا ایک جیسے لباس سے نہیں بنتی۔مسئلہ قوم کا فرد ہونے کے لیے ایک ملک کا ہونا،ایک زبان کا ہونا،ایک جیسے رسم و رواج کا ہونا یا ایک جیسا لباس پہننا ضروری نہیں۔اس کے لیے صرف دین کا ایک ہونا پہلی اور آخری شرط

6 جنوری:صوبہ خوست......خوست شہر......نیٹو سپلائی کانوائے کی پارکنگ میں ریموٹ کنٹرول بم کا دھماکہ......5 سپلائی گاڑیاں تباہ

ہے۔ سو وہ مجھے اپنے درمیان پا کر خوش ہوتے ہیں۔ ویسے بھی میں انھیں کی طرح تو ہوں۔ جیسے میں ترکی بول سکتا ہوں، ویسے ہی میں اردو بھی بول سکتا ہوں۔ سیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ محمد ہم انقرہ کب جا رہے ہیں؟ سیف نے اردگرد نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ وہ اس وقت' دولمہ باچے' کے اس گیٹ کے باہر بیٹھے تھے جو سمندر کے رُخ تھا۔

انقرہ ہم کل صبح جائیں گے۔ آج شام یہاں کا کام ختم کر لو۔ محمد نے اسے چند لوگوں کے ایڈریس پکڑائے۔ صلاح الدین تم ایک بڑے مشن پر ہو۔ احتیاط اور بہت احتیاط، موبائل سے مکمل پرہیز، اجنبی اور اپنے لوگوں پر بھی کبھی مکمل اعتماد نہ کرو۔ ان کو بس اتنا بتاؤ، جتنا اس کے لیے ضروری ہو۔ کسی کے پاس اپنا کوئی ثبوت نہیں چھوڑو۔ بس اب تم جاؤ۔ میں صبح تمہیں بلیو مسجد کے سامنے ملوں گا۔ سیف نے وہ شام بہت مصروف گزاری۔ اُسے بہت سے لوگ ملنا چاہتے تھے۔ مگر اس کے پاس وقت کم تھا۔ گرینڈ بازار کے پچھلی طرف اس کے کئی دوست تھے۔ اس نے وہاں سے بہت سے خوش صورت نقش و نگار والی چند پلیٹیں خریدیں۔

اور اس سے اگلے دن وہ انقرہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ استنبول سے انقرہ پانچ گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ سڑک بہت اچھی اور راستہ بہت خوب صورت تھا۔ راستے میں جگہ جگہ اچھے ہوٹل اور آرام گاہیں تھیں۔

دوپہر کے وقت وہ انقرہ میں تھا۔ رقیہ خالہ کا گھر ڈھونڈنے میں اُسے کوئی دقت نہیں ہوئی۔ 'جناح جدّیسی' پر خالو انور پاشا کا ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ تھا۔ جس میں اُس کے تایا علی کی طرح وطن چھوڑنے والوں کی اکثریت کھانا کھا رہی تھی۔ اس ملک میں وہ آزادی سے اپنی زندگیاں گزار رہے تھے۔ یہاں ان کو کوئی مہاجر یا غیر ملکی نہیں سمجھتا تھا۔ رقیہ خالہ اور خالو اس کے بچپن میں ہی سنگیانگ سے یہاں آ بسے تھے۔ اور اب بہت خوش حال اور خوش تھے۔ رقیہ خالہ کے لیے وہ پیغام بہت اہم تھے۔ جو وہ ان کے عزیزوں کے ان کے لیے لایا تھا۔ رقیہ خالہ شہر کے ایک خوب صورت علاقے میں ایک کشادہ فلیٹ میں رہائش پذیر تھیں۔ ان کے ساتھ گھر جاتے ہوئے وہ سڑک کے کنارے آگے ہوئے۔ درختوں کو دیکھ کر خوش ہوتا رہا، جو پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ آلو بخارے، سیب، ناشپاتی، چیریز، اخروٹ، بادام، پستے اور خوبانیوں سے لدے ہوئے درخت، شہتوت کے درخت دیکھ کر اُس سے رہا نہیں گیا۔ وہ سڑک کنارے لگے درختوں کی ٹہنیاں پکڑ کر سفید رس دار موٹے موٹے شہتوت کھانے لگا۔

ارے میرے بچے، تمہارا بچپنا نہیں گیا۔ خالو اُسے دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ انقرہ میں اسے دو دن رکنا تھا۔ انقرہ ہی میں مصطفیٰ کمال پاشا مدفون ہے۔ وہ کمال پاشا جس کا خیال تھا کہ اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ کیونکہ وہ اسلام سے نابلد تھا۔ ترکی پر وہ دور اور اس کے بعد کا دور بہت سخت رہا۔ خالو انور بتا رہے تھے۔ اذان پر پابندی، عورتوں کے باپردہ لباس پر پابندی۔ مگر پھر آہستہ آہستہ نوجوان طبقہ واپس اپنے اصل کی طرف پلٹا۔ اور آج انتہائی سخت دور سے گزر کر اسلام کے مجاہد پھر سے معرکے سجانے والے ہیں۔ بس آنکھوں سے سوئیاں نکلنی باقی ہیں۔

خالو یہاں فوج قبضہ کیوں نہیں کرتی؟ پاکستان کی طرح سیف نے پوچھا۔

فوج نے کئی دفعہ کوشش کی۔ بلکہ انہی گرمیوں میں فوجی جرنیلوں نے ایک پورا منصوبہ ترتیب دیا۔ کہ مسجدوں میں بم بلاسٹ کروا کے، بازاروں میں دھماکے کروا کے ملک میں افراتفری پیدا کریں۔ تاکہ معاشی ترقی اور دوسرے ذرائع آمدنی پر قبضہ کر سکیں۔ وہ لوگ رنگے ہاتھوں اپنے منصوبوں سمیت پکڑے گئے مگر عدالت سے بری ہو گئے۔ کیونکہ عدلیہ بھی تک سیکولر ذہن کی ہے اس لیے فوجی جرنیل بچ نکلنے میں کامیاب رہے۔ خالو انور نے تفصیل سے بتایا۔ وہ اس وقت جس بازار میں کھڑے تھے۔ اس میں جگہ جگہ بار بنے ہوئے تھے، سیف انھیں دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔ مگر یہ اتنے سارے بار؟ اور اتنی کھلے عام شراب؟ سیف نے پوچھا۔

بھائی! ترکی کی اس وقت کی حکومت بھی پاکستان کی حکومت کی طرح اسلام کا نام استعمال کرتی ہے جب کہ قانون تو شریعت کی بجائے طاغوت کا ہی ہے، بس ہمیں مجاہدین کی آمد کا انتظار ہے۔

آؤ آج تمہیں' سکندر کباب' کھلاتے ہیں۔ ترکی کی مشہور ڈش۔ سیف کو کھانے پینے سے دل چسپی نہیں تھی۔ مگر خالہ رقیہ اور خالو انور کی خاطر اُس دن انھوں نے سکندر کباب کھانے کے بعد بازار کا چکر لگایا۔ چاندی کا خوب صورت زیور بڑے بڑے قیمتی پتھروں سے سجا ہوا۔ اور اس کی وہاں سے واپسی پر جب خالہ نے اسے ایک مخمل کی ڈبیہ میں چاندی کے جڑاؤ کنگن اور ایک چاندی کا سیٹ اس کی اماں اور بہن کے لیے دیا، تو بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، انھیں دیکھے ہوئے آٹھ سال بیت گئے تھے۔ جانے اور کتنے برسوں کی جدائیاں تھیں۔ خالہ یہ آپ اپنے پاس ہی رکھیں۔ میں اگلی دفعہ آیا تو شاید اس سے بہتر حالات میں آؤں۔ میں اماں اور صالحہ کو آپ سے ملانے بھی ضرور لاؤں گا۔ آخر تایا علی ادھر ہی ہیں آپ کے پاس۔

محمد گاڑی لے آیا تھا۔ وہ محمد کے ساتھ واپس جا رہا تھا۔ جب خالو انور نے ان کی گاڑی کے ساتھ دور تک پیدل جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں اپنے سردار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کو تازہ کرنا چاہتا ہوں۔ یاد ہے ناں، عیسائی لشکروں کے مقابلے میں اُسامہ بن زید کو رُخصت کرتے ہوئے اُس شہنشاہِ وقت نے اُسامہ کے اونٹ کی مہار پکڑ رکھی تھی اور اسامہ کے اونٹ کے ساتھ ساتھ وہ پیدل بھاگ رہے تھے۔

آج کے عیسائی اور یہودیوں کے اتحادی لشکروں کے مقابلے میں تم سب اسامہ ہو۔ کاش میں بھی تمہارے ساتھ جا سکتا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

7 جنوری: صوبہ کنڑ .... ضلع سرکانو .... مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید جھڑپیں .... 11 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

16دسمبر

☆وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے وسط میں پولیس اسٹیشن نمبر 5 پر فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس اور بارودی جیکٹس زیب تن کیے ہوئے فدائین نے پولیس اسٹیشن پر ایسے وقت میں حملہ کیا جب وہاں تعینات اہل کار کھانا کھانے میں مصروف تھے۔فدائین عمارت میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں موجود اہل کاروں کو نشانہ بنایا۔اس حملے کے نتیجے میں درجنوں پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

18دسمبر

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئی میں مجاہدین نے امریکی وافغان فوج کے کاررواں پر حملہ کیا ۔مجاہدین کی طرف سے جعفر کے علاقے میں گھات لگا کر کیے گئے حملے کے بعد شدید لڑائی چھڑ گئی جس کے نتیجے میں دشمن کے دو ٹینک اور 3 سرف گاڑیاں بھاری ہتھیاروں کی زد میں آکر تباہ ہوگئیں جب کہ لڑائی میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆وفاقی وزیر برائے سرحدات وقبائل کے نائب کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔ وفاقی وزیر برائے سرحدات وقبائل اسداللہ خالد کا نائب اور سابق ریفیوجیز ڈائریکٹر عبدالباقی رغبت کے قافلے پر مجاہدین نے قندھار شہر میں گھات لگا کر حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں عبدالباقی متعدد گارڈز سمیت موقع پر ہلاک ہوگیا۔

19دسمبر

☆صوبہ غزنی ضلع ناوہ میں امریکی وافغان فوج کے کاررواں کو مجاہدین نے بارودی سرنگوں کا نشانہ بنایا۔ یہ مشترکہ قافلہ فیض آباد کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ مجاہدین کی طرف سے نصب شدہ بموں کی زد میں آ گیا جس کے نتیجے میں ایک امریکی بکتر بند ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور ان میں سوار 3 امریکی اور 6 افغان فوجی ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل ضلع شاہ جوئی میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔غلام رباط کے علاقے میں امریکی ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا، ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی عملہ سمیت ہلاک ہوگئے۔

20دسمبر

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ یہ حملہ قندھار ہرات قومی شاہراہ پر خاک چوپان کے علاقے میں گھات لگا کر کیا گیا۔ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے حملے کے نتیجے میں 15 سپلائی اور 2 سیکورٹی فورسز کی سرف گاڑیاں راکٹوں کی زد میں آکر تباہ ہوگئیں، جب کہ 10 سیکورٹی اہل کار اور 18 ڈرائیور ہلاک ہوئے۔

21دسمبر

☆ مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں افغان چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔مجاہدین نے پوپلزئی کے علاقے لوئے باغ کے مقام پر واقع افغان نیشنل آرمی کی چیک پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں چوکی کو شدید نقصان پہنچا اور 15 فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

22دسمبر

☆صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانی میں فرنٹیئر کور کے اہل کار پیدل گشت کر رہے تھے کہ مجاہدین کے نصب کردہ چرہ دار بم کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں فرنٹیئر کور کے 6 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ قندھار ضلع پنجوائی میں افغان آرمی کی ایک رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔ افغان نیشنل آرمی کی رینجر گاڑی ماکوان کے علاقے سے گزر رہی تھی کہ بارودی سرنگ کے ساتھ ٹکرا کر تباہ ہوگئی، گاڑی میں سوار آرمی کے 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

23دسمبر

☆صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ میں مجاہدین نے امریکی فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا۔امریکی فوجی فارم چار کے علاقے میں طورخم جلال آباد شاہراہ پر گشت کر رہے تھے کہ مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں امریکی فوج کے دو ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ ہوگئے جب کہ 13 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات ضلع کشک کہنہ میں مجاہدین نے امریکی وافغان فوج کے مشترکہ قافلے پر

حملہ کیا، گھات کی صورت میں کیے گئے حملے سے متعدد گاڑیوں کو نقصان پہنچا جب کہ 7 امریکی وافغان فوجی اہل کار ہلاک اور 8 زخمی ہو گئے۔

24 دسمبر

☆امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ اوباشک کے علاقے میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹر نچلی پرواز کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے اینٹی ائیر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا، ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی عملہ سمیت ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکی فوج کے دو ٹینک بارودی سرنگوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئے اور ان میں سوار فوجیوں میں سے 9 ہلاک اور 5 زخمی ہوئے۔

25 دسمبر

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں امریکی فوجی فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم کے دو دھماکے ہوئے۔ دونوں دھماکے وقفے وقفے سے غار گئی کے علاقے میں ہوئے جن کے نتیجے میں دو امریکی ٹینک تباہ ہو گئے جب کہ 8 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی ضلع آب بند میں پولش فوج کے بکتر بند ٹینک پر بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں ٹینک مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور اس میں سوار 5 پولش فوجی ہلاک ہو گئے۔

26 دسمبر

☆وفاقی دارالحکومت کابل شہر میں مجاہدین نے انٹیلی جنس آفیسر کو قتل کر دیا۔ افغان انٹیلی جنس ادارے 'امنیت ملی' کا ایک اعلیٰ عہدیدار کرنل حبیب اللہ کابل شہر میں چہلستون کے علاقے میں موجود تھا کہ مجاہدین نے فائرنگ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ فراہ ضلع بالا بولک میں قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے پر افغان فوجی نے 5 امریکی فوجیوں کو قتل کر دیا۔ ضلع بالا بولک کے پیاؤ گاؤں میں فوجی مرکز کے اندر ایک افغان فوجی قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ امریکی فوجی نے اس سے قرآن مجید چھین کر اس کی بے حرمتی کی جس پر افغان فوجی نے امریکی فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 5 امریکی فوجی ہلاک اور 3 زخمی ہو گئے۔

27 دسمبر

☆امریکی ڈرون طیارے کو مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مار گرایا۔ امریکی ڈرون طیارہ صوبائی دارالحکومت گردیز شہر کے قریب فیروز خیل کے مقام پر جاسوسی پرواز کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں مجاہدین نے نظم عامہ کے اہل کاروں پر حملہ کیا۔ نظم عامہ کے اہل کاروں کا گاڑیوں پر مشتمل قافلہ زنگ آباد کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ مجاہدین نے اس پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک ہو گئے اور دو گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں

28 دسمبر

☆صوبہ ہلمند کے اضلاع موسیٰ قلعہ اور نادعلی میں امریکی فوج کے 7 ٹینک یکے بعد دیگرے بارودی سرنگوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئے۔ ٹینکوں میں سوار متعدد فوجی اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار ضلع ژڑئی میں مجاہدین نے امریکی وافغان فوج کے مشترکہ کاررواں پر حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 3 گاڑیاں تباہ ہو گئیں جب کہ 14 امریکی وافغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

29 دسمبر

☆صوبہ قندھار ضلع میوند میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔ گھات لگا کر کیے گئے حملے کے نتیجے میں متعدد سپلائی اور سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں تباہ ہو گئیں جب کہ 8 ڈرائیور اور سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں مقامی جنگجوؤں کی رینجر گاڑی مجاہدین کی طرف سے بچھائی گئی بارودی سرنگ کی زد میں آ کر مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور اس میں سوار 11 جنگجو موقع پر ہلاک ہو گئے۔

30 دسمبر

☆صوبہ سرپل ضلع صیاد میں مجاہدین نے امریکی چینوک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ امریکی فوج کا چینوک ہیلی کاپٹر بازارکی کے علاقے میں مجاہدین کے ایک مرکز پر کارروائی کی غرض سے جا رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے راکٹ لانچر کا نشانہ بنایا اور وہ چند لمحوں کے بعد گر کر تباہ ہو گیا، ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی عملہ سمیت ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ کنڑ ضلع غازی آباد میں مجاہدین نے امریکی وافغان فوجوں کے مشترکہ کاررواں پر گھات کی صورت میں ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں 7 رینجر گاڑیاں راکٹوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئیں اور ان میں سوار فوجیوں میں سے 14 ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

31 دسمبر

☆افغان نیشنل آرمی کے قافلے پر مجاہدین نے صوبہ کابل ضلع سروبی میں حملہ کیا۔ گھات کی صورت میں کیے گئے حملے میں 2 رینجر گاڑیاں اور ایک ٹینک تباہ ہوا جب کہ 10 فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع گرمسیر میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ امریکی چینوک ہیلی کاپٹر صفا بازار کے علاقے میں آپریشن کے بعد واپس جا رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے اینٹی ائیر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار 35 فوجی اہل کار جہنم واصل ہو

گئے۔

☆صوبہ ہرات ضلع شیڈنڈ میں مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں 8 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

یکم جنوری

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں ایک انٹیلی جنس اہل کار اور 6 پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس سروس آفیسر عبداللہ اور اس کے محافظ پولیس اہل کاروں کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی جس کے نتیجے میں وہ موقع پر ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نادعلی میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور امریکی فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی لڑی گئی۔مجاہدین نے امریکی فوج پر زرنی ماندہ کے علاقے میں گھات لگا کر حملہ کیا جس میں 7 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

02 جنوری

☆صوبہ غزنی ضلع آب بند میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔یہ حملہ سپین بند کے مقام پر گھات کی صورت میں کیا گیا جس کے نتیجے میں 6 فیول بھرے ٹینکر راکٹوں کی زد میں آ کر تباہ ہو گئے۔آدھے گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع ناوہ میں مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔امریکی فوجی ضلع ناوہ کے گاؤں کاکڑ کے قریب ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کارروائی کی غرض سے آئے تو مجاہدین نے ان پر حملہ کر دیا جس کے بعد شدید لڑائی چھڑ گئی، کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی لڑائی میں 12 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

03 جنوری

☆قندھار شہر میں فدائی مجاہد نے فرنٹیئر کور کے اہل کاروں پر حملہ کیا۔چھاؤنی کے علاقے میں فرنٹیئر کور کے اہل کار کمانڈر عصمت کی قیادت میں پیدل گشت کر رہے تھے کہ فدائی مجاہد نے ان پر استشہادی حملہ کیا جس کے نتیجے میں 8 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ پکتیکا ضلع برمل میں مجاہدین نے امریکی فوج کی پیدل گشتی پارٹی پر حملہ کیا۔گھات کی صورت میں کیے گئے حملے کے نتیجے میں 15 امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع نوزاد میں امریکی فوج اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔امریکی فوجی واخیر کاریز کے علاقے میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لیے آئے تو مجاہدین نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 11 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

04 جنوری

☆صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں امریکی فوج پر مجاہدین کے نصب کردہ بم کا دھماکہ ہوا۔امریکی فوجی کوٹیزئی کے علاقے میں پیدل جا رہے تھے کہ بارودی سرنگ کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں 7 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں ایک پولیس گاڑی مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔لشکر گاہ قومی شاہراہ پر نہر سراج کے علاقے میں پولیس رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور اس میں سوار 6 پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

06 جنوری

☆صوبہ خوست کے صدر مقام خوست شہر میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے کی پارکنگ میں ریموٹ کنٹرول بم کا دھماکہ کیا۔دھماکے کے نتیجے میں 5 سپلائی گاڑیاں مکمل طور پر جل کر خاکستر ہو گئیں جب کہ متعدد گاڑیوں کو جزوی نقصان پہنچا۔

07 جنوری

☆صوبہ کنڑ ضلع سرکانو میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔امریکی فوجی نخکل کے علاقے میں آپریشن کے لیے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے آئے۔جہاں انہیں مجاہدین کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لڑائی میں 11 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ سمنگان ضلع تاشقرغان میں پولیس گاڑی بارودی سرنگ کی زد میں آ کر تباہ ہو گئی۔اور اس میں سوار پانچ پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔

08 جنوری

☆صوبہ قندھار ضلع ژڑئی میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارے کو ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع بٹ کوٹ میں مجاہدین نے امریکی بکتر بند ٹینک کو دھماکہ خیز مواد کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا۔ٹینک میں سوار 6 امریکی فوجی ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین نے امریکی فوج کے قافلے پر گھات کی صورت میں حملہ کیا۔ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کیے گئے حملے کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہوئے جب کہ 5 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

09 جنوری

☆صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں مجاہدین نے امریکی فوج اور مقامی جنگجوؤں پر حملے کیے۔ریگی کے علاقے میں امریکی فوجی اور جنگجو مشترکہ گشت کر رہے تھے کہ مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 11 جنگجو اور امریکی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۱دسمبر: اورکزئی ایجنسی کے علاقے غلجو کے قریب کاگرقمر کے مقام پر مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر ۲ اطراف سے حملہ کیا۔ مجاہدین نے ۱۳ اہل کاروں کو ہلاک کیا جب کہ ایک میجر سمیت ۲۲ اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۲۳دسمبر: مجاہدین نے ٹانک میں ایک چیک پوسٹ پر حملہ کر کے ۱۵ سیکورٹی اہل کاروں کو گرفتار کرلیا۔ جب کہ مقابلے کے دوران میں ایک اہل کار کے ہلاک اور دو کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴دسمبر: وسطی کرم ایجنسی کے علاقہ کٹی سر میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے مابین جھڑپ میں سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت کی خبر جاری کی۔

۲۴دسمبر: ضلع بنوں کے قریب کوہاٹ روڈ پر ٹوچی اسکاؤٹ لائن پر فدائی حملہ کیا گیا، سرکاری ذرائع نے اس حملے میں ۹ ایف سی اہل کاروں کے ہلاک اور ۱۷ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی

۲۵دسمبر: وسطی کرم میں جوگی کے مقام پر مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے مابین جھڑپ میں ۲ فوجی اہل کاروں کی ہلاکت اور ۷ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۵دسمبر: شمالی وزیرستان کے علاقے میران شاہ میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے قافلہ پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا، اس حملے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷دسمبر: پشاور کے علاقہ دورہ روڈ پر مجاہدین نے فائرنگ کر کے انٹیلی جنس بیورو کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر سراج الدین کو ہلاک کردیا۔

۲۹دسمبر: ایف آر بنوں کے علاقے جانی خیل میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں دو اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۰دسمبر: باجوڑ کی تحصیل سلارزئی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں امن لشکر کے دو افراد کی ہلاکت اور ۳ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۳۱دسمبر: شمالی وزیرستان کے علاقہ بویا دتہ خیل میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا، سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ایک کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

یکم جنوری ۲۰۱۲ء: لنڈی کوتل کے علاقہ کرمنہ میں مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے درمیان جھڑپ میں ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲ جنوری ۲۰۱۲ء: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ میں زکاخیل امن لشکر اور مجاہدین کے درمیان جھڑپ میں امن لشکر کے ایک سپاہی کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲ جنوری: اپراورکزئی کے علاقہ غلجو میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے کیمپ پر حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲ جنوری: باجوڑ کے علاقے سلارزئی میں مجاہدین کی کارروائی میں مجاہدین مخالف ایک جنگ جو ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے۔

۳ جنوری: لنڈی کوتل بازار میں خاصہ دارفورس کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم سے نشانہ بنایا گیا، ۴ خاصہ دار اہل کاروں کی ہلاکت کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۵ جنوری: شمالی وزیرستان کے علاقے میران شاہ کے قریب اسپین ٹل سے ۱۵/ایف سی اہل کاروں کی لاشیں ملیں۔ ان سیکورٹی اہل کاروں کو مجاہدین نے قتل کیا، یادرہے کہ ان اہل کاروں کو دو ہفتے قبل ٹانک کے قریب ملازئی سے گرفتار کیا گیا تھا۔ تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان کے مطابق ان اہل کاروں کو لنڈی کوتل میں طالبان کے خلاف ہونے والی کارروائی کے ردعمل میں قتل کیا گیا۔

۴ جنوری: بلوچستان کے ضلع نصیر آباد کے علاقے مرغ کبزئی میں مجاہدین نے فائرنگ کی، سرکاری ذرائع نے ۲ ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۵ جنوری: ٹانک کے سابق امن کمیٹی کے کمانڈر عمر گل کو مجاہدین نے قتل کردیا۔

۵ جنوری: بلوچستان کے ضلع ژوب میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں دو ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری طور پر خبر جاری کی گئی۔

۲ جنوری: مردان کے قریب بخشالی کے علاقہ میں مجاہدین اور پولیس کے مابین جھڑپ میں ایک سب انسپکٹر ہلاک ہوگیا۔

۹ جنوری: اپراورکزئی کے علاقے ڈبوری میں ۱۰ سیکورٹی اہل کاروں کو مجاہدین نے ہلاک

کردیا۔مجاہدین نے ان اہل کاروں کو ۲۵ دسمبر کی رات کوفورسز کی ایک چیک پوسٹ پر حملہ کرنے کے بعد گرفتار کیا تھا۔

۱۲ جنوری: اورکزئی ایجنسی کے علاقہ غلجو میں دور پٹی کے مقام پر مجاہدین نے فورسز کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کی ہلاکت اور ایک کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۲ جنوری: پشاور کے قریب سربند کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس چوکی پر حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ۳ پولیس اہل کاروں کی ہلاکت اور ۱۱ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۲ جنوری: جنوبی وزیرستان کے علاقے سراروغہ میں چیک پوسٹ پر راکٹ حملے میں ۴ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۳ جنوری: پشاور کے علاقے سربند میں چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۶ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۹ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ جنوری: خیبر ایجنسی کے علاقے لنڈی کوتل کے ریلوے اسٹیشن کے قریب ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجہ میں سرکاری ذرائع نے خاصہ دار فورس کے ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۴ جنوری: مجاہدین نے ڈیرہ اسماعیل خان میں ضلعی پولیس افسر (ڈی پی او) کے دفتر پر فدائی حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ۹ اہل کاروں کے ہلاک جب کہ ڈی پی او سمیت ۱۴ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۶ جنوری: کوہاٹ میں پولیس وین پر مجاہدین نے فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں ۲ اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

چندروز کے تعطل کے بعد صلیبیوں کے فرنٹ لائن اتحادیوں کی مدد سے دوبارہ ڈرون حملے شروع ہوگئے۔

۱۰ جنوری: شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ میں چشمہ پل کے قریب ایک گھر پر امریکی جاسوس طیاروں کے ذریعے ۲ میزائل داغے گئے، ۴ افراد شہید ہوئے۔

۱۲ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں ایک گاڑی پر امریکی جاسوس طیاروں نے دو میزائل داغے، جس سے ۸ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: خراسان کے گرم محاذوں سے

10 جنوری

☆صوبہ پکتیکا کے صدر مقام شرنہ شہر میں فدائی مجاہدین نے امریکی و افغان مراکز پر حملے کیے۔تین فدائین شہید اختر علی، شہید احمد اور شہید عتیق اللہ نے کمیونیکیشن ڈائریکٹوریٹ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ، گورنر ہاؤس اور امریکی مرکز پی۔آر۔ٹی کو بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا۔بارہ گھنٹے تک جاری رہنے والی اس کارروائی میں کم از کم 80 پولیس، انٹیلی جنس اور امریکی اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔جب کہ درجنوں گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ سرکاری عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

☆افغان نیشنل آرمی اور امریکی فوجی اہل کاروں نے صوبہ بلخ ضلع چارگین میں مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا جہاں انہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور شدید لڑائی چھڑ گئی۔اٹھارہ گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 10 امریکی اور 5 افغان اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

11 جنوری

☆قندھار شہر میں ایک فدائی مجاہد نے صوبائی پولیس چیف کے دفتر پر فدائی حملہ کیا۔فدائی مجاہد شہید نوراللہ جو کہ پولیس یونیفارم میں ملبوس تھے پولیس ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود دفتر میں صوبائی پولیس چیف تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور استشہادی حملہ سرانجام دیا جس کے نتیجے میں پولیس چیف کمانڈر عبدالرزاق سمیت متعدد پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے، اس کے علاوہ متعدد گاڑیوں اور عمارت کو شدید نقصان پہنچا۔

12 جنوری

☆صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی کے ڈسٹرکٹ گورنر کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔گورنر کا گاڑیوں پر مشتمل قافلہ ضلعی مرکز سے قندھار شہر کی جانب جا رہا تھا کہ کوبی کے مقام پر مجاہدین کی طرف سے نصب کردہ بم کا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں گورنر فیض الدین آغا کی گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی اور وہ دو بیٹوں سمیت ہلاک ہوگیا۔جب کہ دوسری گاڑی میں سوار 8 محافظ بھی مارے گئے۔

14 جنوری

☆صوبہ غزنی ضلع گیلان میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا۔گھات لگا کر کیے گئے حملے میں 5 سپلائی اور 3 سیکورٹی فورسز کی گاڑیاں راکٹوں کی زد میں آکر تباہ ہوئیں جب کہ 15 سیکورٹی اہل کار اور ڈرائیور ہلاک ہوئے۔

15 جنوری

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔طیارہ حصارک کے علاقے میں نچلی پرواز کر رہا تھا کہ مجاہدین نے اسے اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

مشرف اپنے دور میں ہر ڈرون حملے کی پیشگی منظوری دیتا تھا: امریکی اخبار

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کا سابق صدر پرویز اپنے دور میں ہونے والے ہر ڈرون حملے کی خود پیشگی منظوری دیتا تھا۔ موجودہ حکومت کے آنے کے بعد امریکی انتظامیہ نے ڈرون حملوں سے قبل پاکستان سے اجازت لینا ترک کر دیا۔

امریکہ کا پاکستان میں پھنسا ہوا فوجی سامان فوری نکالنے کا فیصلہ

افغانستان میں نیٹو افواج کو سامان کی سپلائی کی فراہمی ممکن نہ ہونے کی وجہ سے امریکہ نے اپنی افواج کو بھیجا گیا تمام سامان جو کراچی بندرگاہ سے افغان بارڈر تک مختلف علاقوں میں بکھرا پڑا ہے، کو فوری طور پر پاکستان سے نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد امریکہ نے پاکستان میں پھنس جانے والے فوجی سامان کو واپس بھجوانے کا حکم دیتے ہوئے کراچی سے افغانستان سامان سپلائی کرنے والی کمپنیوں کو سامان کی تفصیل امریکی قونصلیٹ میں جمع کروانے کی ہدایات کر دی ہیں۔ جنگی سامان واپس کرنے کے احکامات بحرین میں موجود امریکی فوج کی ۵۹۵ ٹرانس بریگیڈ چیف انیتا رائس نے ایک ای میل کے ذریعے جاری کیے۔ اس سامان میں ہمر گاڑیاں، بڑے ڈیمپز، اینٹی ایئر کرافٹ گنوں کے لیے خصوصی گاڑیاں، جیمرز والی گاڑیاں، کرینیں اور خصوصی اسلحہ بھی شامل ہے۔ امریکی سامان کئی ارب ڈالر کا ہے جس کی واپسی پر کئی گنا زیادہ خرچ آئے گا لیکن امریکہ جلد از جلد اسے پاکستان سے نکالنے کا خواہش مند ہے۔

گیارہ لاپتہ قیدیوں میں سے ایک اور شہید ...... جسد خاکی پشاور سے ملا

آئی ایس آئی نے اڈیالہ جیل سے جن گیارہ افراد کو اغوا کیا تھا' جن پر پاکستان کی ''آزاد عدلیہ'' نے آئی ایس آئی کی جانب سے سنائی گئی ایک بھونڈی کہانی کے بعد ایجنسیوں کے اغوا کے اقدام کو قانونی جواز فراہم کر دیا تھا۔ اُن میں سے ایک اور مظلوم کو شہید کر دیا گیا۔ کوہاٹ سے تعلق رکھنے والے عبدالصبور کی لاش ۲۰ جنوری ۲۰۱۲ء کو پشاور کے علاقے حاجی کیمپ جی ٹی روڈ سے ملی۔ اس سے پہلے ۳ افراد کو شہید کیا جا چکا ہے...... لاپتہ محمد عامر کی لاش ۱۵/اگست ۲۰۱۱ء، سید عرب کی لاش ۱۸/دسمبر ملی تھی، تحسین اللہ کی لاش ۱۷دسمبر ۲۰۱۱ء کو ملی تھی۔

سنی اتحاد کونسل کو امریکی فنڈز ملنے کا انکشاف

امریکہ کی طرف سے سنی اتحاد کونسل کو فنڈنگ کا انکشاف سامنے آیا ہے۔ امریکہ کی سرکاری ویب سائٹ کے مطابق ۲۰۰۹ء میں کونسل کو طالبان مخالف ریلیاں نکالنے کے لیے ۳۶ ہزار ۷۰۷ ڈالرز کی امداد دی گئی تھی۔ امریکی حکومت کی ویب سائٹ usaspending.gov پر بتایا گیا ہے کہ ''سنی اتحاد کونسل کو ۲۰۰۹ء میں پاکستان میں طالبان مخالف ریلیاں نکالنے اور رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے امریکی سفارت خانے نے ۳۶ ہزار ۷۰۷ ڈالرز فراہم کیے تھے۔ سنی اتحاد کونسل ۲۰۰۹ء میں قائم کی گئی تھی اور اسی سال کونسل کو امریکی امداد ملی''۔ امریکی سفارت خانے کے مطابق ''ان کے فراہم کردہ فنڈز سے سنی اتحاد کونسل نے خود کش حملوں اور انتہا پسندوں کے خلاف ریلیاں نکالیں جنہیں بڑے پیمانے پر میڈیا کوریج بھی دلائی گئی''۔

پاکستان میں امریکی سفارت خانے میں قائم یونٹ نے انتہا پسندوں کے خلاف کام شروع کر دیا: واشنگٹن پوسٹ

امریکہ نے پاکستان میں ''انتہا پسندوں'' کو روکنے کے لیے پہلا یونٹ تشکیل دے دیا ہے۔ یہ یونٹ پاکستان میں موجود امریکی سفارت خانے نے قائم کیا ہے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق یہ یونٹ جولائی ۲۰۱۱ء میں قائم ہوا تھا، اب اس نے کام شروع کر دیا ہے۔ یونٹ مقامی شراکت داروں جن میں معتدل مزاج مذہبی رہنما بھی شامل ہیں، کے ساتھ مل کر انتہا پسندانہ پیغامات اور پروپیگنڈا کا توڑ کرے گا۔ اس مقصد کے لیے ٹی وی شوز، ڈاکومنٹریز، ریڈیو پروگرامز اور پوسٹرز کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ ابتدائی طور پر اس یونٹ کے لیے ۵۰ لاکھ ڈالر مختص کیے گئے ہیں۔ امریکی سفارت خانے میں پبلک افیئرز کے سربراہ ٹام ملر نے بتایا کہ ''اعتدال پسند علما کی آواز زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائی جائے گی''۔ اسی سلسلے میں امریکہ نے ''اعتدال پسند علما'' کے ذریعے کئی لیکچر سیریز کا اہتمام کیا ہے تاکہ لوگوں کا ذہن تبدیل کیا جا سکے۔ اوکاڑہ میں ۴۰۰ سے زائد طلبہ والے ایک مدرسے کے استاد فضل الرحمٰن نے ۲ گھنٹے دورانیے کے کئی لیکچرز ریکارڈ کرائے ہیں جنہیں سی ڈیز کی شکل میں تقسیم کیا جائے گا۔

امریکہ نے پاکستان کی ہر قسم کی امداد غیر اعلانیہ بند کر دی

امریکہ نے پاکستان کی ہر قسم کی امداد غیر اعلانیہ بند کر دی، پاکستانی دفتر خارجہ

7 جنوری: صوبہ سمنگان...... ضلع تاشقرغان...... بارودی سرنگ دھماکہ...... پولیس گاڑی بارودی سرنگ تباہ...... 5 پولیس اہلکار ہلاک

کے مطابق اتحادی سپورٹ فنڈز کی آخری قسط ۲۰۱۰ء میں ادا کی گئی تھی، کیری لوگر بل کے تحت ۲۰۱۱ء میں صرف ۴۵۰ ملین ڈالر جاری کیے گئے وہ بھی براہ راست حکومت کو نہیں دیے گئے۔ ۲۰۱۱ء میں ۷۰۰ ملین ڈالر کی فوجی امداد بھی جاری نہیں کی گئی۔

نیٹو سپلائی مفت بحال نہیں کی جائے گی: احمد مختار

پاکستانی وزیر دفاع احمد مختار نے کہا ہے کہ ''نیٹو سپلائی مفت بحال نہیں کی جائے گی، اگر امریکہ ہمارا اتحادی ہے تو ہمارے مفادات کا خیال رکھے۔ امریکہ سے بہتر تعلقات چاہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ امریکہ بھی ہمارے مفادات کا خیال رکھے۔ نیٹو کنٹینرز کی وجہ سے ہماری سڑکیں خراب ہوئیں، ہم نیٹو سے کرایہ لے کر سڑکوں کی مرمت کریں گے۔ ہم امریکہ کے اتحادی ہیں تو اسے ہماری بات ماننی چاہیے۔ ضرورت پڑی تو امریکہ کے جانے کے بعد بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے''۔

میمو سکینڈل؛ سب جان لیں بغور دیکھ رہے ہیں: امریکہ

امریکی محکمہ خارجہ نے کہا ہے کہ ''میموگیٹ سکینڈل پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے لیکن سب جان لیں کہ امریکہ معاملے کو بغور دیکھ رہا ہے اور باریک بینی سے پوری صورت حال کا جائزہ لے رہا ہے۔ پاکستان کے آئینی اور قانونی نظام کا احترام کرتے ہیں تاہم حسین حقانی کو تمام انسانی حقوق دیے جائیں، ان کی اہلیہ سے مکمل رابطے میں ہیں''۔

۱۰ بڑے اداروں میں کرپشن کے لحاظ سے فوج کا پانچواں نمبر ہے: ٹرانسپیرنسی

ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل نے ۲۸ دسمبر ۲۰۱۱ء کو جاری ہونے والی اپنی سروے رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان کے ۱۰ بڑے اداروں میں فوج کا پانچواں نمبر ہے۔

چین میں خودکُشی کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے

چین کے سرکاری میڈیا نے بتایا ہے کہ چین میں ہر دو منٹ بعد ایک شخص خود کشی کی کوشش کرتا ہے۔ یہ دنیا بھر میں خودکشی کی بلند ترین شرحوں میں سے ہے۔ سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پریوینشن نے اپنی ویب سائٹ پر بتایا ہے کہ چین میں ہر ایک لاکھ افراد میں خودکشی کرنے والوں کا تناسب ۲۳ء۲۲ فیصد ہے۔ بیجنگ یوتھ ڈیلی سے گفتگو میں بیجنگ ہیلتھ بیورو کے ترجمان ماؤیو نے اعتراف کیا کہ چین میں خودکشی کی شرح دنیا کی بلند ترین شرحوں میں سے ہے۔ چین کی ایک ارب ۳۰ کروڑ کی آبادی میں ہر سال ۲ لاکھ ۸۷ ہزار افراد خودکشی کرتے ہیں۔ ہر سال کم وبیش بیس لاکھ افراد خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔ چین میں خودکشی کرنے والے افراد میں سے بیشتر کی عمریں ۱۵ سے ۳۴ سال کے درمیان ہوتی ہیں۔ سرکاری میڈیا کا کہنا ہے کہ چین میں ایک طرف تو ملازمت کے حصول کے حوالے سے نوجوانوں پر دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف لڑکوں پر اسکول میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے حوالے سے خاصا دباؤ ہوتا ہے۔

چین میں مسجد شہید کرنے پر شدید جھڑپیں، کئی درجن مسلمان زخمی، ۲ شہید

چین کے شمال مغربی علاقے منگیسا ہوئی میں پولیس نے نو تعمیر شدہ مسجد کو غیر قانونی قرار دے کر شہید کر دیا، جس پر سیکروں مسلمانوں اور پولیس کے درمیان شدید جھڑپوں میں کئی درجن مسلمان زخمی ہوئے جب کہ ۲ مسلمان شہید ہو گئے۔

پادریوں میں بے راہروی میں اضافہ

کلیسائے روم کے روحانی پیشوا پوپ بنی ڈکٹ کی یقین دہانیوں کے باوجود پادریوں کی بچوں سے زیادتی کے واقعات میں کمی نہیں آئی۔ برطانوی اور امریکی میڈیا نے تسلسل کے ساتھ ایسے واقعات رپورٹ کیے ہیں جن کے مطابق لندن میں طلبہ سے زیادتی پر ے راہبوں کو گرفتار کیا گیا۔ بوسٹن میں ۸۰۰ واقعات کا اندراج ہوا، صرف ایک امریکی شہر کنساس میں پادریوں کی جانب سے بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے واقعات کی تفتیش اور پولیس کی مدد کے حوالے سے ۴ ماہ میں ۱۴ لاکھ ڈالر خرچ ہوئے۔

حسنی مبارک ۲۸ برس سے یہودی رِبّی کا پیروکار نکلا

سابق مصری صدر حسنی مبارک اسرائیلی یہودی رِبّی کا پیروکار نکلا۔ عرب امارات سے شائع ہونے والے عربی جریدے البیان کی خبر کے مطابق ایک اسرائیلی رِبّی عوفادیا یوسف نے چند روز قبل اپنی ہفت روزہ مذہبی مجلس میں اس بات کا انکشاف کیا کہ سابق مصری صدر اس کی دعاؤں پر یقین کامل رکھتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اٹھائیس سال سے اس کا پیروکار رہے اور اس سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہے۔ اس موقع پر یہودی رِبّی نے اپنے پیروکار کے لیے مظاہرین کے قتل کے نتیجے میں اُس پر بننے والے مقدمات سے بری ہونے اور پھانسی کے پھندے سے محفوظ رہنے کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔

☆☆☆☆☆

11 جنوری: قندھار شہر.....صوبائی پولیس چیف کے دفتر پر فدائی حملہ..... پولیس چیف کمانڈر عبدالرزاق سمیت متعدد پولیس اہل کار ہلاک.....متعدد گاڑیوں اور عمارت کو شدید نقصان

ہدیہ نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

حُسنِ انسانیت کی ہیں تکمیل آپ ﷺ　　　سب عُلوم و معارف کی تنقیل آپ ﷺ
سب سے کٹ کر ہوئے ایک اللہ کے آپ ﷺ　　　ہیں سراپا ہدایت کی تعمیل آپ ﷺ

رنگ اللہ کا ہے آپ ﷺ کی ذات پر
یعنی اخلاقِ اَعلیٰ کی تکمیل آپ ﷺ

سبقتیں آپ ﷺ کو ساری خیرات میں　　　نیکیوں اور طاعت میں تعجیل آپ ﷺ
دُور کرتے رہے اِصر و اَغلال آپ ﷺ　　　آدمی کو سراپا ہیں تسہیل آپ ﷺ

آپ ﷺ کی ذات ہے اشرفُ الانبیاء
بس تشرّف، تَفضُّل ہے، تفضیل آپ ﷺ

آپ ﷺ کا نُطق مصروفِ اذکارِ رب　　　گویا تسبیح و تحمید و تہلیل آپا
دنیا اور آخرت میں رسولِ کریم ﷺ　　　سب جلال و جمال اور تجمیل آپ ﷺ

ترجَمانِ قرآن کریم آپ ﷺ ہیں
ہاں احادیث و تفسیر و تاویل آپ ﷺ

آپ ﷺ احمد، محمد ﷺ ہیں محمود ﷺ ہیں　　　آخری بس ہدایت کی ترسیل آپ ﷺ
کوئی افراط و تفریط ہے ہی نہیں　　　بس توازن، تناسب ہے تعدیل آپ ﷺ

(ڈاکٹر ابو بدر)



نبیؐ ملحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی سامان کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا (ابن سعد: ص۶۸۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۱۱ تلواریں تھیں:

۱۔ ماثور ۲۔ ذوالفقار ۳۔ قلعیہ ۴۔ البتار ۵۔ الحتف ۶ اور ۷۔ قبیلہ بنی طے سے حاصل ہوئی تھیں

۸۔ العضب ۹۔ القضیب ۱۰۔ الصمصامہ ۱۱۔ الحیف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر سونا اور چاندی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا (شمائل: ص۷)

لوہے کی ٹوپی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر پر لوہے کی ٹوپی تھی۔ (بخاری: ص۴۱۶)

ڈھال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس کا نام الجمع تھا۔ (سبل: ص۳۷۰)

پٹکہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پٹکہ تھا جس میں ۳ چاندی کے حلقے تھے جسے کمر پر باندھا جاتا تھا۔ (سبل: ۷/۹۶۳)

کمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کمان تھا جس کا نام السداس تھا۔ (سبل: ص۲۶۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۶ کمان تھے۔

۱۔ الروہا ۲۔ شوحط ۳۔ صفراد ۴۔ السداس ۵۔ الزوراو ۶۔ الکتوم (ابن سعد: ص۹۸۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۵ تیر تھے۔

۱۔ المثوی ۲۔ المثنی ۳، ۴، اور ۵۔ بنی قینقاع سے حاصل ہوئے تھے (سبل: ص۵۹۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۵ نیزے تھے۔

۱۔ نبعہ ۲۔ بیضاء ۳۔ منزہ ۴۔ الہد ۵۔ القمرہ۔ (سبل: ۷/۵۶۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ احد میں ۲ زرہیں تھی۔

۱۔ ذات الفضول ۲۔ فضہ اور خیبر کے موقعہ پر بھی ۲ زرہیں تھی ۱۔ ذات الفضول ۲۔ اسغدیہ (ابن سعد: ص۷۸۴)

سات زرہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۷ زرہیں تھیں۔

۱۔ ذات الفضول ۲۔ فضہ ۳۔ اسغدیہ ۴۔ ذات الوشاح ۵۔ ذات الحواشی

۶۔ البتراء ۷۔ الخرنق۔ (جمع الوسائل: ص۳۵۱)